ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

میں ماہِ مُحرّمُ الحرام کی مناسبت سے شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ

بنام

مُحرّمُ الحَرام کے 52 مضامین

For Download Visit:
www.dawateislami.net

پیش کش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوت اسلامی)

پہلے اسے پڑھئے!

محرّم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے، اس کا شمار حرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے، اس ماہِ مبارک کی حرمت کی وجہ سے اِسے "مُحرّم" کا نام دیا گیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر، پ10، التوبۃ، تحت الآیۃ:36، 4/128)

اس مبارک ماہ کا پہلا عشرہ پچھلی شریعتوں سے ہماری شریعت تک نہایت بابرکت و محلِ عبادت رہا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 24/512 ماخوذاً)

ماہِ محرّمُ الحرام کے کئی فضائل احادیثِ مبارکہ میں آئے ہیں، ایک فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ کیجئے:

1 ایک شخص حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! رمضان کے علاوہ میں کس مہینے میں روزے رکھوں؟ ارشاد فرمایا:"اگر تُم نے رمضان کے بعد کسی مہینے کے روزے رکھنے ہوں تو مُحرّم کے روزے رکھو کہ یہ اللہ پاک کا مہینا ہے، اس مہینے میں ایک دن ہے جس میں اللہ پاک نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور دوسروں کی توبہ بھی قبول فرمائے گا۔(مسند امام احمد، 1/327، حدیث:1334)

اس مبارک ماہ میں 10 محرّمُ الحرام کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اِسے یومِ عاشوراء کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 10 محرّمُ الحرام کو عاشوراء کہنے کی ایک وجہ یہ بھی کہ اِس دن اللہ پاک نے 10 انبیائے کرام کو اعزاز واکرام سے نوازا۔

(فیض القدیر، 4/394، تحت الحدیث:5365)

یومِ عاشوراء کو انبیائے کرام علیہمُ السّلام اور اہلِ بیتِ اطہار سے خصوصی نسبت حاصل ہے، اس مبارک دن کی نسبتوں کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے: 1 یومِ عاشوراء کو حضرت موسیٰ علیہمُ السّلام کی مدد کی گئی اور فرعون اور اس کے پیروکار اس میں ہلاک ہوئے۔ 2 حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی "جودی پہاڑ" پر ٹھہری۔ 3 حضرت یونس علیہ السّلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ 4 حضرت سیّدنا آدم علیہ السّلام کی قبولیتِ توبہ کا دن ہے۔ 5 حضرت یوسف علیہ السّلام کنویں سے نکالے گئے۔ 6 اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن آپ علیہ السّلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا۔ 7 عاشوراء کے دن ہی حضرت داؤد علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی۔ 8 حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اسی دن ولادت ہوئی۔ 9 حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بینائی کا ضعف اسی دن دور ہوا۔ 10 یومِ عاشوراء کو نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مغفرت کا مژدہ ملا۔ 11 حضرت ادریس علیہ السّلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا۔ 12 اسی روز اللہ پاک نے حضرت ایوب علیہ السّلام کی آزمائش دور فرمائی۔ 13 یومِ عاشوراء کو ہی حضرت سلیمان علیہ السّلام کو بادشاہت عطا ہوئی۔(عمدۃ القاری، 8/233)

اس ماہ مبارک کی پہلی تاریخ کو مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی جبکہ 10 تاریخ کو میدان کربلا میں نواسۂ رسولِ کریم، شہزادۂ شیرِ خدا، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے رفقا کے ساتھ شہید ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول اور عاشقانِ صحابہ واہل بیت کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی صحابہ واہلِ بیت کی تعلیمات، شان و عظمت اور ان کی مَحبّت کا پیغام دنیا بھر میں عام کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی ہے۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے محرم الحرام کے شمارے میں ہر سال اس ماہ سے نسبت رکھنے والی مقدّس ہستیوں کا کچھ نا کچھ ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔ اس سال مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے یہ اقدام کیا گیا ہے کہ محرم الحرام کی مناسبت سے ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں شائع ہونے والے تمام مضامین کو 83 صفحات پر یکجا کر کے پیش کیا جارہا ہے۔ اس مجموعہ میں اِن شآءَ اللہ آپ 12 ابواب کے تحت 52 مضامین کا مطالعہ کریں گے۔

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

* حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ * عوام و خواص کے لئے قراٰنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح * دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات * رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص * علمی، شرعی، اخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات * اولیائے کرام کی تعلیمات و ملفوظات * چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب * معاشرے کی دکھتی رگیں اور ان کا علاج * معاشرے کے مختلف کردار ماں، باپ، بہن، بھائی، استاد، شاگرد وغیرہ کو کیسا ہونا چاہئے؟ * اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات * بچّوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج * خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی رہنمائی اور اس کے علاوہ بہت کچھ

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 7 زبانوں (عربی، اردو، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگالی اور سندھی) میں شائع ہونے والے میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروائیے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیجئے:
Call/WhatsApp
+92313-1139278

ناظم "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"
ابوالنّور راشد علی عطّاری مدنی
02-07-2022

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	پہلے اسے پڑھیئے	01
	حمد و نعت	
(1)	کربلا کے جانثاروں کو سلام	06
	عاشورا اور محرم الحرام کے فضائل	
(2)	عاشورا	07
(3)	عاشورا کے فضائل	08
(4)	محرم الحرام میں ثواب کمانے کے طریقے	09
	فضائلِ خلیفۂ ثانی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ	
(5)	امامُ العادلین	10
(6)	رعبِ فاروقی	12
(7)	حضرت فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ کی سادگی	14
(8)	فاروقِ اعظم اور نماز کی محبت	16
(9)	فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ کی اہلِ بیت سے محبت	18
	فضائلِ سید الشہدا امام عالی مقام رضی اللہُ عنہ	
(10)	اللہ پاک کے سچے دوست	20
(11)	سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی نصیحتیں	22
(12)	شہیدِ کربلا کی شان	23

صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار

(13)	تعظیمِ سادات ضروری ہے	25
(14)	سادات کرام کی محبت و خیر خواہی	27
(15)	صحابۂ کرام کی اہل بیت سے محبت	28
(16)	مثالی گھرانہ	31
(17)	اہل بیت سے محبت کے تقاضے	33
(18)	ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک	35
(19)	آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہلِ بیت	36

بچوں کے لئے ذکرِ امام حسین رضی اللہ عنہ

(20)	فیضان مدینہ میں کیا سیکھا؟	37
(21)	جنتی جوانوں کے سردار	38
(22)	امام حسن و حسین اور خوفناک اژدھا	39
(23)	دادی اماں نے دلخراش واقعہ سنایا	40
(24)	امام حسین رضی اللہ عنہ کی 5 خصوصیات و فضائل	42
(25)	شہادت کے فضائل	43
(26)	کھچڑا کیوں پکایا؟	44

تاریخِ کربلا

(27)	دیکھ حُسین نے دین کی خاطر سارا گھر قربان کیا	45
(28)	حسینی قافلے کے شرکا	46
(29)	میدانِ کربلا	47
(30)	چند اہم واقعات	48

شہدائے کربلا کا پیغام امتِ مسلمہ کے نام

(31)	کربلا کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام	49
(32)	مرحومین کے ساتھ بھلائی	50
(33)	صبر	52
(34)	اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد	54

یزیدی کردار اور اس کا انجام

(35)	یزید کے سیاہ کارنامے	56
(36)	یزیدی لشکر کا انجام	58

تذکرہ صالحین وصالحات

(37)	حضرت سیدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہُ عنہا	59
(38)	رازدانِ مصطفیٰ حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہُ عنہ	60
(39)	حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃُ اللہِ علیہ	62
(40)	گنج شکر حضرت سیدنا بابا فرید رحمۃُ اللہِ علیہ	64
(41)	تاج الشریعہ ہم میں نہ رہے	65
(42)	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیئے	66

دلچسپ، اہم اور شرعی سوالات

(43)	امام حسین رضی اللہُ عنہ کی عمر مبارک	77
(44)	نیزے پر سر مبارک نے تلاوتِ قرآن کی	78
(45)	سسرال میں محرم الحرام کا چاند دیکھنے میں حرج نہیں	80

محرم الحرام کے لئے اہم کتب

(46)	فیضانِ فاروقِ اعظم	81
(47)	آئینۂ قیامت	82

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔ (ابن ماجہ، 1/490، حدیث:907)

حمد/مناجات

گناہوں کی نحوست بڑھ رہی ہے دم بدم مولیٰ

گناہوں کی نحوست بڑھ رہی ہے دم بَدم مولیٰ
میں توبہ پر نہیں رہ پارہا ثابت قدم مولیٰ

گنہ کرتے ہوئے گر مرگیا تو کیا کروں گا میں
بنے گا ہائے میرا کیا کرم فرما کرم مولیٰ

سنہری جالیوں کے سامنے اے کاش! ایسا ہو
نکل جائے رسولِ پاک کے جلووں میں دم مولیٰ

بنا مجھ کو محمد مصطفےٰ کا عاشقِ صادق
تُو دیدے سوزِ سینہ کر عنایت چشمِ نم مولیٰ

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے
ترے محبوب پر ہر دم دُرودِ پاک ہم مولیٰ

رسولِ پاک کی دکھیاری امت پر عنایت کر
مریضوں، غمزدوں، آفت نصیبوں پر کرم مولیٰ

پئے شاہِ مدینہ اب مُشرّف حج سے فرمادے
چلے عطّار پھر روتا ہوا سُوئے حرم مولیٰ

وسائلِ بخشش، ص97
از شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

نعت/استغاثہ

آپ کی نسبت اے نانائے حُسین

آپ کی نسبت اے نانائے حُسین
ہے بڑی دولت اے نانائے حُسین

مر کے بھی نکلے نہ میرے قلب سے
آپ کی الفت اے نانائے حُسین

واسِطہ غوث و رضا کا دُور ہو
ہر بُری خصلت اے نانائے حُسین

اب مدینے میں بُلا کر دُور کر
یہ غمِ فُرقت اے نانائے حُسین

سبز گنبد کی بہاریں دیکھ لوں
آئے وہ ساعت اے نانائے حُسین

از طفیلِ غوثِ اعظم دور ہو
قبر کی وحشت اے نانائے حُسین

ہر ولی کا واسِطہ عطّار پر
کیجئے رحمت اے نانائے حُسین

وسائلِ بخشش، ص257
از شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

سلام

کربلا کے جاں نثاروں کو سلام

کربلا کے جاں نثاروں کو سلام
فاطمہ زہرا کے پیاروں کو سلام

یا حُسین ابنِ علی مشکل کُشا
آپ کے سب جاں نثاروں کو سلام

اکبر و اصغر پہ جاں قربان ہو
میرے دل کے تاجداروں کو سلام

جس کسی نے کربلا میں جان دی
ان سبھی ایمانداروں کو سلام

رحمتیں ہوں ہر صحابی پر مُدام
اور خصوصاً چار یاروں کو سلام

یا خدا! اے کاش! جاکر پھر کروں
کربلا کے سب مزاروں کو سلام

جو حُسینی قافِلے میں تھے شریک
کہتا ہے عطّار ساروں کو سلام

وسائلِ بخشش، ص605
از شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

عاشورا

محمد آصف خان عطاری مدنی*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشورا (10 محرم الحرام) کو دینِ اسلام میں خاص فضیلت حاصل ہے۔ ہمیں شبِ عاشورا عبادت میں گزارنی چاہئے اور عاشورا کے دن روزہ بھی رکھنا چاہئے۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اس دن کا بہت اکرام (عزت) فرماتے تھے چنانچہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عاشورا اور رمضان المبارک کے علاوہ کسی دن کے روزے کو اور دن پر فضیلت دے کر جستجو (رغبت) فرماتے نہ دیکھا۔ (بخاری، 1/657، حدیث:2006) حضور نبیِّ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: رَمَضان کے بعد مُحرَّم کا روزہ افضل ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صَلٰوۃُ اللَّیل (یعنی رات کی نفل نماز) ہے۔ (مسلم، ص456، حدیث:2755) جب بھی عاشورا کا روزہ رکھیں تو ساتھ ہی 9 یا 11 مُحرَّمُ الحرام کا روزہ بھی رکھ لینا بہتر ہے۔ اگر کسی نے صرف 10 محرم الحرام کا روزہ رکھا تب بھی جائز ہے۔ مسلمان ماہِ محرم میں دس 10 دنوں تک اور خصوصاً دسویں محرم کو کھانے پینے کی مختلف اشیاء مثلاً شربت، مٹھائی، بریانی، گوشت روٹی، کھچڑا وغیرہ پر فاتحہ دلا کر حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ و دیگر شہدائے کربلا کے ایصالِ ثواب کے لئے مسلمانوں کو کھلاتے اور بانٹتے ہیں، سبیلیں بھی لگاتے ہیں۔

حقوق اللہ و حقوق العباد کا خیال رکھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبیل لگانا اور لنگر بانٹنا جائز اور کارِ ثواب ہے مگر ان امور میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ماہِ محرم الحرام میں بعض لوگ رات بھر جاگ کر شہدائے کربلا کے ایصالِ ثواب کیلئے کھچڑا تو بناتے ہیں لیکن مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جماعت تو جماعت وقت کے اندر نماز پڑھنے میں بھی سستی کر جاتے ہیں۔ یونہی بسا اوقات کھچڑا وغیرہ نیاز بنانے کے لئے روڈ پر گڑھے وغیرہ کھود دے جاتے ہیں جو بعد میں راہ گیروں کے لئے تکلیف کا سبب بنتے ہیں، نیز رات بھر ٹیپ ریکارڈر پر باآوازِ بلند مختلف کلام چلائے جاتے ہیں جو عبادت یا آرام کرنے والوں کے لئے آزمائش کا باعث ہوتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا غور فرمائیے! جن مقدس ہستیوں کے ایصالِ ثواب کے لئے آپ نیاز وغیرہ مستحب کام کر رہے ہیں کیا وہ جماعت ضائع اور نماز قضا کرنے نیز مسلمانوں کو تکلیف دینے وغیرہ گناہوں سے خوش ہوں گے یا ناراض؟ ایک مستحب کام کرنے کے لئے کئی ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والے کاموں کا ارتکاب کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

اگر واقعی اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضامندی مطلوب ہے اور شہدائے کربلا کا فیضان پانا چاہتے ہیں تو نیاز وغیرہ تیار کرنے سمیت زندگی کے ہر مرحلے پر شریعت کی پاسداری کو اپنا معمول بنالیجئے۔ خبردار! ان مستحب کاموں کے درمیان نہ راستہ بند یا تنگ ہو، نہ جماعت یا نماز چھوٹے اور نہ ہی کسی مسلمان کو تکلیف ہو، عین شریعت کے مطابق یہ تمام کام کیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے اسیران و شہدائے کربلا کا ایسا فیضان جاری ہو گا کہ آپ کی دنیا و آخرت سنور جائے گی اور اللہ کے کرم سے جنت میں ان مقدس ہستیوں کا قرب نصیب ہو گا۔

عشق میں پاسِ شریعت ہو ضرور
عاشقو یہ ہے ترازوئے حبیب

(قبالۂ بخشش، ص60)

عاشُورا کے فضائل

عبد الماجد نقشبندی عطاری مَدَنی*

اسلامی سال کا پہلا مہینا مُحرَّمُ الْحَرام ہے جو نہایت عظمتوں اور برکتوں والا ہے بِالخصوص اس ماہ کی 10 تاریخ یعنی عاشُورا کے دن کو دینِ اسلام میں غیر معمولی حیثیت حاصل ہے چنانچہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اس دن روزہ رکھا اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری، 1/656، حدیث: 2004 ماخوذاً) بلکہ اسلام سے قبل بھی لوگ اس دن کا اَدب و اِحترام کرتے اور اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ عاشورا کا روزہ رکھیں (10 مُحَرَّمُ الْحَرَام) اور خوب عبادات کریں، ذیل میں عاشورا میں کی جانے والی چند نیکیاں بیان کی جارہی ہیں تاکہ عمل کی ترغیب ملے:

عاشورا کا روزہ گناہ مِٹاتا ہے: نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: مجھے اللہ پاک کے کرم سے اُمّید ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مِٹا دیتا ہے۔

(مسلم، ص454، حدیث: 2746)

شبِ عاشورا کا عمل: عاشورا کی رات آئے تو یہ عمل کیجئے: عاشورا کی رات میں چار نفل اس طرح ادا کیجئے کہ ہر رَکعت میں سُورۂ فاتحہ کے بعد آیۃُ الکرسی ایک بار اور سُورۂ اِخْلَاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پوری سورت) تین تین بار پڑھئے پھر نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ سُورۂ اِخْلَاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پوری سورت) پڑھئے۔ اس کی برکت سے گناہوں سے پاک ہو گا اور بہشت (جنّت) میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔ (جنتی زیور، ص157 بتغیر)

رِزْق میں فراخی کا نسخہ: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو دس محرم کو اپنے بچّوں کے خرچ میں فَراخی (یعنی کشادگی) کرے گا تو اللہ پاک سارا سال اس کو فراخی دے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اس حدیث کا تجربہ کیا تو ایسے ہی پایا۔ (مشکاۃ المصابیح، 1/365، حدیث: 1926)

عاشورا کے دن کی بارہ نیکیاں: عاشورا کے دن 12 چیزوں کو عُلَما نے مستحب لکھا ہے: 1 روزہ رکھنا 2 صدقہ کرنا 3 نفل نماز پڑھنا 4 ایک ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا 5 عُلَما کی زیارت کرنا 6 یتیم کے سَر پر ہاتھ پھیرنا 7 اپنے اہل و عِیال کے رِزْق میں وُسعت کرنا 8 غسل کرنا 9 سُرمہ لگانا 10 ناخن تراشنا 11 مریضوں کی بیمار پُرسی کرنا 12 دشمنوں سے مِلاپ (یعنی صلح صفائی) کرنا۔

(جنتی زیور، ص158 ملخصاً)

شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کیجئے: عاشورا کے دن نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، امامِ عالی مقام، حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے رُفَقا (ساتھیوں) کے ہمراہ گلشنِ اسلام کی آبیاری کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، لہٰذا ہمیں اس دن شہدائے کربلا کے ایصالِ ثواب کے لئے قراٰن خوانی، ذِکْر و دُرُود اور نذر و نیاز کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے
کوئی نہیں بھروسا اے بھائی زندگی کا

(وسائلِ بخشش (مُرَمَّم) ص195)

محرم الحرام میں ثواب کمانے کے طریقے

عبد الماجد عطاری مدنی

اللہ تعالیٰ مالک و مُختار ہے، جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے، وہ کبھی چھوٹی سی نیکی پر بخش دیتا ہے تو بسا اوقات چھوٹی سی خطا پر پکڑ بھی فرماتا ہے لہٰذا کسی نیکی کو چھوٹی سمجھ کر تَرک نہیں کرنا چاہیے کہ بظاہر چھوٹی نظر آنے والی نیکی بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہو سکتی ہے۔ محرَّمُ الحرام کا مہینا نہایت برکتوں اور فضیلتوں والا ہے، اس ماہِ مبارک میں روزہ رکھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے، چنانچہ **محرم کے ایک دن کے روزے کا ثواب** حضور نبیِّ رَحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مُحرَّمُ الحرام کے ہر دن کا روزہ ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہے۔(معجم صغیر، 2/71) **عاشورا (10 محرم الحرام) کے دن روزہ رکھنا سنّت ہے** حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عاشورا کے دن خود بھی روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔ (بخاری، 1/656، حدیث:2004) **ایک سال کے گناہ مٹ جائیں** حضرتِ سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالٰی پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، ص454، حدیث: 2746) **یہودیوں کی مخالفت کیجئے** جو عاشورا کے دن روزہ رکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ 9 محرم یا 11 محرم کا روزہ بھی رکھے جیسا کہ حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: عاشورا کے دن کا روزہ رکھو اور اِس میں یہودیوں کی (اس طرح) مخالفت کرو کہ اس سے پہلے یا بعد میں بھی ایک دن کا روزہ رکھو۔(مسند امام احمد، 1/518، حدیث:2154)

عاشُورا (10 مُحَرَّمُ الْحَرَام) کے دن گھر والوں کے کھانے میں وسعت کیجئے احادیثِ مبارکہ میں بہت سے ایسے اعمال بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کی بَرَکت سے رِزق میں برکت ہوتی ہے ہمیں چاہئے کہ ایسے اعمال اپنا کر رزق میں برکت کے حق دار بنیں، چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے عاشورا کے روز اپنے گھر میں رِزق کی فراخی کی اللہ تعالٰی اُس پر سارا سال فراخی فرمائے گا۔(معجم اوسط، 6/432، حدیث:9302) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: بال بچّوں کے لئے دسویں (10) محرم کو خوب اچّھے اچّھے کھانے پکائے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی، بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ کرے بہت مُجرَّب (آزمایا ہوا) ہے، اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔(اسلامی زندگی، ص131)

عاشورا کے دن اِثْمِد سرمہ لگایئے سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص یومِ عاشورا اِثْمِد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اسکی آنکھیں کبھی بھی نہ دُکھیں گی۔(شعب الایمان، 3/367، حدیث:3797)

روشن ستارے

عدنان احمد عطاری مدنی

اِمامُ العادِلین

(حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ)

صحرائے عرب کی چِلچِلاتی اور سخت دھوپ میں ایک شخص اپنے سَر پر چادر ڈالے مدینہ منورہ زادھَا اللہُ شرفاً و تعظیماً کی جانب بڑھ رہا تھا، راستے میں گدھے پر سوار ایک غلام کو دیکھا تو اس سے کہا: گرمی بہت ہے مجھے اپنے پیچھے سوار کرلو، غلام نے اس شخص کو پہچان لیا، فوراً اُتر کر عرض کی: آپ اس پر سوار ہوجائیے، مگر اس شخص نے کہا: تم سوار ہوجاؤ اور میں تمہارے پیچھے بیٹھوں گا، غلام نے پھر عرض کی: آپ سوار ہوجائیے اور میں پیدل چلتا ہوں، مگر وہ شخص نہ مانا بالآخر غلام نے اس شخص کو اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ دونوں سوار جب مدینۂ منورہ کی حدود میں داخل ہوئے تو لوگ اس شخص کو حیرت سے تک رہے تھے۔(تاریخ ابن عساکر، 44/318 ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غلام کے پیچھے سوار ہونے والا کوئی عام آدمی نہ تھا بلکہ وہ عظیم ہستی تھی جس نے کفر و گمراہی کے شہروں میں ہدایت کی شمعیں روشن کیں، قیصر و کسریٰ کے غرور کو خاک میں ملایا، جس کے دورِ حکومت میں ایک ہزار سے زائد شہر فتح ہوئے، چار ہزار سے زائد مساجد تعمیر کی گئیں۔ یہ محترم ہستی امامُ العادِلین، غیظُ المنافقین، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عُمَر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ذاتِ مقدّسہ ہے۔ **کنیت، لقب، حلیہ مبارکہ** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیت "ابو حفص" اور لقب "فاروقِ اعظم" ہے۔ آپ دراز قد، بھاری جسم اور سفید رنگت والے جبکہ داڑھی مبارکہ گھنی اور گھنگریالی تھی۔(فیضانِ فاروقِ اعظم، 1/59تا60) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ عامُ الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے، یوں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تاریخِ ولادت 583 عیسوی ہے۔ **اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد** آپ اشرافِ قریش میں اپنی ذاتی و خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز تھے۔ آپ نے زمانۂ جاہلیّت میں کفّارِ مکّہ کے لئے کئی جنگوں میں سِفارت کے فرائض بھی سر انجام دیئے تھے۔(تاریخ الخلفاء، ص99 ملخصاً) ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ 39 مَردوں کے بعد، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دُعا سے اِعلانِ نبوت کے چھٹے سال ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ایمان لانے پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی یہاں تک کہ کفّار و مشرکین یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ آج ہماری طاقت گھَٹ کر آدھی رَہ گئی ہے۔ (در منثور، 4/487، پ10، الانفال، تحت الآیۃ:67) **مجاہدانہ زندگی** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ تمام غزوات میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفّار سے لڑتے رہے۔ کئی مَعْرکوں میں سپہ سالار کے فرائض بھی سر انجام دیئے جبکہ وزیر و مشیر کی حیثیت سے تمام اسلامی معاملات اور صُلح و جنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وفادار رفیقِ کار رہے۔(تاریخ ابن عساکر، 44/54-2/67، ریاض النضرۃ، 1/335 ملخصاً) **روشن سیرت** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ زُہد و تقویٰ، عدل و انصاف اور خداخوفی کے جس مقام پر فائز تھے وہ آپ ہی کا حصّہ ہے سفر ہو یا حضَر، گھر میں ہوں یا باہر آپ نے اپنی زندگی نہایت سادگی سے گزاری۔ جہاں آرام کرنا ہوتا تو زمین پر چادر بچھاتے اور اس پر لیٹ جاتے، کبھی درخت پر چادر ڈال کر اس کے سائے میں آرام کرلیتے۔(فیضانِ فاروقِ اعظم، 1/64 ملخصاً) ایک مرتبہ خطبہ دیا تو اس وقت

بدن پر موجود چادر میں 12 پیوند لگے ہوئے تھے۔(الزھد لاحمد، ص152) **تکبر کو دور کردیا** ایک عظیم سلطنت کے عظیم امیر ہونے کے باوجود عاجزی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار کندھے پر پانی سے بھرا ہوا مَشکیزہ اٹھایا ہوا تھا، کسی نے عرض کی: اے مسلمانوں کے امیر! یہ کام آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ فرمایا: میرے پاس لوگوں کے وفد در وفد آتے ہیں جس کی وجہ سے مجھے اپنے دل میں فخر و بڑائی کی لہر محسوس ہوئی لہٰذا مشکیزہ اٹھا کر اس لہر کو پاش پاش کر دینا چاہتا ہوں۔ پھر انصاری صحابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر کے قریب تشریف لائے اور ان کے برتنوں کو پانی سے بھر دیا۔ (رسالہ قشیریہ، ص185) **خوفِ خدا اور عبادات** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینۂ منوّرہ کے بچّوں سے اپنے لئے دُعا کراتے کہ دُعا کرو عُمَر بخشا جائے۔(فضائل دعا، ص112) آپ کی زبانِ اقدس پر اکثر ”اَللہُ اَکْبَر“ جاری رہتا تھا۔(ریاض النضرہ، 1/364) آخری عمر میں مسلسل روزے رکھنا شروع کر دیئے تھے۔(ریاض النضرہ، 1/363) **زمانۂ خلافت** سن 13 ہجری میں مسندِ خلافت پر جلوہ فرما ہوئے اور دس سال چھ ماہ تک فائز رہے۔ **بیٹے پر گرفت** یہ رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبت اور تربیَت کا گہرا اثر تھا کہ اسلامی احکامات نافذ کرنے اور ان پر عمل کروانے میں کسی قسم کی رعایت نہیں کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ بازار میں ایک بہت موٹا اونٹ فروخت ہوتے دیکھا تو پوچھا: یہ اونٹ کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا: آپ کے بیٹے کا ہے، فوراً بیٹے کو بلوایا اور اونٹ کے موٹا تازہ ہونے کا سبب دریافت کیا، انہوں نے عرض کی: یہ اونٹ سرکاری چراگاہ میں چَرتا ہے اس لئے اتنا فربہ ہو گیا ہے۔ آپ نے حکم ارشاد فرمایا: اس اونٹ کو بیچ کر اونٹ کی عام رقم اپنے پاس رکھ لو اور باقی رقم سرکاری خزانے میں جمع کروادو۔ (تاریخ ابن عساکر، 44/326 ملخصاً) **اثاثہ جات کی فہرست** کسی شخص کو کسی صوبے پر حاکم مقرّر کرتے تو اس کے تمام مال و اثاثوں کی فہرست لکھوا کر اپنے پاس محفوظ کر لیتے تھے۔ بعد میں جن افسران کے اثاثے زائد ہوتے (اور وہ ان کی کوئی صحیح وجہ بیان نہ کرپاتے) تو ان اثاثوں کو بیتُ المال میں جمع کروانے کا حکم فرمادیتے۔(فتوح البلدان، ص307) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود فرماتے تھے: لوگ تب تک راہِ راست پر رہتے ہیں جب تک ان کے راہنما اور سربراہ راہِ راست پر رہتے ہیں۔(طبقات ابنِ سعد، 3/222) **نماز کی اہمیت** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نماز کے معاملہ میں کسی دوسری چیز کو اَہمیت نہ دیتے تھے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے تمام صوبوں کے گورنروں کے پاس یہ فرمان بھیجا کہ میرے نزدیک نماز تمہارے سب کاموں میں اہم ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشگی اختیار کی اس نے اپنا دین محفوظ کرلیا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ دیگر معاملات کو بھی ضائع کردے گا۔ (مؤطا امام مالک، 1/35، حدیث:6) **شہادت** تاریخِ عالَم کے اس عظیم حکمران کی پوری زندگی عزّت و شرافت اور عظمت کے کارناموں کی اعلیٰ مثال تھی، 26 ذوالحجۃ الحرام کی صبح ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر فجر کی نماز کے دوران قاتلانہ حملہ کیا اور شدید زخمی کردیا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، جب لوگ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اٹھا کر آپ کے گھر میں لائے تو مسلسل خون بہنے کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہوچکی تھی ہوش میں آتے ہی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیا اور وضو کرکے نمازِ فجر ادا کی پھر چند دن شدید زخمی حالت میں گزار کر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ حضرتِ صُہَیب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یکم محرّم الحرام 24ہجری روضۂ رسول میں خلیفۂ اوّل حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔(طبقات ابن سعد، 3/266، 280، 281- تاریخ ابن عساکر، 44/422، 464) بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عُمر مبارک 63 برس تھی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد 537 ہے۔

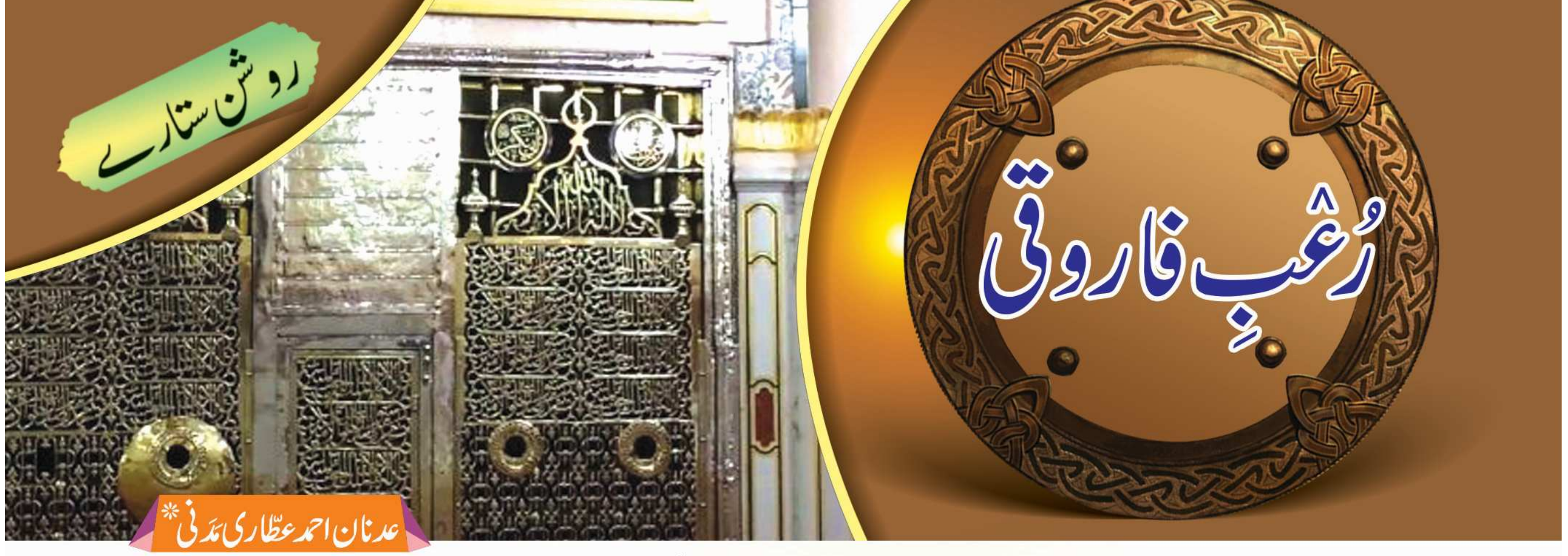

روشن ستارے

رُعبِ فاروقی

عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

صحابیِ رسول حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مَسعود رضی اللہ عنہ ایک عظیم صحابی کے بارے میں کلماتِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان کا اسلام لانا (کفار پر) غَلَبہ تھا، ان کی ہجرت (مسلمانوں کے لئے) مدد تھی، ان کی خلافت (اُمّت کے لئے) رَحمت تھی، اللہ پاک کی قسم! جب تک وہ اسلام نہ لے آئے ہم کعبۃُ اللہ کے پاس نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ (طبقاتِ ابنِ سعد، 3/204) اے عاشقانِ رسول! یہ معزّز، محترم اور محسِن ہستی خلیفۂ ثانی امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ عُمدہ اَوصاف اور اعلیٰ اخلاق سے مزیّن تھے، آپ اصلاح قبول کرنے کا ایسا جذبہ رکھتے تھے کہ امیرُ المؤمنین ہونے کے باوجود کوئی ماتحت نصیحت آمیز بات کہتا تو بُرا منانے کے بجائے اس کی بات کو خوشی سے قبول فرمالیتے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، 8/148، حدیث:10 ماخوذاً) اللہ کریم نے آپ کو قدرتی رُعب و دبدبہ سے بھی نوازا تھا، حضرت علّامہ عبدالرءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہ کے دل پر پاک پروردگار کی عظمت غالب رہتی تھی جس کی وجہ سے شیطان آپ سے دُور بھاگتے تھے، کفّار تھر تھراتے اور لوگ مرعوب رہتے تھے۔ (تیسیر للمناوی، 1/289، نھایۃ الارب، 6/91 ماخوذاً) آیئے اس عظیم وصف کی چند جھلکیاں دیکھئے: **کفار پر دبدبہ:** حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ وجہَہُ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار لی، کمان کاندھے پر لٹکائی اور تیروں کا تَرکَش ہاتھ میں لے کر حَرَم روانہ ہوئے۔ کعبۃُ اللہ شریف کے صحن میں قریش کا ایک گروہ موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پورے اِطمینان سے سات چکر لگا کر طواف مکمل کیا اور سُکون سے نماز ادا کی، پھر کفار کے ایک ایک حلقے کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: تمہارے چہرے ذلیل ہوگئے ہیں، جس نے اپنی ماں کو نوحہ کرنے والی، بیوی کو بیوہ اور بچّوں کو یتیم کرنا ہو وہ حَرَم سے باہر آکر مجھ سے دو دو ہاتھ کر سکتا ہے۔ (اسد الغابہ، 4/163) **بادشاہوں پر ہیبت:** رُوم اور فَارِس کے بادشاہ آپ رضی اللہ عنہ کی ہیبت سے خوفزدہ رہا کرتے تھے۔ (سمط النجوم، 1/448) **سرداروں پر رُعب:** ایک مرتبہ ملکِ فارس کے ایک بہت بڑے سردار ہُرمُزان (جو بعد میں مسلمان ہوگئے تھے، ان) کے ساتھ 12 قیدیوں کو بارگاہِ فاروقی میں لایا گیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں آرام فرمارہے تھے۔ کہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار نہ ہوجائیں اس ہیبت اور خوف کی وجہ سے ہُرمُزان سمیت سب لوگ ہلکی آواز میں باتیں کرنے لگے۔ (طبقاتِ ابنِ سعد، 5/65، محض الصواب، ص447) **شیطان کی گھبراہٹ و رُسوائی:** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: عمر کے اسلام لانے کے بعد شیطان جب بھی عمر سے ملا تو وہ منہ کے بل ہی گرا ہے۔ (معجم کبیر، 24/305، حدیث:774) ایک مقام پر فرمایا: اے اِبنِ

خطاب! جس راستے پر تم چلتے ہو شیطان اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔(بخاری، 2/403، حدیث:3294) ایک جگہ ارشاد فرمایا: آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمر کی عزت نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی ایسا شیطان نہیں جو عمر سے گھبراتا نہ ہو۔(کنزالعمال، جز11، 6/263، حدیث:32720 ملتقطاً) **شیطان بھی ڈرتا تھا:** حضرت سیّدُنا علی کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یہی سمجھتے تھے کہ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو شیطان ہے وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ آپ کو کسی غلط کام کا حکم دے۔(کنزالعمال، جز13، 7/12، حدیث:36141 ملتقطاً) **انسانی اور شیطان جنات:** کسی موقع پر ایک حبشی لڑکی اُچھل کُود رہی تھی اور لوگ اس کے گرد جمع تھے کہ اچانک حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگئے لوگ آپ کے خوف اور ہیبت کی وجہ سے وہاں سے فوراً بھاگ گئے۔ اس موقع پر حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ انسانی اور جناتی شیطان عمر کو دیکھ کر بھاگ رہے ہیں۔(ترمذی، 5/387، حدیث:3711) **عورتیں خاموش ہوگئیں:** ایک دن حضرت سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں اس وقت حاضر ہوئے جب کچھ قریشی عورتیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بلند آواز میں سوالات کررہی تھیں۔ جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے داخل ہونے کی اجازت مانگی تو وہ عورتیں آپ کی آواز سنتے ہی ہیبت اور خوف سے پردہ میں چلی گئیں۔(بخاری، 2/526، حدیث:3683 ملتقطاً، مرقاۃ المفاتیح، 10/388، تحت الحدیث:6036) **سال گزر گیا:** حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سال تک ٹھہرا رہا کہ ان سے ایک آیت کے بارے میں پوچھوں، مگر ان کی ہیبت کی وجہ سے سوال کرنے کی ہمّت نہ ہوئی۔(بخاری، 3/359، حدیث:4913) **مسلسل دیکھنے کی ہمت نہ پاتے:** حضرت سیّدُنا عبدُ الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ جان لو! ہم میں سب سے زیادہ رُعْب و دَبْدَبے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ اللہ پاک کی قسم! ہم طاقت نہیں رکھتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف مسلسل دیکھتے رہیں۔(تاریخ طبری، 3/298) **اللہ نے ہیبت بڑھائی:** ایک مرتبہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ہم پر نَرْمی کیجئے، ہمارے دل آپ کی ہیبت سے بھر چکے ہیں، آپ نے پوچھا: کیا اس کی وجہ ظلم ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: اسی وجہ سے اللہ پاک نے تمہارے سینوں میں میری ہیبت بڑھادی ہے۔(نہایۃ الارب، 6/91) **تابعین پر رعب و دبدبہ:** تابعی بُزُرگ حضرت عَمْرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہیبت مجھ پر اتنی زیادہ تھی کہ میں پچھلی صَف میں رہا کرتا تھا ایک مرتبہ میں دوسری صف میں تھا تو آپ رضی اللہ عنہ زَرد چادر اوڑھے تشریف لائے اور 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ کے بندو! نماز (پڑھو)۔(تاریخ ابن عساکر، 44/419) پیارے اسلامی بھائیو! امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حق بات میں نَرم رہتے تھے اور دین کو نافذ کرنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے، لیکن یہ یاد رہے کہ اس ہیبت و جلال کے باوجود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پاس ہمیشہ حاضر ہوتے، ان کے ساتھ مجلس و محفل میں شریک ہوتے تھے اور باہم مشورہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تک تم کچھ نہیں کہو گے تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں اور جب تک میں تمہاری بات نہ سُن لوں میرے لئے کوئی بھلائی نہیں۔(کشف الاسرار، 3/346) اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ عالَم دَبْدَبہ کا کانپتے ہیں قَیصر و کِسریٰ
ہے جن سے دِین کی شاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
گلی سے ان کی شیطاں دُم دَبا کر بھاگ جاتا ہے
ہے ایسا رُعْب ایسا دَبْدبہ فاروقِ اعظم کا

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

مسلمانوں کے خلیفۂ ثانی، امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے وسیع و عریض اسلامی سلطنت کے حاکم ہونے کے باوجود اپنی زندگی کا معیار معمولی اور سادہ رکھا، بے تکلف، سادہ اور عام آدمی کی سی زندگی بسر کی، آپ نے اپنی زندگی کو خوشحالی، عیش و عشرت، لذیذ کھانوں اور آسائشوں سے دور رکھا۔ آیئے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روشن سیرت کے اس چمکدار پہلو کو ملاحظہ کیجئے۔

ملکِ شام کا سفر: امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ملکِ شام تشریف لے گئے، حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، (راستے میں دریا آیا تو آپ) دونوں حضرات اس جگہ پر تشریف لائے جہاں پانی کم تھا حضرت عمر فاروق اپنی اونٹنی سے اترے اور اپنے چمڑے کے موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لئے پھر اونٹنی کی لگام تھام کر پانی میں داخل ہوگئے، یہ دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے عرض کی: اے امیرُ المؤمنین! آپ یہ کام کر رہے ہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ یہاں کے لوگ آپ کو نظر اٹھا کر دیکھیں۔ ارشاد فرمایا: افسوس اے ابو عبیدہ! یہ بات تمہارے علاوہ کسی نے نہ کہی، میں تو اس عمل کو اُمّتِ محمدیہ کے لئے مثال بنا دینا چاہتا ہوں، کیا تمہیں یاد نہیں ہم ایک بے سروسامان قوم تھے، پھر اللہ کریم نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزّت بخشی، جب بھی ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ پاک ہمیں رسوا کر دے گا۔[1] **سفرِ حج:** آپ رضی اللہ عنہ ایک بار حج کے لئے مکّۂ مکرمہ کو روانہ ہوئے تو پورے سفرِ حج میں جہاں کہیں آپ نے پڑاؤ کیا، نہ وہاں خیمہ لگایا نہ قنات، بس کسی درخت پر چادر اور چمڑے کا دستر خوان ڈال لیتے اور اس کے سائے میں بیٹھ جاتے۔[2] **زمین پر آرام:** جب کبھی شہر سے باہر کہیں سفر وغیرہ پر جاتے تو سفر کے دوران آرام کے لئے مٹی کا ڈھیر لگا کر اس پر کپڑا بچھاتے اور پھر آرام فرمالیتے۔[3] **ننگے پاؤں:** کبھی دیکھا گیا کہ (نمازِ عید کے لئے) ننگے پاؤں ہی تشریف لئے جا رہے ہیں۔[4] **اَن چھنا آٹا:** جب سے آپ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے ہوئے دیکھا تب سے آپ نے بھی کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔[5] **دو سالن:** کبھی یوں ہوا کہ صاحب زادی نے روٹی اور ٹھنڈے شوربے میں زیتون ملا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا: ایک برتن میں دو سالن؟ میں اسے کبھی نہیں چکھوں گا۔[6] **خشک روٹی:** کبھی ایسا ہوا کہ (خشک) شامی روٹی دانتوں سے توڑ کر کھاتے، کسی نے پوچھا: یا امیرَ المؤمنین! اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لئے نرم غذا لے آؤں؟ تو فرمایا: کیا تمہاری نظر میں عرب میں کوئی ایسا شخص ہے جو عمدہ غذا حاصل کرنے کے لئے مجھ سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہو۔[7] (یعنی آپ حاکم تھے اور عمدہ غذا حاصل کر سکتے تھے مگر پھر بھی قناعت اختیار کرتے ہوئے خشک روٹی تناول فرماتے) **سادہ غذا:** کبھی اس طرح ہوا کہ خشک گوشت کے ٹکڑوں کو پانی میں ابال کر لایا جاتا، کبھی یوں ہوا کہ قلیل مقدار میں تازہ گوشت لایا جاتا جسے آپ تناول فرماتے[8] کبھی ایسا بھی ہوا کہ شدید بھوک کے عالم میں آپ کو ایک ہی کھجور ملی تو آپ نے

اسے کھا کر اوپر سے پانی پی لیا، پھر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: بربادی ہے اس شخص کے لئے جس کو اس کے پیٹ نے جہنّم میں داخل کیا۔[9] کبھی ایک وفد آکر ٹھہرا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے لئے روزانہ کھانے کے وقت ایک (سوکھی) روٹی چورہ کرکے لائی گئی، جسے آپ کبھی گھی کے ساتھ کبھی زیتون کے ساتھ تو کبھی دودھ کے ساتھ تناول فرمالیتے۔[10] **پسینہ چوسنے والی قمیص:** (ملکِ شام کے سفر میں) ایلہ کے مقام پر پہنچے تو طویل سفر کے سبب بدن پر موجود قمیص پیچھے سے پھٹ گئی تھی آپ رضی اللہُ عنہ نے وہاں کے حاکم کو اپنی قمیص دھلوانے اور پیوند لگانے کے لئے دے دی، حاکم نے پیوند لگاکے اسے دھلوادیا اور ساتھ ہی اُس جیسی ایک نئی قمیص بھی بنوا کر آپ کی خدمت میں بطورِ تحفہ پیش کردی۔ آپ نے نئی قمیص کو دیکھا، اس پر ہاتھ پھیرا اور اپنی وہی پیوند والی پرانی قمیص پہن لی اور فرمایا: میری یہ قمیص تمہاری قمیص کے مقابلے میں زیادہ پسینہ چوسنے والی ہے۔[11] **دیر سے آنے پر معذرت:** کبھی یوں ہوا کہ آپ کو نمازِ جمعہ کے لئے تاخیر ہوگئی، جب آپ تشریف لائے تو لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اس قمیص کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے کیونکہ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی قمیص نہیں ہے۔[12] **قمیص پر چار پیوند:** کسی نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان قمیص پر چار پیوند دیکھے۔[13] **تہبند پر پیوند:** کسی نے دیکھا کہ آپ کے کپڑوں میں اوپر تلے تین پیوند (یعنی کپڑے کے جوڑ) ایک جگہ پر لگے تھے کہ ایک پیوند گل گیا تو اس کے اوپر ایک اور لگالیا، کسی نے دیکھا آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ دیا اور اس وقت آپ کے تہبند شریف میں بارہ پیوند تھے[14] کسی نے دیکھا کہ آپ خانۂ کعبہ کا طواف کررہے ہیں اور تہبند پر بارہ پیوند ہیں۔[15] کسی نے آپ کو نماز کی حالت میں دیکھا کہ تہبند پر کئی پیوند ہیں اور کہیں کہیں اس میں چمڑا بھی لگا ہے۔[16] قحط کے زمانے میں آپ کے تہبند پر 16 پیوند دیکھے گئے۔[17] **بقدرِ کفایت خوراک:** آپ رضی اللہُ عنہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے بقدرِ کفایت ہی خوراک لیا کرتے تھے، گرمیوں میں ایک لباس لیتے اگر وہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے پیوند لگالیتے، جب تک اس سے کام چلتا چلالیتے اور پھر اسے تبدیل کرلیتے، ہر سال پچھلے سال سے کم درجے کا کپڑا ہی لیتے۔ کسی نے آپ سے اس معاملے میں بات کی تو آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کے مال سے اپنے خرچ کے لئے مال لیتا ہوں اور مجھے اتنا ہی کفایت کرتا ہے۔[18] **یومیہ اَخراجات:** کسی نے یوں روایت کی: امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ اپنے اور اپنے گھر والوں پر یومیہ فقط دو درہم خرچ کیا کرتے تھے۔[19] **حج کے اخراجات:** کسی نے یوں بتایا کہ آپ حج کے لئے گئے تو فقط 180 درہم خرچ کئے۔[20] **قرض:** جب آپ کو ضرورت پیش آتی تو آپ بیتُ المال (سرکاری خزانے) سے قرض بھی لے لیتے، بعض اوقات بیتُ المال کے نگران آپ کے پاس آتے اور قرضہ واپس مانگتے اور لوٹانے کا پابند کردیتے لہٰذا آپ قرضہ کی رقم لے کر ان کے پاس پہنچ جاتے کبھی یوں ہوتا کہ جب آپ کا وظیفہ ادا کیا جاتا تو آپ اس میں سے قرض کی رقم لوٹاتے۔[21] **مسواک سے محبّت:** جب رمضانُ المبارک کی آمد ہوتی تو آپ یکم رمضان کی شب نمازِ مغرب کے بعد لوگوں کو نصیحت آموز خطبہ ارشاد فرماتے۔[22] آپ کو کثرت سے مسواک کرتے دیکھا گیا۔[23]

پیارے اسلامی بھائیو! جس سادگی وعاجزی نے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی عظمتوں کو چار چاند لگائے، اس زمانے میں ان کی جس جس ادا پر عمل کرنا ہمارے لئے ممکن ہو وہ اپنا کر ہم فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی پیروی کی برکتیں پاسکتے ہیں۔

شہادت: مسلمانوں کے اس عظیم خلیفہ کو 26 ذوالحجۃ بدھ کے دن شدید زخمی کردیا گیا تھا جبکہ یکم محرمُ الحرام 24 ہجری بروز اتوار کو روضۂ رسول میں آپ رضی اللہُ عنہ کی تدفین ہوئی۔ آپ کی خلافت تقریباً 10 سال 5 ماہ اور 21 روز رہی۔[24]

---

(1) مستدرک للحاکم، 1/236، حدیث:214 (2) تاریخ ابن عساکر، 44/305 (3) مصنف ابن ابی شیبۃ، 19/144، رقم:35603 (4) مستدرک للحاکم، 4/32، حدیث:4535 (5) طبقات ابن سعد، 1/301 (6) ایضاً، 3/243 (7) ریاض النضرۃ، 1/365 (8) تاریخ ابن عساکر، 44/298 (9) مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ص135 (10) تاریخ ابن عساکر، 44/298- الزہد لابن المبارک، ص204 (11) تاریخ الرسل والملوک، 4/64 (12) طبقات ابن سعد، 3/251 (13) مصنف ابن ابی شیبہ، 19/139، رقم:35588 (14) مراٰۃ المناجیح، 6/108 (15) طبقات ابن سعد، 3/250 (16) ایضاً، 3/250 (17) ایضاً، 3/243 (18) ایضاً، 3/234 (19) ایضاً، 3/234 (20) ایضاً، 3/234 (21) مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ص100 (22) مصنف عبد الرزاق، 4/204، حدیث:7778 (23) طبقات ابن سعد، 3/220 (24) طبقات ابن سعد 3/278۔

فاروقِ اعظم اور نماز کی محبّت

عدنان احمد عطاری مَدَنی*

ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ سے اِسْتِفْسار فرمایا: تم وِتْر کی نماز کب پڑھتے ہو؟ عرض کی رات کے ابتدائی حصے میں، پھر آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ سے استفسار فرمایا: تم وِتْر کی نماز کب پڑھتے ہو؟ عرض کی: رات کے آخری حصے میں، پیارے آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ کے لئے ارشاد فرمایا: انہوں نے احتیاط کو اختیار کیا، پھر حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ کیلئے فرمایا: انہوں نے طاقت کو اختیار کیا۔[1]

اے عاشقانِ نماز! حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ جہاں اپنے نفس پر سختی کرتے ہوئے انفرادی عبادات بجالاتے تھے وہیں اجتماعی عبادات کی بھی ترغیب دلاتے تھے بلکہ عبادات کے معاملے میں لوگوں کی خامیاں اور کوتاہیاں دور کرتے اور اصلاح کرتے ہوئے بھی نظر آتے تھے۔ آیئے! چند واقعات پڑھتے ہیں:

پانی کا برتن سرہانے: آپ رضیَ اللہُ عنہ صلوٰۃُ اللیل کا خوب اہتمام کرتے تھے جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر والوں کو حکم دیتے کہ میرے سرہانے پانی سے بھرا ہوا برتن رکھ دیں، پھر آرام کرتے اور رات میں اٹھ کر پانی سے ہاتھ منہ صاف کرتے اور ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہوجاتے پھر سوجاتے یہاں تک کہ وہ گھڑی آجاتی جس میں نیند سے بیدار ہو کر آپ رضیَ اللہُ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے۔[2]

رات کا درمیانی حصہ: بعض روایتوں میں ہے: آپ رضیَ اللہُ عنہ کو رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا پسند تھا۔[3]

نماز سے پہلے دُعا: فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ جب رات میں (عبادت کیلئے) کھڑے ہوتے تو یوں دعا کرتے: اے اللہ! تُو میری جگہ کو بھی دیکھ رہا ہے اور میری ضرورت کو بھی جانتا ہے تو مجھے میری حاجت پوری کرکے لوٹا نا کہ کامیاب اور نجات یافتہ ہوجاؤں اور دعائیں مقبول ہوجائیں کہ تو نے میری مغفرت کردی ہو اور مجھ پر رحم کردیا ہو، اس کے بعد نماز شروع کرتے۔[4]

گھر والوں کو جگاتے: رات میں جس قدر ربِّ کریم چاہتا آپ رضیَ اللہُ عنہ نماز پڑھتے رہتے حتّٰی کہ رات کے آخری حصے میں اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے: نماز، پھر یہ آیت تلاوت کرتے: ﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَیْهَاؕ-لَا نَسْــٴَـلُكَ رِزْقًاؕ-نَحْنُ نَرْزُقُكَؕ-وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى(۱۳۲)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بَھلا پرہیز گاری کے لیے۔[5]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم: "جس نے وُضو کیا اور اچھی طرح ہر عُضْو کو دھویا پھر مسجدِ قُبا میں آیا اور نماز پڑھی تو اس کے لئے عمرے کا ثواب ہے" اسی ثواب کو پانے کیلئے حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ ہر پیر اور جمعرات کو مسجدِ قُبا آیا کرتے اور وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اگر یہ مسجد دور دراز کنارے پر بھی ہوتی تو ضرور ہم اونٹوں پر اس کی طرف جاتے۔[6]

ادائے مصطفےٰ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم: فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ ذُوالحُلیفہ کے مقام پر دو رکعت پڑھ رہے تھے، کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں وہی کررہا ہوں جو رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کو کرتے ہوئے دیکھا۔[7]

صَف میں خالی جگہ: فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ جب دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اگر درمیان میں کوئی جگہ خالی دیکھتے تو فرماتے: اسے بھر دو۔ اگر خالی جگہ نظر نہ آتی تو آگے بڑھ جاتے اور تکبیر کہتے پھر پہلی رکعت میں کبھی سورۂ یُوسف کی تلاوت کرتے تو کبھی سورۂ نَحل یا اس کے برابر بڑی سُورت کی یہاں تک کہ لوگ جماعت میں شامل ہوتے رہتے۔[8]

رونے کی آواز: حضرت عبدُاللہ بن عمر رضیَ اللہُ عنہُما فرماتے ہیں: میں نے فاروقِ اَعظم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے تین صفوں کے پیچھے سے آپ کے رونے کی آواز سنی ہے۔[9]

نمازیوں کی خبر گیری: ایک بار حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ نے صبح کی نماز میں حضرت سلیمان ابن ابی حَثْمہ رضیَ اللہُ عنہ کو نہ پایا پھر آپ بازار تشریف لے گئے راستے میں ان کا گھر پڑتا تھا آپ رضیَ اللہُ عنہ نے ان کی والدہ سے پوچھا: میں نے سلیمان کو فجر میں نہیں پایا؟ وہ بولیں: وہ تمام رات نماز پڑھتے رہے پھر ان کی آنکھ لگ گئی، فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ نے فرمایا: میں فجر کی جماعت میں حاضر ہوجاؤں یہ مجھے تمام رات کھڑے رہنے سے پیارا ہے۔[10]

نماز کی اہمیت اُجاگر کرتے: آپ رضیَ اللہُ عنہ نے اپنے صوبوں کے گورنروں کے پاس فرمان بھیجا: تمہارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے، جس نے نماز دُرست طریقے سے اور پابندی وقت کے ساتھ پڑھی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اُسے ضائع کیا وہ دیگر (عبادات) کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔ جو عشاء سے پہلے سوجائے خدا کرے اس کی آنکھیں نہ سوئیں، جو سوجائے اس کی آنکھیں نہ سوئیں، جو سوجائے اس کی آنکھیں نہ سوئیں۔[11]

تراویح کی دھوم دھام فاروقِ اعظم کی یادگار: رمضان میں ایک رات حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ مسجد میں گئے دیکھا کہ تراویح کی نماز کچھ لوگ اکیلے پڑھ رہے ہیں اور کچھ جماعت کے ساتھ پڑھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کردیتا تو بہتر تھا پھر آپ نے حضرت اُبَیّ بن کَعب رضیَ اللہُ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر کردیا، دوسری رات یہ دیکھ کر کہ لوگ ایک ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں ارشاد فرمایا: یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔[12]

بوقت شہادت نماز: 26 ذوالحجہ 23 ہجری بروز بدھ فجر کی نماز میں آپ رضیَ اللہُ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ شدید زخمی ہوگئے مسلسل خون بہنے کے سبب آپ رضیَ اللہُ عنہ پر غشی طاری ہوگئی، جب ہوش آیا تو حضرت عبدُاللہ بن عمر رضیَ اللہُ عنہُما کہتے ہیں: میں نے فاروقِ اعظم کا ہاتھ تھام لیا، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے پیٹھ پیچھے بٹھا لیا، وُضو کیا اور نمازِ فجر ادا کی۔ ایک روایت میں ہے: جب آپ رضیَ اللہُ عنہ کو ہوش آیا تو پوچھا: لوگوں نے نمازِ فجر ادا کرلی ہے؟ بتایا گیا: سب نے نماز ادا کرلی ہے، ارشاد فرمایا: تارکِ نماز حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ پھر آپ رضیَ اللہُ عنہ نے وضو کیا اور نمازِ فجر ادا کی۔ آپ رضیَ اللہُ عنہ کی تدفین یکم محرم 24 ہجری بروز اتوار کو ہوئی۔[13]

---

(1) ابو داؤد، 2/94، حدیث: 1434 (2) الزھد للامام احمد، ص147 (3) طبقات ابن سعد، 3/217 (4) کنز العمال، جز2، 1/285، حدیث: 5036 ملخصاً (5) پ16، طٰہٰ: 132، موطأ امام مالک، 1/123، حدیث: 265 (6) طبقات ابن سعد، 1/188 مفہوماً (7) نسائی، ص247، حدیث: 1434 (8) احیاء العلوم، 5/226 (9) حلیۃ الاولیاء، 1/88 (10) موطأ امام مالک، 1/134، حدیث: 300 ملخصاً (11) موطأ امام مالک، 1/35، حدیث: 6 ملتقطاً (12) بخاری، 1/658، حدیث: 2010 ملخصاً (13) طبقات ابن سعد، 3/268، فیضان فاروق اعظم، 1/761 ملخصاً۔

تَلَفُّظ درست کیجئے
Correct Your Pronunciation

غلط تَلَفُّظ	صحیح تَلَفُّظ
اِخْلاق	اَخْلاق
اَدارہ	اِدارہ
اَشراق	اِشراق
اَفطار/اَفطاری	اِفطار/اِفطاری
اِنْقطاع/اَنْقطاع	اِنْقِطاع

(اردو لغت جلد 1)

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلِ بیت سے محبت

محمد نواز عطاری مدنی*

امامُ العادلین، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں دیگر بہترین اوصاف کے مالک تھے وہیں آپ کی اہلِ بیتِ اطہار سے عقیدت و محبت بھی مثالی تھی۔ اہلِ بیتِ کرام سے محبت کے چند مَظاہر ملاحظہ کیجئے:

حضور کے چچا سے عقیدت و محبت حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں حضرت سیِّدُنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوار ہوکر نہیں ملا کرتے تھے، بلکہ اپنی سواری سے اُتَر کر ان کے ساتھ ساتھ چلتے یہاں تک کہ جب وہ اپنے گھر یا اپنی مجلس میں پہنچ جاتے تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الگ ہوجاتے۔ (الصواعق المحرقۃ، ص178 ماخوذاً)

مولا مشکل کُشا سے عقیدت و محبت ایک بار مولا مشکل کشا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم ایک ایسی مجلس میں تشریف لائے جہاں حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ فرما تھے۔ جیسے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو سمٹ گئے اور عاجزی کرتے ہوئے ان کیلئے جگہ کشادہ فرمادی۔ مجلس کے اختتام پر جب مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم تشریف لے گئے تو کچھ لوگوں نے عرض کی: یاامیر المؤمنین! آپ کا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم کے ساتھ حُسنِ سُلوک کا جیسا انداز ہے ویسا کسی اور کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ سُن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مجھے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس حُسنِ سُلوک سے کون سی چیز روک سکتی ہے۔ اللہ پاک کی قسم! بے شک یہ میرے مولا ہیں اور ہر مؤمن کے مولا ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، 42/235 ملتقطاً)

بی بی فاطمۃ الزہراء سے عقیدت امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہزادی! اللہ پاک کی قسم! تمام مخلوق میں کوئی ایسا نہیں جو ہمیں آپ کے والدِ گرامی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ محبوب ہو اور ان کے بعد آپ سے زیادہ ہمارے نزدیک کوئی پسندیدہ شخصیت نہیں۔
(مصنف ابن ابی شیبہ، 8/572، حدیث:4 مختصراً)

حسنینِ کریمین سے عقیدت و محبت حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں وظائف مقرر کرنے کیلئے اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ سب سے پہلے کس کا وظیفہ مقرر کیا جائے؟ سب کہنے لگے: یاامیر المؤمنین! سب سے پہلے آپ اپنا وظیفہ مقرر کریں۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساداتِ کرام سے آغاز کیا چنانچہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے پانچ پانچ سو درہم وظیفہ مقرر کیا۔
(الریاض النضرۃ، 1/341)

حسنینِ کریمین کے لئے یمن سے کپڑے منگوائے

ایک مرتبہ یمن سے کچھ کپڑے آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں تقسیم کردیئے۔ لوگ وہ کپڑے پہن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آآکر دعادینے لگے اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ انور اور منبرِ اقدس کے درمیان تشریف فرما تھے اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شہزادیِ کونین کے کاشانۂ اقدس

سے حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہر تشریف لائے، دونوں شہزادوں کے جسموں پر ان کپڑوں میں سے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ کر غمزدہ ہوگئے، اور فوراً حاکمِ یمن کو خط لکھا کہ جلد از جلد حسنینِ کریمین کے لئے دو بہترین اور قیمتی حُلّے بھیجو۔ حاکمِ یمن نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور دو حُلّے بھیج دیئے۔ ایک روایت میں ہے کہ یمن سے آئے ہوئے کپڑے حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شایانِ شان نہیں تھے پھر یمن سے دوسرے کپڑے منگوا کر انہیں پہنائے اور ارشاد فرمایا: اب میں خوش ہوگیا ہوں۔

(تاریخ ابن عساکر، 14 / 177 ماخوذاً)

شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر 26 ذوالحجۃ الحرام کی صبح نماز کی حالت میں قاتلانہ حملہ ہوا جس کے چند دن بعد آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے، آپ کی تدفین یکم محرم الحرام 24 ہجری کو حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اقدس میں خلیفۂ اوّل حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ہوئی۔ (تاریخ ابن عساکر، 44 / 464، 467 ماخوذاً)

اللہ پاک فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے و طفیل ہمیں بھی اہلِ بیتِ اطہار سے محبت رکھنے اور ان کا ادب و احترام کرنے کی سعادت و توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! کربلا عراق میں ایک جگہ ہے جہاں آج سے 1381 سال پہلے یعنی 61 ہجری کو امام حُسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے اسلام کو بلند رکھنے کی خاطر جنگ کی، اس جنگ میں امام حُسین سمیت آپ کے کئی ساتھی شہید ہوئے جن میں سے 5 کے نام خانوں کے اندر چُھپے ہوئے ہیں، آپ نے اُوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف مِلا کر وہ پانچ نام تلاش کرنے ہیں، جیسے ٹیبل میں لفظِ ”حُسین“ کو تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام: 1 عباس 2 قاسم 3 جعفر 4 عون 5 محمد رضوانُ اللہِ علیہم اَجمعین۔

ع	ب	ا	ج	ع	ف	ع	و	م
ب	م	ح	ع	ب	ا	ج	ع	ق
ا	ح	ج	ع	ف	ر	ع	و	ا
م	م	ع	ب	ج	ع	ف	ب	س
ح	د	ب	ا	ع	ق	ا	ز	م
م	ع	و	س	ف	ح	س	ی	ن
ق	ا	س	ع	و	ن	ج	ع	ف

فریاد

اللہ پاک کے سچے دوست

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

زندگی میں آسائشوں، راحتوں کے ساتھ ساتھ آزمائشوں اور تکلیفوں کا بھی سامنا ہوتا ہے، اللہ پاک اپنے بندوں کو کبھی مرض سے تو کبھی مال کی کمی سے، کبھی کسی رشتہ دار کی موت سے تو کبھی دشمن کے ڈر سے، کبھی کسی نقصان سے تو کبھی آفات و بَلِیّات سے آزماتا ہے اور راہِ دین تو خصوصاً وہ راستہ ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشیں آسکتی ہیں، انہی مصیبتوں اور آزمائشوں کے ذریعے فرماں بردار و نافرمان، محبت میں سچّے اور محبت کے زبانی دعوے کرنے والوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

اللہ پاک کے نیک بندوں اور دوستوں پر کیسی کیسی آزمائشیں آئیں مثلاً ❁ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کے باوجود حضرت سیّدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر اکثر قوم ایمان نہ لائی ❁ معبودِ حقیقی اللہ پاک کی عبادت کی طرف بُلانے اور باطل معبودوں (خداؤں) کے انکار کی وجہ سے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو آگ میں ڈالا گیا ❁ اسی طرح حضرت سیّدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا بیماری میں مبتلا کیا جانا ❁ ان کی اولاد اور اَموال واپس لے لینا ❁ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مِصر سے ہجرت کرنا ❁ لوگوں کا حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ستانا اور ❁ کئی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو شہید کرنا ❁ طائف کے مقام پر پیارے مکّی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسمِ مقدس کا لہولہان ہونا ❁ نیز آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا شِعْبِ ابی طالب میں مسلسل تین سال تک مَحْصُور (قید) رہ کر زندگی کے کٹھن (مشکل) دن گزارنا ❁ اور مکۂ پاک سے مدینۂ منورہ کی جانب ہجرت کرنا ❁ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اور اہلِ بیتِ اَطہار بِالخصوص شُہدائے کربلا و اَسیرانِ کربلا پر مصیبتوں کی کثرت کا ہونا، یہ سب راہِ خدا میں آنے والی آزمائشوں ہی کی داستانیں ہیں۔ مگر ان تمام مَصائب و تکالیف کے باوجود ان مبارک ہستیوں کے پائے اِسْتِقْلال (یعنی استقامت) میں ذرّہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ ان مبارک ہستیوں نے کلمۂ حق کو بلند کئے رکھا اور مصیبتوں پر صبر کے پہاڑ بنے رہے۔ 10 محرّمُ الحرام 61 ہجری جمعۃ المبارک کے دن کربلا کے میدان میں نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رُفَقا (Companions) کے جسموں پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے برسنے، میدانِ کربلا میں اَہلِ بیتِ اَطْہار کے خاندانِ عالیشان کے نوجوانوں اور بچّوں کی لاشوں کے بکھرے پڑے ہونے، شہدائے کرام کے سَر نیزوں پر بلند ہونے، یزیدی دَرِندوں کی دَرِنْدَگی اور ان کے مقابلے میں ان پاک ہستیوں کے راہِ حق میں آنے والی تکالیف پر صبر کو جب آسمان نے دیکھا تو اس سے خون برس پڑا اور سات دنوں تک اس کا یہ سلسلہ جاری رہا، بیتُ المُقَدَّس کی سَرزمین کا جو بھی پتّھر اُٹھایا جاتا تو اس کے نیچے بھی تازہ خون پایا جاتا۔ (دلائل النبوۃ، 6 / 471، الصواعق المحرقۃ، ص194 ماخوذاً) یاد رہے کہ آزمائشیں اور مصیبتیں انسان پر اس کی دینداری کے مطابق

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کے بیانات اور گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

آتی ہیں جو دین میں جتنا زیادہ پُختہ ہوتا ہے اس پر آنے والی آزمائشیں اتنی ہی بڑی ہوتی ہیں، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یَارسولَ اللہ! (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟ فرمایا: انبیا (علیہم السَّلام) پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اپنی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اللہ پاک اس کی دینداری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔

(ابن ماجہ، 4/369، حدیث:4023ملتقطاً)

عام طور پر کئی لوگ مصیبتوں اور آزمائشوں کے وقت بے صَبرے ہوجاتے ہیں حالانکہ ہم پر مصیبتوں کا آنا ہمارے ساتھ اللہ پاک کی طرف سے بھلائی کے ارادے اور ہم سے اس کی محبت کی نشانی ہے، نیز اگر اللہ پاک کی رضا کے لئے ہم نے مصیبت پر صبر کیا تو وہ آزمائش قیامت کے دن ہمارے چہرے کو روشن کرے گی، تین فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ ہوں: 1 اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصیبت میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ (بخاری،4/4، حدیث:5645) 2 جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت فرماتا ہے یا اسے اپنا دوست بنانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس پر آزمائشوں کی بارش فرما دیتا ہے۔ (الترغیب والترھیب،4/142، حدیث:19) 3 مصیبت اپنے صاحب کا چہرہ اس دن چمکائے گی جس دن چہرے سیاہ ہوں گے۔ (معجم اوسط،3/290، حدیث:4622) اللہ کریم نے قراٰنِ پاک میں 70 سے زائد مقامات پر صبر کا ذکر فرمایا اور اکثر دَرَجات و بھلائیوں کو اسی کی طرف منسوب کیا اور اس کا پھل قرار دیا ہے۔ صبر کے فضائل پر 10 روایات ملاحظہ کیجئے: ❁ صبر ایمان کا نصف حصّہ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء،5/38، حدیث:6235) ❁ صبر جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 4/24، حدیث:16) ❁ صبر ایمان کا ایک سُتون ہے۔ (شعب الایمان، 1/70، حدیث:39) ❁ بندے کو صبر سے بہتر اور وسیع کوئی چیز نہیں دی گئی۔ (مستدرک،3/187، حدیث:3605) ❁ صبر افضل ترین عمل ہے۔ (شعب الایمان،7/122، حدیث:9710) ❁ صبر بھلائیوں کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (موسوعۃ ابن ابی الدنیا،4/24، حدیث:17) ❁ بینائی چلی جانے پر صبر کرنے کی جزا جنّت ہے۔ (بخاری،4/6، حدیث: 5653) ❁ صبر کے ساتھ آسانی کا انتظار کرنا عبادت ہے۔ (شعب الایمان،7/204، حدیث: 10003) ❁ فتنے کی شِدّت پر صبر کرنے والے کو قیامت کے دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ (شعب الایمان،7/124، حدیث:9721) ❁ قیامت کے دن رُوئے زمین کے سب سے زیادہ شکر گزار بندے کو لایا جائے گا۔ اللہ پاک اسے شکر کا ثواب عطا فرمائے گا پھر رُوئے زمین کے سب سے زیادہ صبر کرنے والے کو لایا جائے گا تو اللہ پاک فرمائے گا: کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ اس شکر گزار کو ملنے والا ثواب تجھے بھی ملے؟ وہ عرض کرے گا: ہاں میرے ربّ۔ اللہ پاک فرمائے گا: ہرگز نہیں! میں نے تجھے نعمت عطا کی تو تُو نے شکر کیا اور مصیبت میں مبتلا کیا تو تُو نے صبر کیا۔ آج میں تجھے دُگنا اَجْر عطا کروں گا پھر اسے شکر گزاروں سے دُگنا اَجْر عطا کیا جائے گا۔ (تفسیرِ نیشاپوری، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:155، 1/442)

تمام عاشقانِ رسول سے میری **فریاد** ہے کہ اللہ پاک کی رضا کے لئے راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کیجئے، اس کے دین کی سَربُلَندی کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تَر کر دیجئے، اللہ پاک کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ کربلا والوں کے صدقے میں ہماری قَبْر و آخرت کو ضرور روشن فرمائے گا۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ عشقِ حقیقی کی لذّت نہیں پاسکتا
جو رنج و مُصیبت سے دوچار نہیں ہوتا

(وسائلِ بخشش (مُرمَّم) ص164)

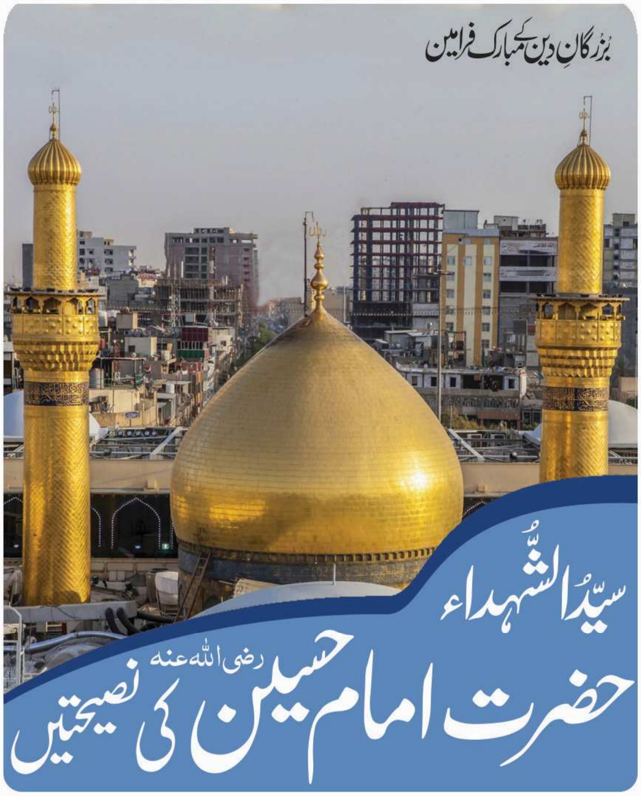

سیّدُ الشُّہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

ابو الحسان محمد عمران عطاری مَدَنی*

کسی کو نصیحت کرنا یا اسے اچھی بات بتانا گویا کہ اس پر احسان کرنا ہے، قراٰنِ حکیم میں کئی جگہ نصیحت کی گئی ہے جس سے نصیحت کی اہمیت و افادیت معلوم ہوتی ہے، نصیحت کی ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر ہمارے بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی لوگوں کو بہترین نصیحتیں فرمائی ہیں۔ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی لوگوں میں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ راکبِ دوشِ مصطفےٰ، جگر گوشۂ مُرتضیٰ، دِل بندِ فاطمہ، سلطانِ کربلا، سیّدُ الشُّہداء، امامِ عالی مقام، حضرت سیّدُنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت 5 شعبانُ المُعظَّم 4ھ کو مدینۂ منوّرہ میں ہوئی۔ (معجم الصحابہ للبغوی،2/14) جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے یومِ عاشورا یعنی 10 مُحرَّمُ الحرام 61ھ کو بروز جمعہ دینِ اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے یزید پلید کے خلاف میدانِ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ کربلا میں اور اپنی مبارک حیات کے دیگر مواقع پر جو خُطبات اور نصیحت آموز اَشعار ارشاد فرمائے ان میں سے چند منتخب نصیحتیں ملاحظہ کیجئے: 1 اے لوگو! اچھے اَخلاق میں رغبت کرو، نیک اعمال میں جلدی کرو، جس نے کسی پر احسان کیا ہو اور وہ اس کا شکر ادا نہ کرے تو احسان کرنے والے کو اللہ پاک عوض عطا فرماتا ہے۔ یقین کرو نیک کام میں تعریف ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے، اگر تم نیکی کو کسی مرد کی صورت میں دیکھ سکتے تو اسے بہت حسین و جمیل دیکھتے جو دیکھنے والے کو بھلا لگتا اور اگر تم مَلامت اور بدی کو دیکھ سکتے تو بدترین منظر دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور نظریں نیچی ہو جاتی ہیں۔ اے لوگو! جو سخاوت کرتا ہے وہ سردار ہوتا ہے اور جو بُخل کرتا ہے وہ ذلیل و رُسوا ہوتا ہے۔ زیادہ سخی وہ شخص ہے جو اس شخص پر سخاوت کرے جسے اس کی اُمید نہ ہو۔ زیادہ پاک دامن اور بہادُر وہ شخص ہے جو بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود مُعاف کردے، زیادہ صِلۂ رحمی کرنے والا شخص وہ ہے جو قَطع تعلق کرنے والے رشتے داروں سے تعلق جوڑے۔ جو شخص اپنے بھائی پر احسان کرکے اللہ کی رضا چاہے اللہ پاک مشکل وقت میں اس کا بدلہ دیتا ہے اور اس سے سخت مصیبت ٹال دیتا ہے۔ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے دنیوی مصیبت دور کی اللہ پاک اس سے اُخروی مصیبت دور کرتا ہے اور جو کسی پر احسان کرے اللہ کریم اس پر احسان فرماتا ہے اور احسان کرنے والے اللہ کے پیارے ہیں 2 اگرچہ دنیا اچھی اور نفیس سمجھی جاتی ہے مگر اللہ کا ثواب بہت زیادہ اور نفیس ہے 3 رزق تقدیر میں تقسیم ہو چکے ہیں لیکن کَسب میں انسان کا حرص نہ کرنا اچھا ہے 4 مال دنیا میں چھوڑ کر ہی جانا ہے تو پھر انسان مال میں بُخل کیوں کرتا ہے؟ 5 جب اذیت دینے کے لئے کوئی شخص کسی سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرنے والے اور ذلیل و رُسوا لوگ سب برابر ہیں۔ (نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص152، 153)

اللہ کریم ہمیں ان نصیحتوں کو اپنے دل میں جگہ دینے اور ان پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شہیدِ کربلا کی شان

محمد امجد عطاری مدنی*

امامِ عالی مقام حضرتِ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق و عادات انتہائی اعلیٰ اور پاکیزہ تھے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہستی کے زیرِ سایہ پرورش پائی جن کے بارے میں اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(۴)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔ (پ29، القلم:4) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرح غُرَبا اور فُقَرا سے اُنسیت و محبت رکھتے، ان کی دلجوئی فرماتے اور فخر و تکبر بالکل نہ کرتے تھے۔

امامِ عالی مقام کی عاجزی و انکساری ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ چند غریب لوگ بیٹھے کھانا کھارہے تھے، انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمالیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا: بے شک اللہ پاک کسی اِترانے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ پھر ان سے فرمایا: میں نے تمہاری دعوت قبول کی ہے لہٰذا تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ انہوں نے لبیک کہا تو آپ انہیں اپنے ساتھ گھر لے آئے اور گھر والوں سے فرمایا: جو کچھ جمع پونجی رکھی ہے سب لے آؤ۔ (ابن عساکر، 14/181)

راہِ خدا میں صدقہ و خیرات ایک سائل مدینہ پاک کی گلیوں سے ہوتا ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت پر پہنچا تو دروازے پر دستک دی اور اشعار کی صورت میں کہنے لگا: جس نے آپ سے امید رکھی اور جس نے آپ کے دروازے پر دستک دی وہ کبھی نا اُمید نہیں ہوا، آپ صاحبِ جود و کرم بلکہ جود و سخاوت کے چشمہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں مشغولِ نماز تھے، منگتا کی صدا سنتے ہی نماز کو مختصر کیا اور دروازے پر پہنچ گئے، دیکھا تو سامنے ایک دیہاتی کھڑا ہے جس کا شکستہ حال بھوک و اِفلاس کا اعلان کر رہا ہے، امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ”قَنْبَر“ سے فرمایا: ہمارے خرچ میں سے کتنا مال بچا ہوا ہے؟ عرض کی: دو سو درہم ہیں جو آپ کے حکم کے مطابق آپ کے اہلِ خانہ پر خرچ کرنے ہیں۔ فرمایا: جاؤ سب لے آؤ کیونکہ وہ شخص آیا ہے جو میرے گھر والوں سے زیادہ ان درہموں کا حقدار ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ درہم سائل کو دیئے اور فرمایا: یہ لے لو اور ان کے کم ہونے پر میں تم سے معافی چاہتا ہوں، ہمیں ہر حال میں مہربانی ہی کا حکم ہے، یہ کم ہیں اگر اور زیادہ ہوتے تو وہ بھی تمہیں دے دیتا۔ سائل نے درہم لئے اور آپ کو دعائیں دیتا اور تعریفیں کرتا ہوا خوشی خوشی رخصت ہوگیا۔ (ابن عساکر، 14/185، ملخصاً)

میدانِ کربلا میں خطبہ شہیدِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کو اپنا لباسِ زندگی بنائے رکھا اور ہمیشہ اسی کی نصیحت فرماتے رہتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کثیر خطبات میں سے دلوں کو جھنجھوڑ دینے والا ایک خطبہ وہ بھی ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

زمینِ کربلا پر اپنی شہادت والے دن کی صبح دیا، اللہ کریم کی حمد و ثنا کے بعد کچھ اس طرح بیان فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دنیا سے بچو، اگر دنیا نے کسی کے لئے باقی رہنا ہوتا تو قضائے الٰہی پر سب سے بڑھ کر راضی رہنے والے، سب سے بڑھ کر اللہ پاک کا قرب پانے والے انبیائے کرام علیہمُ السّلام اس بات کے زیادہ حقدار تھے کہ دنیا ان کے لئے باقی رہتی مگر بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے دنیا کو امتحان اور اہلِ دنیا کو فنا کے لئے پیدا فرمایا ہے، دنیا کا نیا پرانا ہونے والا، اس کی نعمتیں اور لذتیں تھکا دینے والیں اور اس کا سرور انتہائی بے مزہ ہونے والا ہے، اس کا ہر گھر اور ہر منزل عارضی اور زوال پذیر ہے لہٰذا توشہ ساتھ لو بے شک! سب سے بہتر توشہ پرہیز گاری ہے۔(ابن عساکر، 14/218)

پیدل پچیس حج ادا کئے حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز، روزہ، صدقہ و خیرات، تلاوتِ قراٰن اور حج و عمرہ وغیرہ عبادات کثرت سے کیا کرتے تھے حتّٰی کہ تن سے جدا نیزے کی نوک پر بھی سرِ مبارک سے تلاوتِ قراٰن جاری رہی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کا بہت شوق تھا چنانچہ مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 25 حج پیدل ادا کئے۔(ابن عساکر، 14/180)

اللہ کریم ہمیں سیرتِ امام حسین سے وافر حصّہ عطا فرما کر دنیا و آخرت میں سیّدنا امام حُسین کی حَسین غلامی نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

← قیمت	رنگین شمارہ: 150روپے	سادہ شمارہ: 80روپے
← ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات	رنگین: 2500روپے	سادہ شمارہ: 1700روپے
← ممبر شب کارڈ (Member Ship Card)	رنگین: 1800 روپے	سادہ شمارہ: 960 روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

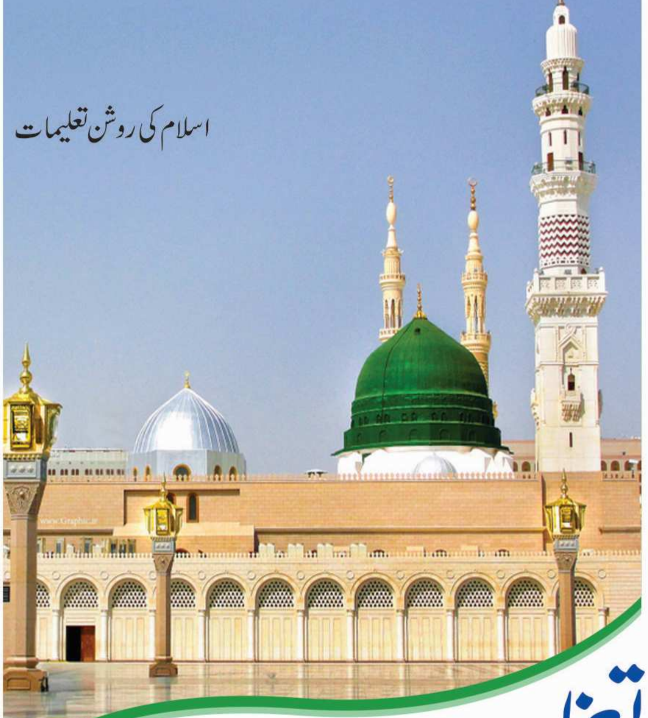

تعظیمِ سادات ضروری ہے

محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

کامل مسلمان ہونے کے لئے محبتِ رَسول کا ہونا اِس قدر لازِم و ضروری ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اُس وَقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والِد، اَولاد اور تمام لوگوں سے زِیادہ مَحْبُوب نہ ہو جاؤں۔[1] آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز (خواہ وہ لباس ہو، جگہ ہو یا آپ کی آل و اولاد ہو ان سب) کا ادب و احترام اور دل کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم و توقیر کرنا عشق و محبت کا تقاضا ہے۔ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز عظیم ہو جاتی ہے مثلاً نسبتِ نکاح ملنے سے اُمّہاتُ المؤمنین اور ازواجِ مطہرات، نسبتِ صحبت ملنے سے صحابیت اور نسبتِ اولاد ملنے سے سِیادَت کا شرف میسر آتا ہے۔ آپ کی اولاد جسے ہم ادب سے آلِ رسول اور ساداتِ کرام کہتے ہیں اسے بھی پیار اور احترام کی نِگاہ سے دیکھا جائے یہی محبّتِ رسول کا تقاضا ہے۔

یاد رکھئے! محبتِ سادات کامل ایمان کی علامت ہے چنانچہ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میری اَولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میرے گھر والے اسے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔[2] اپنی اولاد کو محبتِ سادات کی بچپن سے تربیت دینے کا تاکیدی حکم بھی ہمیں بارگاہِ مصطفےٰ سے ملا ہے، حدیثِ پاک میں ہے: اپنی اولاد کی تین خَصلتوں پر تربیت کرو: 1 تمہارے نبی کی محبت 2 اہلِ بیتِ پاک کی محبت 3 تلاوتِ قراٰن۔ بیشک قراٰن کی تلاوت کرنے والا انبیا و اَصفِیا کے ساتھ اس روز عرشِ الٰہی کے سائے میں ہو گا جس دن عرشِ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔[3]

اہلِ بیت و سادات کے فضائل پر مشتمل چند فرامینِ مصطفےٰ ملاحظہ کیجئے: 1 اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔[4] 2 اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہمارے اہلِ بیت سے بُغض رکھنے والے کو اللہ پاک جہنم میں داخل کرے گا۔[5] 3 میری شفاعت میری اُمّت کے اُسی شخص کے لئے ہے جو میرے گھرانے سے محبت رکھنے والا ہو۔[6] 4 قیامت کے دن بندہ اس وقت تک اپنے قدم نہ ہِلا سکے گا جب تک کہ چار باتوں سے متعلق سوالات نہ کر لیے جائیں: 1 عمر گزارنے کے متعلق 2 جسم گھلانے کے متعلق 3 مال خرچ کرنے اور حاصل کرنے کے متعلق 4 ہمارے اہلِ بیت سے محبت رکھنے کے متعلق۔[7]

بزرگانِ دین ساداتِ کرام کی خدمت میں پیش پیش نظر آتے تھے چنانچہ ایک سیّد زادے جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی کام سے تشریف لائے تو اِس موقع پر آپ نے سیّد زادے سے عرض کی: اگر آپ کو کوئی کام ہو تو

آپ مجھے طلب فرمالیا کریں یا مجھے خط لکھ کر بھیج دیا کیجئے۔ آپ کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔[8]

حضرت علی خَوّاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ساداتِ کرام کا ہم پر حق تو یہ ہے کہ ہم اپنی روحیں اُن پر قربان کر ڈالیں کیوں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارَک خون اور گوشت اُن میں سَرایت کئے ہوئے ہے، وہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ٹکڑا ہیں اور تعظیم و توقیر میں جُزْء کا وہی دَرَجہ ہے جو کُل کا ہے۔ جس طرح رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی میں جُزء کی حُرمت تھی وہی حکم اب بھی ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ساداتِ کرام اگرچہ نسب میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کتنے ہی دور ہوں اُن کا ہم پر حق ہے کہ اپنی خواہشوں پر اُن کی رضا کو مقدم کریں اور اُن کی بھرپور تعظیم کریں اور جب یہ حضرات زمین پر تشریف فرما ہوں تو ہم اُونچی نشست پر نہ بیٹھیں۔[9]

ایک مرتبہ حاجت مند سیّد زادے کی یہ صَدا "دلواؤ سیّد کو" اعلیٰ حضرت کے کانوں میں پڑی تو آپ نے اُن کو بلوایا اور اُس وقت موجود تمام رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دی، جب سیّد زادے نے اُس میں سے تھوڑی رقم لی تو اُسی وقت آپ نے یوں فرمایا: حُضور! یہ سب حاضر ہیں۔ سیّد زادے نے فرمایا: مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر جب وہ جانے لگے تو اعلیٰ حضرت بھی اُن کو رُخصت کرنے تشریف لے گئے، رُخصت کرنے کے بعد خادم کو یہ تاکید کی: دیکھو! سیّد صاحب کو آئندہ سے آواز دینے، صَدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے۔ جس وقت سیّد صاحب پر نظر پڑے فوراً حاضر کر کے سیّد صاحب کو رخصت کر دیا کرو۔[10]

حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ساداتِ کرام کی تعظیم و توقیر بجالانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ملاقات کے وقت اگر بتا دیا جائے کہ یہ سیّد صاحب ہیں تو عموماً اُن کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، سیّد زادے کا ہاتھ چُوم لیا کرتے ہیں، انہیں اپنے برابر میں بٹھاتے ہیں حتّٰی کہ ساداتِ کِرام کے بچّوں سے بے پناہ محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

محبتِ رسول کا تقاضا ہے کہ ہم ساداتِ کِرام کی تعظیم کریں۔ جو ساداتِ کِرام کی توہین و گستاخی کرے، اِن سے دُشمنی رکھے یا کسی بھی طریقے سے اِن کی بے ادبی کرے تو یقیناً ایسا شخص اپنے محبتِ رسول کے دعوے میں جُھوٹا ہے اور اپنے اِس عمل سے نہ صرف اِنہیں بلکہ اِن کے جَدِّ امجد، حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی ناراض کرتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے چُنانچہ امام عبدُالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سَیِّد شریف نے حضرت خَطَّاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بَیان کیا کہ کاشِفُ الْبُحَیْرَہ نے ایک سَیِّد صاحِب کو مارا تو اُسے اسی رات خواب میں حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِس حال میں زِیارت ہوئی کہ آپ اُس سے اِعْراض فرمارہے ہیں (یعنی رُخِ اَنْور پھیر رہے ہیں)۔ اُس نے عَرض کی: یارسولَ اللہ! میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: تُو مجھے مارتا ہے، حالانکہ میں قِیامت کے دِن تیرا شَفِیْع (یعنی شفاعت کرنے والا) ہوں۔ اُس نے عَرْض کی: یارسولَ اللہ! مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ ارشاد فرمایا: کیا تُو نے میری اَوْلاد کو نہیں مارا؟ اُس نے عَرْض کی: ہاں۔ فرمایا: تیری ضَرْب (مار) میری ہی کَلائی پر لگی۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مُبارَک کَلائی نکال کر دِکھائی جس پر وَرَم تھا جیسے کہ شہد کی مکّھی نے ڈنک مارا ہو۔[11] ہم اللہ پاک سے عافیت کاسُوال کرتے ہیں۔

اللہ پاک ہمیں اور ہماری نسلوں کو تعظیمِ سادات کی برکات سے مالامال فرمائے اور خدمتِ سادات کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 1/17، حدیث: 15 (2) شعب الایمان، 2/189، حدیث: 1505 (3) جمع الجوامع، 1/126، حدیث: 782 (4) ترمذی، 5/434، حدیث: 3814 (5) مستدرک للحاکم، 4/131، حدیث: 4771 (6) جامع صغیر، ص 301، حدیث: 4894 (7) معجم کبیر، 11/102، حدیث: 11177 (8) نور الابصار، ص 129 (9) سابقہ حوالہ (10) حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/189 (11) الشرف المؤبد، ص 104۔

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

ساداتِ کرام کی محبت و خیر خواہی

واقعۂ کربلا کے بعد اہلِ بیت کو مدینۂ منوّرہ تک پہنچانے کے لئے جس شخص کو مقرر کیا گیا تھا وہ بہت نیک دل تھا، اس نے پورے راستے اہلِ بیت کی ضروریات کا خیال رکھا اور اُن کے ساتھ نرمی اور حسنِ سُلوک سے پیش آیا، جب یہ قافلہ مدینۂ منوّرہ پہنچ چکا تو شہزادیِ شیرِ خدا حضرت زینب کی چھوٹی بہن فاطمہ بنتِ علی رضی اللہ عنہم نے حضرت زینب سے عرض کی: اس شخص نے پورے سفر میں ہمارا خوب خیال رکھا ہے، ہمیں بھی اسے کچھ نہ کچھ انعام دینا چاہئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم اس شخص کو صرف اپنے زیورات ہی پیش کرسکتے ہیں۔ چُنانچہ دونوں شہزادیوں نے اپنے کنگن وغیرہ اُتار کر اُسے دے دیئے اور ساتھ ہی معذرت بھی کی (کہ اس کے علاوہ ہمارے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں)، اس شخص نے وہ تمام سامان واپس لوٹا دیا اور عرض کی: اگر میں نے یہ خدمت گُزاری دنیوی مفاد کے لئے کی ہوتی تو یقیناً اس انعام پر مجھے خوشی ہوتی، مگر میں نے تو یہ خدمت صرف اللہ پاک کی خُوشنودی اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آپ لوگوں کی قرابت داری کی وجہ سے کی ہے۔ (الکامل فی التاریخ، 3/440)

محترم اسلامی بہنو! ساداتِ کرام سے محبت ایمانِ کامل کی نشانی ہے اور عشقِ رسول کا تقاضا ہے کہ اہلِ بیت سے حد درجہ محبت کی جائے اور ان کی عزت و تکریم کی جائے، احادیثِ مبارکہ میں جابجا ساداتِ کرام سے محبت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا فرمایا گیا ہے چنانچہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہم اہلِ بیت کی محبت کو خود پر لازم کرو کیونکہ جو (بروزِ قیامت) اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے محبت رکھتا ہو، تو وہ ہماری شفاعت کے سبب جنّت میں داخل ہو گا۔ (معجم الاوسط، 1/606، حدیث: 2230) ایک مقام پر ارشاد فرمایا: جس نے میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو میں قیامت کے دن اسے اس کا صلہ دوں گا۔ (الکامل لابن عدی، 6/425)

ساداتِ کرام کی محبت و اکرام کے باب میں بزرگانِ دین کی سیرت بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے چنانچہ ایک سیّد زادے جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس کسی کام سے تشریف لائے تو اس موقع پر آپ نے اُن سے عرض کی: ”اگر آپ کو کوئی کام ہو تو آپ مجھے طلب فرمالیا کریں یا مجھے خط لکھ کر بھیج دیا کیجئے۔ آپ کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔“ (نورالابصار، ص129) اسی طرح امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ بھی ساداتِ کرام سے بڑی محبت اور ان کی تعظیم کرتے ہیں؛ ملاقات کے وقت اگر بتادیا جائے کہ یہ سیّد صاحب ہیں تو اکثر سیّد صاحب کا ہاتھ چُوم لیا کرتے ہیں، ایسا بھی دیکھا گیا کہ سید صاحب کو اپنے برابر میں بٹھا لیا، یہاں تک کہ آپ ساداتِ کِرام کے بچّوں سے بھی محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

پیاری اسلامی بہنو! ان احادیث و واقعات سے سبق ملتا ہے کہ اللہ پاک کی رِضا حاصل کرنے اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے ہمیں بھی اپنے دل میں اہلِ بیت کی عقیدت و محبت کا چراغ روشن رکھنا چاہئے اور ہمہ وقت اہلِ بیت کی خیر خواہی کے لئے کوشاں رہنا چاہئے، لہٰذا ساداتِ کرام سے محبت کریں، ان کی تعظیم کریں، ان کے ساتھ خیر خواہی والا سلوک کریں اور دیگر لوگوں پر انہیں فوقیت دیں۔ آپ کے محلے میں اگر ساداتِ کرام کے گھر ہیں تو وقتاً فوقتاً انہیں تحائف پیش کرتے رہیں، بالخصوص جو ساداتِ کرام مالی اعتبار سے کمزور ہیں ان کا خاص خیال رکھیں۔ یاد رکھیں! ساداتِ کرام کے ساتھ لین دین کا انداز اس طرح کا نہ ہو کہ وہ خود کو کمتر محسوس کریں۔ اپنے گھر پر ہونے والی تقریبات میں انہیں ضرور مدعو کریں۔ خوشی و غمی کے موقع پر ان کے ہاں جاتے رہیں اور ضرورت کے وقت ہر ممکن تعاون کریں۔

جنت البقیع

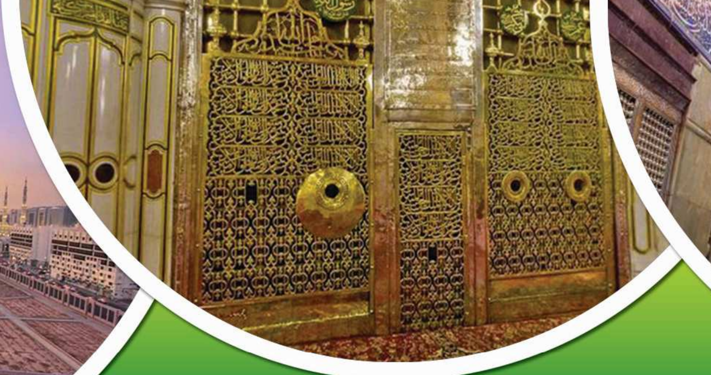

مزار شریف حضرت سیدنا امام حسین

صحابۂ کرام کی اہلِ بیت سے محبّت

آصف اقبال عطّاری مدنی*

پیارے اسلامی بھائیو! قراٰنِ کریم میں اہلِ بیت کی محبت کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰىؕ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: تم فرماؤ میں اس [1] پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت۔

(پ25، الشوریٰ:23)

دورِ صَحابہ سے لے کر آج تک اُمّتِ مسلمہ اہلِ بیت سے محبت رکھتی ہے، چھوٹے بڑے سبھی اہلِ بیت سے محبت کا دَم بھرتے ہیں۔ حضرت علّامہ عبد الرءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوئی بھی امام یا مجتہد ایسا نہیں گزرا جس نے اہلِ بیت کی محبت سے بڑا حصّہ اور نُمایاں فخر نہ پایا ہو۔(فیض القدیر، 1/256) حضرت علّامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب اُمّت کے ان پیشواؤں کا یہ طریقہ ہے تو کسی بھی مؤمن کو لائق نہیں کہ ان سے پیچھے رہے۔(الشرف المؤبد لآل محمد، ص94) تفسیرِ خزائنُ العرفان میں ہے: حُضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی محبّت اور آپ کے اَقارِب کی مَحبّت دِین کے فرائض میں سے ہے۔

(خزائنُ العرفان، پ25، الشوریٰ، تحت الآیۃ:23، ص894)

اے عاشقانِ رسول! صَحابۂ کرام جو خود بھی بڑی عظمت و شان کے مالک تھے، وہ عظیمُ الشّان اہلِ بیتِ اطہار سے کیسی محبت رکھتے تھے اور اپنے قول و عمل سے اس کا کس طرح اِظْہار کیا کرتے تھے! آیئے اس کی چند جھلکیاں دیکھتے ہیں:

صَحابۂ کرام کا حضرت عبّاس کی تعظیم وتوقیر کرنا: صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان حضرت سیّدُنا عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر بجا لاتے، آپ کے لئے کھڑے ہو جاتے، آپ کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لیتے، مُشاوَرت کرتے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔(تہذیب الاسماء، 1/244، تاریخ ابنِ عساکر، 26/372)

حضرت سیّدُنا عباس رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں تشریف لاتے تو حضرت سیّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ بطورِ اِحترام آپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے تھے۔

(معجمِ کبیر، 10/285، حدیث:10675)

حضرت سیّدُنا عباس رضی اللہ عنہ کہیں پیدل جارہے ہوتے اور حضرت سیّدُنا عمر فاروق اور حضرت سیّدُنا عثمان ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہما حالتِ سواری میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے تو بطورِ تعظیم سواری سے نیچے اُتر جاتے یہاں تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے گزر جاتے۔

(الاستیعاب، 2/360)

سیّدُنا صِدّیقِ اکبر کی اہلِ بیت سے محبت: ایک موقع پر حضرت سیّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اہلِ بیت کا ذِکر ہوا تو آپ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قَرابَت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنا مجھے اپنے قرابت

(1) یعنی تبلیغِ رسالت (خزائن العرفان)

داروں سے صِلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے۔

(بخاری،2/438،حدیث:3712)

ایک بار حضرت سیّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احترام کے پیشِ نظر اہلِ بیت کا احترام کرو۔(سابقہ حوالہ، حدیث: 3713)

امام حَسَن کو کندھے پر بٹھایا: حضرت عُقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں عَصْر کی نَماز پڑھائی، پھر آپ اور حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کھڑے ہو کر چل دیئے، راستے میں حضرت حَسَن کو بچّوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت سیّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اُٹھا لیا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان! حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہم شکل ہو، حضرت علی کے نہیں۔ اس وقت حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم مُسکرا رہے تھے۔

(سنن الکبریٰ للنسائی،5/48،حدیث:8161)

سیّدُنا فاروقِ اعظم کی اہلِ بیت سے محبّت: ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو فرمایا: اے فاطمہ! اللہ کی قسم! آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا محبوب نہیں دیکھا اور خدا کی قسم! آپ کے والدِ گرامی کے بعد لوگوں میں سے کوئی بھی مجھے آپ سے بڑھ کر عزیز و پیارا نہیں۔

(مستدرک،4/139،حدیث:4789)

خُصوصی کپڑے دیئے: ایک موقع پر حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضراتِ صَحابۂ کرام کے بیٹوں کو کپڑے عطا فرمائے مگر ان میں کوئی ایسا لباس نہیں تھا جو حضرت امام حسن اور امام حُسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق ہو تو آپ نے ان کے لئے یمن سے خُصوصی لباس منگوا کر پہنائے، پھر فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا ہے۔(ریاض النضرۃ،1/341)

وظیفہ بڑھا کر دیا: یوں ہی جب حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظائف مقرر فرمائے تو حضراتِ حَسَنَین کَرِیْمَین کے لئے رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قرابَت داری کی وجہ سے اُن کے والد حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے برابر حصّہ مقرر کیا، دونوں کے لئے پانچ پانچ ہزار دِرہم وظیفہ رکھا۔(سیر اعلام النبلاء،3/259)

حضرت امیر مُعاویہ کی اہلِ بیت سے محبت: حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے چند نُقُوش بھی آلِ ابوسفیان (یعنی ہم لوگوں) سے بہتر ہیں۔(الناھیۃ، ص59) آپ نے حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم اور اہلِ بیت کے زبردست فضائل بیان فرمائے۔(تاریخ ابن عساکر، 42/415) آپ نے حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے فیصلے کو نافِذ بھی کیا اور علمی مسئلے میں آپ سے رُجوع بھی کیا۔(سنن الکبریٰ للبیہقی، 10/205، مؤطا امام مالک،2/259)

ایک موقع پر آپ نے حضرت ضَرّار صَدائی سے تقاضا کر کے حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے فضائل سنے اور روتے ہوئے دُعا کی: اللہ پاک ابوالحسن پر رحم فرمائے۔

(الاستیعاب،3/209)

یوں ہی ایک بار حضرت امیر مُعاویہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ آبا و اَجداد، چچا و پھوپھی اور ماموں و خالہ کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔(العقد الفرید،5/344) آپ ہم شکلِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ہونے کی وجہ سے حضرت امام حَسَن کا احترام کرتے تھے۔

(مراٰۃ المناجیح، 8/461)

ایک بار آپ نے امام عالی مقام حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کی علمی مجلس کی تعریف کی اور اُس میں شرکت کی ترغیب دلائی۔(تاریخ ابن عساکر،14/179)

اہلِ بیت کی خدمت میں نذرانے: حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے سالانہ وظائف کے علاوہ مختلف مواقع پر حضراتِ حَسَنَین کَرِیْمَین کی خدمت میں بیش بہا نذرانے پیش کئے، یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے، آپ نے کبھی پانچ ہزار دینار، کبھی تین لاکھ دِرہم تو کبھی چار لاکھ درہم حتی کہ ایک بار 40 کروڑ

روپے تک کا نذرانہ پیش کیا۔(سیر اعلام النبلاء، 4/309، طبقات ابن سعد، 6/409، معجم الصحابہ، 4/370، کشف المحجوب، ص77، مراۃ المناجیح، 8/460)

حضرت عبدُاللہ بن مسعود کی اہلِ بیت سے محبت: حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آلِ رسول کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(الشرف المؤبد لآل محمد، ص92)

نیز آپ فرمایا کرتے تھے: اہلِ مدینہ میں فیصلوں اور وِراثت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت حضرت علی کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کی ہے۔(تاریخ الخلفاء، ص135)

حضرت ابوہریرہ کی اہلِ بیت سے محبت: حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جب بھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو فَرطِ مَحبّت میں میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔(مسند امام احمد، 3/632)

پاؤں کی گرد صاف کی: ابومہزم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنازے میں تھے تو کیا دیکھا کہ حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے کپڑوں سے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے پاؤں سے مٹی صاف کررہے تھے۔(سیر اعلام النبلاء، 4/407)

حضرت عَمْرو بن عاص کی اہلِ بیت سے محبت: عیزار بن حریث رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عَمْرو بن عاص رضی اللہ عنہ خانۂ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، اتنے میں آپ کی نظر حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا: اس وقت آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص یہی ہیں۔(تاریخ ابن عساکر، 14/179)

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے بیان کردہ روایات میں پڑھا کہ حضراتِ صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کس کس انداز سے اہلِ بیت سے اپنی محبت کا اظہار کرتے، انہیں اپنی آل سے زیادہ محبوب رکھتے، ان کی ضَروریات کا خیال رکھتے، ان کی بارگاہوں میں عمدہ واعلیٰ لباس پیش کرتے، بیش بہا نذرانے اُن کی خدمت میں حاضر کرتے، اُن کو دیکھ کر یا اُن کا ذِکرِ پاک سُن کر بے اختیار رو پڑتے، ان کی تعریف وتوصیف کرتے اور جاننے والوں سے اُن کی شان و عظمت کا بیان سنتے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ساداتِ کرام اور آلِ رسول کا بے حد ادب واحترام کریں، ان کی ضَروریات کا خیال رکھیں، ان کا ذِکرِ خیر کرتے رہا کریں اور اپنی اولاد کو اہلِ بیت وصَحابۂ کرام کی محبت واحترام سکھائیں۔

اللہ پاک کی ان پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

میّت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: (میت کو قبر میں لٹانے کا) افضل طریقہ یہ ہے کہ میّت کو دَہنی (یعنی سیدھی) کروٹ پر لٹائیں۔ اس کے پیچھے نرم مٹی یا ریتے کا تکیہ سا بنا دیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں، بدن کا بوجھ ہاتھ پر نہ ہو اس سے میّت کو ایذا ہوگی۔(مزید فرماتے ہیں:) اور اینٹ پتھر کا تکیہ نہ چاہئے کہ بدن میں چبھیں گے اور ایذا ہوگی (اور فرماتے ہیں) اور جہاں اس میں دِقّت ہو تو چت لٹا کر منہ قبلہ کو کردیں، اب اکثر یہی معمول ہے۔(فتاویٰ رضویہ، 9/371)

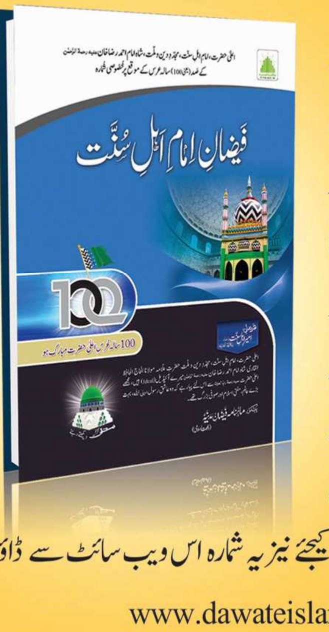

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے کثیر پہلوؤں پر ایک نئے انداز میں روشنی ڈالتا ہوا 57 سے زائد مضامین اور 252 صفحات پر مشتمل ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا خصوصی شمارہ فیضانِ امام اہلِ سنت آج ہی مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے نیز یہ شمارہ اس ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔www.dawateislami.net

مِثالی گھرانا

اویس یامین عطاری مَدَنی*

اہلِ بیتِ اَطہار کی باہمی محبت اور ایک دوسرے سے اُلفت ہمارے لئے معیارِ زندگی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نُفوسِ قُدْسِیّہ ہر رشتے اور تعلق میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُسْوۂ حَسَنہ پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ چنانچہ

خاتونِ جنّت کی شادی میں اُمّہاتُ المؤمنین کا کردار: خاتونِ جنّت حضرت سیّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے بَطنِ اَقدس سے ہوئی، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا موقع آیا تو اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ اور حضرت سیّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہما نے وادیِ بطحا سے مٹّی منگوا کر ان کے مکان کے فرش کو لیپا، پھر اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال ٹھیک کرکے دو گدّے تیار کئے، ان کے کھانے کے لئے کھجور اور کشمش رکھی اور پینے کے لئے ٹھنڈے پانی کا اہتمام کیا، پھر گھر کے ایک کونے میں لکڑی کا سُتُون کھڑا کردیا تاکہ اس پر مشکیزہ اور کپڑے وغیرہ لٹکا دیئے جائیں، پھر فرمایا: فَمَا رَاَیْنَا عُرْسًا اَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَۃَ یعنی ہم نے فاطمہ کی شادی سے بہتر کوئی شادی نہیں دیکھی۔ (ابنِ ماجہ، 2/444، حدیث: 1911 ملخصاً)

ماں کے حق کا واسطہ دیا: اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سب اَزْواج بارگاہِ اقدس میں حاضر تھیں کہ اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس طرح چلتی ہوئی آئیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کی چال رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُشابہ تھی۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب حضرت فاطمہ کو دیکھا تو ارشاد فرمایا: خوش آمدید میری بیٹی! پھر انہیں اپنے پاس بٹھالیا اور ان سے سَرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی پریشانی اور غم کو دیکھ کر دوبارہ ان کے کان میں سَرگوشی فرمائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں اِسْتِفْسار کیا اور رونے کی وجہ پوچھی: تو انہوں نے کہا: میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا راز فاش نہیں کروں گی۔ جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وِصالِ ظاہری ہوا تو میں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: عَزَمْتُ عَلَیْكِ بِمَا لِی عَلَیْكِ مِنَ الْحَقِّ یعنی میرا تم پر جو حق ہے تمہیں اس کی قسم مجھے اس راز کے بارے میں بتاؤ، تو فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: ہاں! اب میں بتا دیتی ہوں۔ میرا رونا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے پہلی بار سرگوشی میں مجھ سے فرمایا کہ میرے وِصال کا وقت قریب آگیا ہے، اللہ پاک سے ڈرتی رہو اور صَبْر کرو، میرا تم سے پہلے جانا تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر دوسری بار سرگوشی میں مجھ سے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام مسلمانوں کی بیویوں یا اس اُمّت کی عورتوں کی سردار ہو۔ یہ سُن کر میں ہنس پڑی۔

(مسلم، ص1022، 1023، حدیث: 6313، 6314 ملتقطاً)

اے بیٹی! اس سے محبت کرنا: ایک موقع پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَیْ بُنَیَّۃُ اَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ؟ اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کروگی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: کیوں نہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے

فرمایا: فَاَحِبِّی هٰذِهٖ تو اس (یعنی عائشہ صِدّیقہ) سے محبت کرو۔

(مسلم، ص1017، حدیث:6290)

وہ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں: ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دس مُحَرَّمُ الْحَرام کے روزے کا حکم بیان کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ حکم کس نے بیان کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اَنَّهٗ لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ یعنی وہ لوگوں میں سنّت کو زیادہ بہتر جاننے والے ہیں۔ (الاستیعاب، 3/206) حضرت شُرَیح بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں سُوال پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (مسلم، ص130، حدیث: 641)

یہ میرے اہلِ بیت ہیں: اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے گھر میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۟ۚ(۳۳) ﴾ (ترجَمۂ کنز الایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے) تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یَارسولَ اللہ! میں بھی اہلِ بیت سے ہوں؟ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیوں نہیں! اِنْ شَآءَ اللّٰه۔

(شرح السنہ للبغوی، 7/204، حدیث:3805)

تحریری مقابلہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے عنوانات (برائے نومبر 2022ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اگست 2022ء

1 قراٰن کی روشنی میں بارگاہِ الٰہی کے 5 آداب 2 اللہ ربُّ العزّت کے 5 حقوق 3 جھوٹ کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: +923012619734 صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

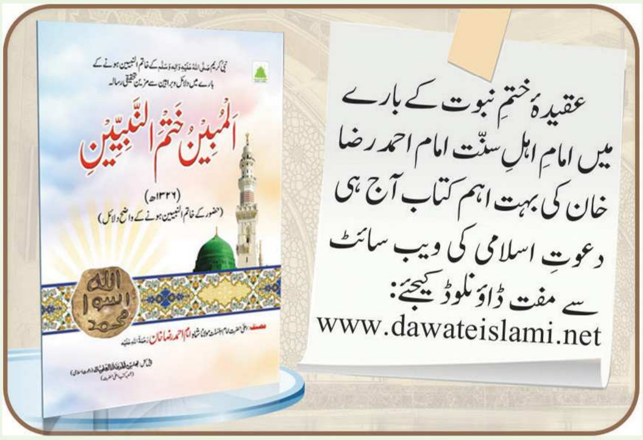

ڈپریشن کا روحانی علاج: فجر کی دو سنّتوں اور ظہر، مغرب و عِشا کے فرضوں کے بعد والی دو سنّتوں میں سُورۂ فاتحہ کے بعد قراٰنِ کریم کی آخری چھ سورتیں اس طرح پڑھئے، پہلی رکعت میں سُورۂ کافِرون، سُورۂ نَصر اور سُورۂ لَہَب اور دوسری رکعت میں سُورۂ اِخلاص، سُورۂ فَلَق اور سُورۂ ناس۔ ہر سُورت کی اِبتدا میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھئے (مدّتِ علاج: تاحُصولِ شفا)۔ (مینڈک سوار بچھو، ص27 ملخصاً)

اہلِ بیت سے محبت کے تقاضے

حافظ عرفان حفیظ عطّاری مَدَنی*

پیارے اسلامی بھائیو! قدرتی طور پر انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے تعلق رکھنے والی تمام چیزیں اس کو محبوب ہوجاتی ہیں، چنانچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت رکھنے والے بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو جان و دل سے محبوب رکھتے ہیں۔ اہلِ بیتِ اَطہار وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہیں ہمارے پیارے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے خاندانی نسبت بھی حاصل ہے۔ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اہلِ بیتِ اَطْہار کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا جیساکہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: کوئی بندہ اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں اس کو اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہوجاؤں اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو۔ (شعب الایمان،2/189،حدیث:1505 مختصراً)۔ امام محمد بن احمد قُرطُبی رحمۃ اللہ علیہ آیتِ مبارکہ ﴿قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰىؕ﴾ (پ25، الشوریٰ: 23) (ترجَمۂ کنزُ الایمان: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حضرت سعید بن جُبیر (رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حُضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی آلِ پاک ہے۔ (قرطبی، پ25، الشوریٰ، تحت الآیۃ:23، 8/16)

یاد رہے کہ اہلِ بیت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تمام اولاد اور ازواجِ مطہّرات بھی شامل ہیں۔ حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ بیت کے معنٰی ہیں گھر والے، اہلِ بیتِ رَسول چند معنٰی میں آتا ہے: 1 جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس، علی، جعفر، عُقیل، حارِث کی اولاد 2 حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد 3 حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے گھر میں رہنے والے جیسے اَزواجِ پاک۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/450)

اہلِ بیت سے محبت کے تقاضے

محبتِ اہلِ بیت کو عام کیا جائے: جب قراٰن و حدیث میں اہلِ بیت سے محبت کا حکم موجود ہے تو ہمیں اس محبت کو خوب عام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بالخصوص اپنے بچّوں کے دِلوں میں ان مکرّم شخصیات کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس بارے میں تو حدیثِ پاک میں ترغیب بھی دِلائی گئی ہے، جیساکہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو تین اچّھی خصلتوں کی تعلیم دو: 1 اپنے نبی کی محبت 2 ان کے اہلِ بیت کی محبت 3 قراٰنِ پاک کی تعلیم۔ (جامع صغیر، ص25، حدیث: 311) ان کے واقعات بچّوں کو بتائے جائیں تاکہ چھوٹی عمر ہی میں یہ اہلِ بیت سے محبت کرنے والے بَن جائیں۔ جب ان کے اَعْراس (عُرس کی جمع) کے ایام آئیں تو ان کے لئے گھر، مسجد وغیرہ میں ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا جائے، ان کے فضائل بچّوں کو یاد کروائے جائیں۔ **ادب و احترام کیا جائے:** نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے منسوب ہر شے کا جب ادب واحترام لازم ہے تو اہلِ بیت کا بھی ادب لازم ہے اور یہ محبت کا تقاضا بھی ہے۔ کُتب میں اَسلافِ کرام رحمہم اللہ السّلام کے کئی واقعات اس مناسبت سے ملتے ہیں، چنانچہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچازاد حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی رِکاب پکڑلی تو انہوں نے فرمایا: اے رسولُ اللہ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے چچا کے بیٹے! یہ کیا

ہے؟(یعنی آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ عُلَما کا ادب کریں۔ اس پر حضرت سیّدُنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم اپنے نبی کے اہلِ بیتِ اَطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔(تاریخ ابن عساکر، 19/326 ملخصاً)

تعلیمات پر عمل کیا جائے: یہ عظیم ہستیاں وہ ہیں جن کی محبت و اِطاعت ہدایت اور نَجات کا ذریعہ ہے، جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ یعنی آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہلِ بیت کی مثال جنابِ نُوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔(فضائل صحابہ لامام احمد، جز2، 1/785، حدیث:1402) اس حدیثِ پاک کی شرح میں حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جیسے طوفانِ نُوحی کے وقت ذریعۂ نَجات صرف کشتیِ نُوح علیہ السَّلام تھی ایسے ہی تاقیامت ذریعۂ نَجات صرف محبتِ اہلِ بیت اور ان کی اِطاعت ان کی اِتّباع ہے، بغیر اطاعت و اِتّباع دعویٰ محبت بے کار ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاجاؤ گے، گویا دنیا سمندر ہے اس سفر میں جہاز کی سواری اور تاروں کی رہبری دونوں کی ضرورت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اہلِ سنّت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہلِ بیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں۔(مراۃ المناجیح، 8/494)

دینِ اسلام کے لئے اہلِ بیت کی قربانیوں سے کون آگاہ نہیں۔ ان کا صبر، ہمّت، جذبہ اور ثابت قدمی مثالی ہے۔ یہ وہ ہیں جن کا خاندان دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے شہید ہو گیا، جنہوں نے کئی دن کی بھوک اور پیاس برداشت کی، مشقتیں جھیلیں۔ جس طرح انہوں نے دینِ اسلام کے لئے قُربانیاں دیں ہمیں بھی دینِ اسلام کی خاطر قُربانیاں دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے۔ جس طرح ان عظیم لوگوں نے ہر موقع پر صبر سے کام لیا، اہلِ بیت سے محبت کرنے والوں کو بھی مشکلات پر واویلا کرنے کی بجائے صبر و ہمت سے کام لینا چاہئے۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ملفوظات پر مشتمل دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر اپلوڈ ہونے والے نئے رسائل،
مفت ڈاؤنلوڈ کیجئے: www.dawateislami.net

اَشعار کی تشریح

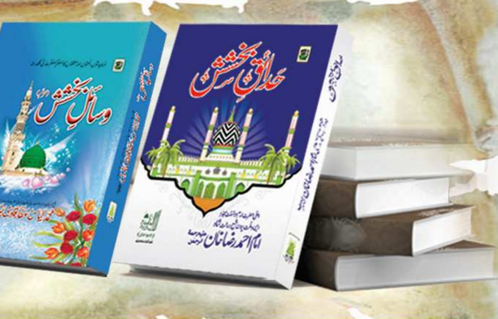

(اس عنوان کے تحت بزرگانِ دین کے اَشعار کے مطالب و معانی بیان کرنے کی کوشش ہوگی)

10 محرم الحرام نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یومِ شہادت ہے، اس مُناسبت سے قصیدۂ نور کے دو اشعار مع شرح ملاحظہ فرمائیے:

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حُسنِ سِبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا
صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عِیاں
خطِ تَوَاَم میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

(حدائقِ بخشش، ص249)

الفاظ و معانی مشابہ: ہم شکل۔ سِبْطَین: دو نواسے۔ جاموں: جامہ کی جمع، لباس۔ عیاں: ظاہر۔ خطِ تَوَاَم: اس خط کو کہتے ہیں جس میں ایک کاغذ کے دو ٹکڑے کرکے خط کے مضمون کو ان دونوں ٹکڑوں میں اس طرح تقسیم کردیا جاتا ہے کہ دونوں کو ملائے بغیر مضمون کی سمجھ نہ آسکے۔

(فنِ شاعری اور حسان الہند، ص178 مفہوماً)

شرحِ کلامِ رضا حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سَر سے لیکر سینے تک جبکہ شہیدِ کربلا حضرتِ سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سینے سے پاؤں تک اپنے نانا جان رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مُشابہ تھے۔ جس طرح خطِ تَوَاَم کے دونوں ٹکڑوں کو ملانے سے خط کا مضمون سامنے آجاتا ہے اسی طرح حَسنَین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما کی ایک ساتھ زیارت کرنے سے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نورانی سراپا نظر آتا تھا۔ حضرتِ سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سینے اور سَر کے درمیان جبکہ امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سینے سے نیچے کے حصّے میں رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بہت مشابہ تھے۔ (ترمذی، 5/430، حدیث: 3804)

ابو الحسان عطاری مدنی

حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) از سر تا قدم بالکل ہم شکلِ مصطفیٰ تھیں صَلَّی اللہ علیہ وسلَّم اور آپ کے صاحبزادگان میں یہ مشابہت تقسیم کردی گئی تھی۔ حضرت حسین کی پنڈلی، قدم شریف اور ایڑی بالکل حضور کے مشابہ تھی علٰی جَدِّہٖ وعلیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام! حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے قدرتی مشابہت بھی اللہ کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مشابہ کردے تو اس کی بخشش ہوجاتی ہے تو جسے خدا تعالیٰ اپنے محبوب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مشابہ کرے اس کی محبوبیت کا کیا حال ہوگا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/480 ملخصاً) سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما کی اس مشابہت کو امامِ اَہلِ سنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے اپنے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" میں ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا ہے:

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثَقَلَین
اِس نُور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حَسَنَین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصّے کیے
آدھے سے حَسَن بنے ہیں آدھے سے حُسَین

(حدائقِ بخشش، ص444)

اللہ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اشعار کی تشریح

ابوالحسان عطاری مدنی*

مُحرم الحرام کے مقدس مہینے کی مناسبت سے صحابہ و اہلِ بیت رضوان اللہ تعالٰی علیہم اَجمعین کی مدح و ثناء پر مشتمل دو اشعار ضَروری وضاحت کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں۔ پہلا شعر شہنشاہِ سُخن مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان جبکہ دوسرا امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے نعتیہ دیوان سے لیا گیا ہے۔

آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں (ذوقِ نعت، ص71)

شرح اہلِ بیتِ اطہار کی شان و عظمت کا اظہار قراٰنِ کریم کی آیتِ تطہیر سے بھی ہوتا ہے جس میں اللہ پاک نے اہلِ بیت سے گناہوں کی آلودگی دور کرکے انہیں خوب پاک کرنے کو بیان فرمایا ہے۔ **آیتِ تطہیر** ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۟﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (پ22، الاحزاب:33) **اہلِ بیت سے مراد کون؟** اہلِ بیت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی ازواجِ مطہرات اور حضرت خاتونِ جنّت فاطمہ زہراء اور علی مرتضٰی اور حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم سب داخل ہیں، آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ (خزائن العرفان، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ:33، ص780) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن اہلِ بیت کی شان میں فرماتے ہیں:

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے اس ریاضِ نَجابَت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش، ص309)

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عِترت رسولُ اللہ کی (حدائقِ بخشش، ص153)

الفاظ و معانی **بیڑا / ناؤ:** کشتی۔ **نجم:** ستارہ۔ **عِتْرَت:** اولاد۔ **شرح** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اہلِ سنّت و جماعت کامیاب ہوں گے اور ان کی کشتی بخیر و عافیت منزلِ مقصود پر پہنچ جائے گی کیونکہ یہ اہلِ بیتِ اطہار کی مقدّس کشتی میں سوار ہیں اور آسمانِ ہدایت کے ستارے یعنی صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان منزل یعنی جنت کی طرف ان کی راہنمائی فرما رہے ہیں۔ اس شعر میں ان دو فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف اشارہ ہے: (1) اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکاۃ المصابیح، جزء3، 2/414، حدیث:6018) (2) مَثَلُ اَهْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرَقَ میرے اہلِ بیت کی مثال کشتیِ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا ہلاک ہوگیا۔ (مستدرک، 3/81، حدیث:3365) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجت مند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کی راہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں، اسی طرح اُمّتِ مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہلِ بیتِ اطہار کے بھی محتاج ہیں اور صحابۂ کبار کے بھی حاجت مند۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/345) گویا دنیا سمندر ہے اس سفر میں جہاز کی سواری اور تاروں کی رہبری دونوں کی ضرورت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اہلِ سنّت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہلِ بیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/494)

صحابہ ہیں سب مِثلِ انجم دَرَخْشاں سفینہ ہے اُمّت کا عِترت نبی کی (قبالۂ بخشش، ص172)

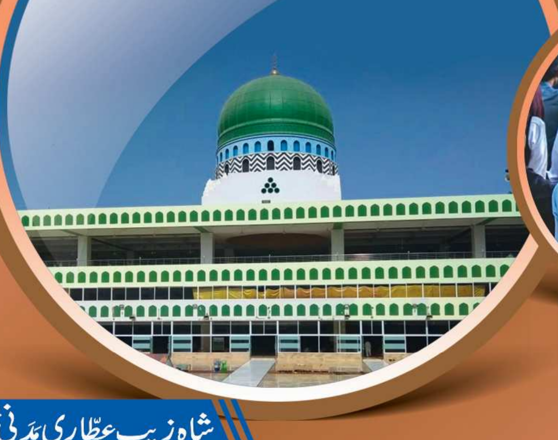

بچوں کی فرضی کہانی

فیضانِ مدینہ میں کیا سیکھا؟

شاہ زیب عطّاری مَدَنی*

بَدر پہلی بار مُحَرَّمُ الْحَرام میں اپنی خالہ کے گھر کراچی آیا۔ ایک دن اس کا کزن زُفَر کہنے لگا: بَدر! چلو! آپ کو دعوتِ اسلامی کا عالَمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ دکھاتا ہوں۔ بَدر چلنے کے لئے فوراً راضی ہوگیا۔ یہ دونوں فیضانِ مدینہ پہنچے تو وہاں بہت سارے لوگوں کو دیکھ کر بَدر بولا: زُفَر بھائی! یہاں اتنے لوگ کیوں جمع ہیں؟ زُفَر: یہ مہینا مُحَرَّم کا ہے اور مُحَرَّم کے ابتدائی دَس دنوں میں عُموماً یہاں مَدَنی مُذاکرے ہوتے ہیں جن میں دُور و نزدیک سے بہت سارے لوگ شرکت کرتے ہیں۔ بَدر تعجّب سے بولا: اچھا! لیکن یہ بتائیں کہ مدنی مذاکرے میں ہوتا کیا ہے؟ زُفَر: دعوتِ اسلامی کے بانی علّامہ محمد الیاس قادری صاحب مختلف سُوالات کے جوابات دیتے ہیں اور حسبِ موقع امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے۔ فیضانِ مدینہ کے صحن میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں یہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ وہاں زُفَر کے دوست صابر آملے، صابر فیضانِ مدینہ میں واقع جامعۃُ المدینہ میں عالِم کورس کر رہے تھے۔ بَدر: زُفَر بھائی! آپ مجھے امام حُسین کی سیرت کے بارے میں بتائیں گے؟ زُفَر: ضرور! لیکن میں نہیں بلکہ صابر، کیونکہ وہ درسِ نظامی کر رہے ہیں اور عالِمِ دِین بن رہے ہیں اور یقیناً ہم سے اچّھا جانتے ہوں گے۔ صابر: جیسے آپ کی مرضی، امام حسین ہمارے پیارے نبی محمدِ عَرَبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نواسے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہزادی حضرت فاطمہ زَہرہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں، امام حُسین ہجرتِ نبی کے چوتھے سال 5 شعبانُ المعظم کو مدینۂ منوّرہ میں پیدا ہوئے۔ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کا نام حُسین اور شَبیر رکھا اور آپ کے بڑے بھائی امام حَسَن رضی اللہ عنہ کی طرح آپ کو بھی جنّتی جوانوں کا سردار اور اپنا فَرزند یعنی بیٹا فرمایا۔ (سوانحِ کربلا، ص103) بَدر: صابر بھائی! محرَّم کے مہینے میں امام حسین رضی اللہ عنہ کو زیادہ یاد کیا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ صابر: اس کی وجہ "واقعۂ کربلا" ہے، ہوا یہ تھا کہ 60 ہجری میں یزید نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بیعت کے لئے اپنی حکومت کے تمام علاقوں میں خَط (Letters) بھیج دیئے۔ جب مدینہ کا گورنر امام حسین کے پاس آیا تو یزید کے ظُلم اور گناہوں بھرے کاموں کو دیکھتے ہوئے آپ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کردیا۔ جس کی وجہ سے یزید آپ کا دشمن ہوگیا اور اس کے حکم سے کُوفہ شہر کے قریب میدانِ کربلا میں 22 ہزار کی فوج آپ کے صرف 72 ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جمع ہوگئی۔ واقعۂ کربلا میں امام حُسین کے ساتھی ایک ایک کرکے راہِ خدا میں شہید ہوتے گئے، آخر کار 10 مُحَرَّم 61 ہجری جُمعہ کے دن نہایت بہادری اور ہمّت سے حق پر لڑتے ہوئے امام حُسین رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے مگر یزید جیسے نالائق حکمران کی بات نہیں مانی۔ بَدر: صابر بھائی! اللہ پاک آپ کا بَھلا کرے کہ آپ نے واقعۂ کربلا کے بارے میں بتایا، جس سے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی تکلیفوں پر صَبْر کرنا چاہئے۔ صابر: جی بالکل! دعوتِ اسلامی کے اجتماعات اور مدنی مذاکروں میں شرکت کرتے رہیں گے تو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ

جنتی جوانوں کے سردار

حیدر علی مدنی*

تمام اَنبیا کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشاد ہے: ”اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ“ یعنی حَسَن اور حُسین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔[1]

اچھے بچّو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جنّت میں کوئی بھی بوڑھا نہیں ہوگا بلکہ سب بوڑھے اور بچے جنّت میں 30 سال کے جوان ہوں گے۔[2] اور حسنینِ کریمین جوانی میں فوت ہونے والے اہلِ جنت کے سردار ہیں ورنہ جنت میں تو سبھی جوان ہوں گے۔[3]

پیارے بچّو! ماہِ محرّمُ الحرام کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے خاص نِسبت ہے کہ اس ماہ کی دس تاریخ کو آپ رضی اللہ عنہ کو ساتھیوں سمیت کئی روز کی بھوک اور پیاس کی شدت کے عالم میں شہید کر دیا گیا کیونکہ آپ نے ایک ظالم و فاسِق حکمران یزید کے آگے سَر جُھکانے سے انکار کر دیا تھا۔

پیارے بچّو! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پتا چلتا ہے کہ بڑی کامیابی کے لئے قُربانی بھی بڑی دینی پڑتی ہے اور کامیابی کے راستے میں پیش آنے والی تکالیف اور مصیبتوں پر ہمّت نہیں ہارنی چاہئے۔

اللہ پاک ہمیں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی سیرتِ پاک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) ترمذی، 5/426، حدیث:3793 (2) ترمذی، 4/254، حدیث:2571 (3) مراٰۃ المناجیح، 8/475 ملخصاً

کمزوری دُور کرنے کا نسخہ

دو چمچ چینی (بہتر ہے کہ براؤن شوگر) اور ایک چمچ سفید نمک، آدھے کلو پانی میں ڈال کر ابال لیجئے، ٹھنڈا ہو جانے کے بعد ایک گلاس پی لیجئے۔ جسم میں ہونے والی پانی کی کمی اور کمزوری اِن شآءَ اللہ دُور ہو جائے گی۔ مریضوں کی کمزوری دور کرنے کیلئے بھی یہ پانی مفید ہے۔ (شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق عمل کریں)

(گرمی سے حفاظت کے مدنی پھول، ص9)

نوٹ: ہر علاج اپنے طبیب کے مشورے سے کیجئے۔

بارش کے پانی سے گُردوں کے امراض کا علاج

گُردوں کی بیماری کے سبب پیشاب تھوڑا تھوڑا آتا ہو یا پیشاب میں جلن اور چبھن ہوتی ہو اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی ہو تو بارش کے پانی پر باوُضو ہر بار بِسْمِ اللہ شریف کے ساتھ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ گیارہ بار پڑھ کر دَم کر دیجئے اور دن میں چار بار (صبح ناشتے سے قبل، ظہر کے وقت، عصر کے بعد اور سوتے وَقت) تین تین گھونٹ وہ پانی پییں۔ ہر بار پینے سے پہلے سات بار دُرُودِ ابراہیم پڑھ لیجئے۔ اِن شآءَ اللہ گردے کی بیماری اور پیشاب کی جلن وغیرہ دُور ہو جائے گی۔ (بیمار عابد، ص32)

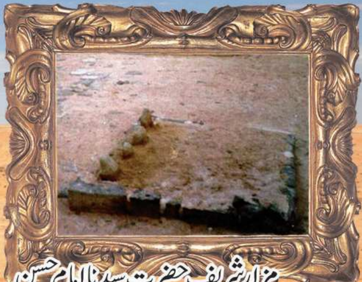

مزار شریف حضرت سیدنا امام حسن

امام حَسَن و حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور خوفناک اژدہا

روشن مستقبل
مَدَنی مُنّوں اور مَدَنی مُنّیوں کے لئے

مزار شریف حضرت سیدنا امام حسین

محمد بلال رضا عطاری مدنی*

امام حسن اور امام حسین لاپتا ہوگئے! دِن کا وقت تھا، مدینۂ مُنَوَّرہ میں ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے صحابۂ کِرام علیہمُ الرِّضوان کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اِتنے میں حضرت اُمِّ اَیْمَن رضی اللہُ تعالٰی عنہا گھبرائی ہوئی حاضِر ہوئیں اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک حسَنَینِ کرِیْمَین رضی اللہُ تعالٰی عنہُما لاپتا ہوگئے ہیں۔ یہ غمناک خبر سنتے ہی ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بے قراری کے عالَم میں صحابۂ کِرام علیہمُ الرِّضوان سے اِرشاد فرمایا: ”اُٹھو! میرے بیٹوں کو تلاش کرو!“ چنانچہ جس صحابی کا جس طرف رُخ تھا اُسی طرف تلاش میں نکل گئے۔

منہ سے آگ نکالنے والا خوفناک اژدَہا مَدَنی آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی ایک طرف تشریف لے گئے، چلتے چلتے ایک پہاڑ آگیا، جب اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک اَژدَہا (Dragon) اپنی دُم پر کھڑا ہے اور اُس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں جبکہ قریب ہی امام حَسَن اور امام حُسین رضی اللہُ تعالٰی عنہُما خوف کے مارے ایک دوسرے سے لپٹے کھڑے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تیزی سے اَژدَہے کی طرف بڑھے، اَژدَہے نے جیسے ہی اللہ کے رسول صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا تو ڈر کے مارے ایک پتّھر کے پیچھے چھپ گیا۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم امام حَسَن اور امام حُسین رضی اللہُ تعالٰی عنہُما کے پاس آئے، دونوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کیا اور اُن کے چاند سے چہروں پر دَستِ شفقت پھیرتے ہوئے اِرْشاد فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قُربان! تم دونوں اللہ پاک کے ہاں بہت عزّت و عظمت والے ہو۔ اِس کے بعد آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امام حَسَن اور امام حُسَین رضی اللہُ تعالٰی عنہُما کو اپنے ایک ایک کندھے پر سوار کرلیا۔ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عظیم کندھوں پر جنّتی نوجوانوں کے سرداروں کی سُواری کا یہ دِلکش منظر دیکھ کر قریب موجود صحابی حضرتِ سیّدنا سلمان فارِسی رضی اللہُ تعالٰی عنہ کہنے لگے: **اللہ کریم آپ دونوں کو بَرَکتیں عطا فرمائے، آپ حَضْرات کی سُواری کتنی اعلیٰ ہے۔** یہ سن کر پیارے آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: **یہ دونوں سُوار بھی تو بہت عمدہ ہیں اور اِن کے والِد** (یعنی حضرت علی شیر خدا کرَّمَ اللہُ تعالٰی وجہَہُ الکریم) **کا مقام تو ان دونوں سے بھی بڑا ہے۔**(1)

حکایت سے حاصل ہونے والے مَدَنی پھول

پیارے مَدَنی مُنّو اور مَدَنی مُنّیو! ❁ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم امام حَسَن اور امام حُسَین رضی اللہُ تعالٰی عنہُما سے بہت محبّت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے اللہ پاک! میں اِن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِنہیں اپنا پیارا بنالے“(2) نیز فرماتے تھے: ”حَسَن و حُسَین دنیا میں میرے 2 پھول ہیں“(3) ❁ ہمیں چاہئے کہ حسَنَینِ کرِیْمَین رضی اللہُ تعالٰی عنہُما بلکہ سبھی اَہْلِ بیتِ اَطْہار اور تمام صحابۂ کِرام علیہمُ الرِّضوان سے دِل و جان سے پیار کریں اور اِن حَضْرات کے صدقے اپنے لئے **”روشن مستقبل“** کی دُعا کیا کریں۔

کیا بات رضاؔ اُس چمنستانِ کَرَم کی
زَہرا ہے کلی جس میں حُسَین اور حَسَن پھول

(حدائقِ بخشش، ص79)

---

(1) ماخوذ از معجم کبیر، 3/65، حدیث: 2677 (2) مصنف عبد الرزاق، 10/164، حدیث: 4713 (3) ترمذی، 5/427، حدیث: 3795

دادی امّاں نے دلخراش واقعہ سنایا

ابو عبید عطاری مدنی*

دادی اماں کوئٹہ سے پشاور کیا آئیں گھر کا ہر فرد خوش تھا خاص طور پر کاشف، بلال اور ننھی عائشہ تو دادی کے پاس ہی بیٹھ گئے تھے، امی نے جیسے تیسے کرکے بچوں کو کمرے سے باہر نکالا تو دادی آرام کے لئے لیٹ گئیں۔ رات کھانا کھانے کے بعد تینوں بچے پھر دادی کے گرد جمع ہوگئے اور کہانی سنانے کی ضد کرنے لگے، **دادی** محرم کا مہینا شروع ہوچکا ہے، اس لئے آج تمہیں ایک سچی کہانی سناؤں گی، بچوں نے ایک آواز میں کہا: ہم ضرور سنیں گے۔ **دادی** سینکڑوں سال پہلے صحابیِ رسول حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے انتقال کے بعد یزید نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا، ایک آدمی نے اسے مشورہ دیا: سب لوگوں کو کہو کہ وہ تمہیں اپنا حاکم تسلیم کرلیں جو تمہاری بات مان لے تو ٹھیک ہے اور جو انکار کرے اسے قتل کردو، یزید کو یہ مشورہ پسند آیا اس نے لوگوں پر سختی کی تو بہت سارے لوگوں نے یزید کو اپنا حاکم مان لیا، یزید ایک نالائق آدمی تھا اس لئے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اسے حاکم ماننے سے انکار کردیا ان میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی شامل تھے۔ کوفہ کے رہنے والوں نے امام حسین کے پاس بہت سارے خط بھیجے اور کہا: ہماری جانیں آپ پر قربان ہیں آپ ہمارے پاس تشریف لے آیئے، ہم سب آپ کو حاکم مانتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پہلے اپنے چچا کے بیٹے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالٰی عنہما کو کوفہ بھیجا تاکہ دیکھ کر بتائیں کہ یہ لوگ اپنی بات میں کتنے سچے ہیں؟ اگر ان کی بات سچ ہوئی تو ہم کوفہ جائیں گے۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ کوفہ پہنچے تو 12 ہزار لوگوں نے ان کی بات ماننے کا یقین دلایا، حضرت مسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے امام حسین کو خط میں ساری تفصیل لکھ دی اور کہا: آپ کوفہ آجایئے، کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت مسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پکڑنے کا حکم دے دیا، یہ دیکھ کر کوفہ والوں نے حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ دیا حضرت مسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک گھر میں پناہ لے لی، ابن زیاد نے انہیں گرفتار کرلیا اور شہید کردیا۔ دادی سانس لینے کے لئے خاموش ہوئیں تو بچوں کے سوالات شروع ہوگئے، **کاشف** پھر کیا امام حسین کوفہ آگئے تھے؟ **دادی** امام حسین 3 ذوالحجہ کو 82 افراد کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور ابھی راستے میں تھے کہ حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر مل گئی، امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ہم تب تک واپس نہیں جائیں گے جب تک خون کا بدلہ نہ لے لیں یا پھر اس راہ میں قربان ہوجائیں گے۔ **بلال** کوفہ والوں نے امام حسین کو بلایا تھا اب تو انہوں نے خوب مدد کی ہوگی؟ **دادی** کوفہ کے لوگ بہت برے تھے انہوں نے امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنے پاس بلوایا لیکن ان کی کوئی مدد نہیں کی بلکہ دشمنوں کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کردیا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھی کم تعداد میں ہیں اور مقابلے میں بہت سارے لوگ ہیں تو انہوں نے بے عزتی والی زندگی گزارنے کے بجائے عزت سے مرنا پسند کیا۔ یزید کی 22 ہزار کی فوج کے سامنے 82 افراد تھے جن میں عورتیں بچے اور بیمار بھی تھے اور وہ بھی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے تھے دشمنوں نے لشکر والوں کا پانی تک بند کردیا مرد عورتیں بچے سب پیاس اور بھوک سے پریشان ہوگئے تھے امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھی ایک ایک کرکے راہِ خدا میں شہید ہونے لگے آخر کار 10 محرم 61 ہجری جمعہ کے دن نہایت بہادری اور ہمت سے لڑتے

ہوئے امام حسین رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوگئے مگر یزید جیسے نالائق حکمران کی بات نہیں مانی۔ **ننھی عائشہ** دادی! یزید کیا اچھا آدمی نہیں تھا؟ **دادی** یزید بہت بُرا آدمی تھا، گندے کام کرتا تھا، شراب پیتا تھا اور نمازیں قضا کرتا تھا۔ **بلال** یزید اتنا بُرا تھا تو دوسرے لوگوں نے یزید کو اپنا حاکم کیوں مانا تھا؟ **دادی** کچھ لوگوں نے اسے حاکم مان کر بڑے بڑے عہدے اور وزارتیں لے لیں اور اپنی جائیدادیں بنائیں جبکہ اچھے لوگوں نے اسے دل سے اپنا حاکم نہیں مانا تھا، اگر وہ ایسا نہ کرتے یزید انہیں قید میں ڈال دیتا ان پر ظلم کرتا اور انہیں قتل کر دیتا۔ **کاشف** امام حسین نے یزید کی بات کیوں نہیں مان لی؟ **دادی** امام حسین رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے دوستوں، گھر والوں بلکہ خود اپنی جان کو راہِ خدا میں پیش کر کے دینِ اسلام کو طاقت ور بنایا ہے۔ اگر امام حسین بھی یزید کی بات مان لیتے تو ہمیں دینِ اسلام کی خاطر قربانی دینے کا جذبہ کیسے ملتا، ہم یہ کیسے کہتے کہ ہمارے اندر ایسے بہادر افراد بھی ہونے چاہئیں جو ظلم کرنے والوں کے آگے ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں، مشکل اور پریشانی والے حالات میں دشمنوں کے سامنے سر نہ جھکائیں اور ہمت و بہادری کے ساتھ ان کے سامنے اپنا سینہ تان لیں۔ **بلال** دادی! میرا ایک دوست کہہ رہا تھا کہ یزید نے امام حسین رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کو شہید نہیں کیا تھا کیونکہ وہ تو وہاں موجود ہی نہیں تھا؟ **دادی** جو کچھ کربلا کے میدان میں اور اس کے بعد خاندانِ نبوت کے ساتھ ہوا وہ سب یزید کے حکم اور خوشی سے ہوا تھا اس لئے یزید اس واقعہ کا سب سے بڑا ذمہ دار ہے۔ میرے بچو! جو لوگ یزید کو اچھا کہتے ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ اور امام حسین رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دم بھرتے رہو کیونکہ جو دنیا میں جس سے محبت کرتا ہے کل آخرت میں اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ چلو بچو! اب کافی دیر ہوگئی ہے جلدی سے اپنے کمرے میں جاکر سو جاؤ پھر صبح فجر کی نماز بھی پڑھنی ہے۔

ہدیہ فی شمارہ: سادہ: 80 رنگین: 150

سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات:

سادہ: 1700 رنگین: 2500

ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)

12 شمارے رنگین: 1800 12 شمارے سادہ: 960

نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان میں مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات و شکایات کے لئے

Call: +9221111252692 Ext:9229-9231
Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

برسات کے پانی سے بیماریوں کا علاج

حضرتِ مولیٰ علی رضی اللہُ عنہ نے ایک بار فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص شِفا چاہے تو قراٰنِ عظیم کی کوئی آیت رِکابی میں لکھے اور بارش کے پانی سے دھوئے اور اپنی عورت سے اُس کے مَہر میں سے ایک دِرہم اُس کی خوشی سے لے اس کا شہد خرید کر پیئے کہ بیشک شِفا ہے۔ (مواہب لدنیہ، 3/48، فتاویٰ رضویہ، 23/155) ایک طبیب کا کہنا ہے: میں نے کئی مریضوں کو مختلف اَمراض میں شہد اور بارش کا پانی دیا ہے اسے دیگر نسخوں سے بڑھ کر نفع بخش پایا ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص 279)

نوٹ: ہر علاج اپنے طبیب کے مشورے سے کیجئے۔

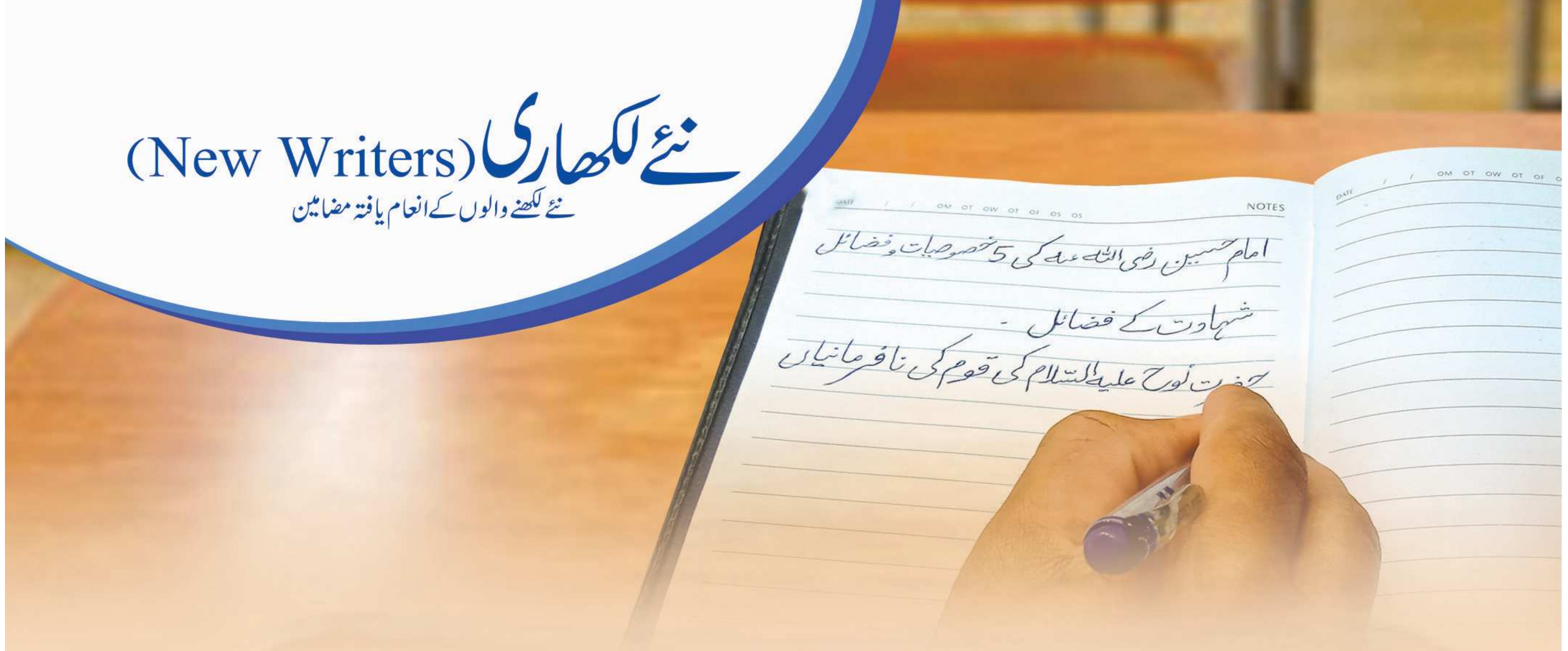

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

امام حسین رضی اللہُ عنہ کی 5 خصوصیات و فضائل

بنتِ عمران (کراچی)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت 5 شعبانُ المعظم 4 ہجری کو حضرت علی رضی اللہُ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا کے گھر مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ کا اسمِ مبارک حسین رکھا گیا۔ آپ کی کُنْیَت "ابوعبدُاللہ" اور آپ کے القاب "سِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰہِ" (یعنی رسولِ خدا کے نواسے) اور "رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل" (یعنی رسولِ خدا کے پھول) ہیں۔ آپ نے دس محرمُ الحرام 60 ہجری کو میدانِ کربلا میں باطل کو خاک میں ملا کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ امام عالی مقام کئی خصوصیات و فضائل کے حامل ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔

1 **بچپن ہی میں شہادت کی شہرت:** حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہُ عنہ کے بچپن ہی میں آپ کی شہادت کی خبر پھیل گئی تھی، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السّلام رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ امام حسین رضی اللہُ عنہ بھی حاضر بارگاہ ہوگئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل امین علیہ السّلام نے عرض کی: "آپ کی اُمّت آپ کے اس بیٹے کو شہید کردے گی۔" جبریل امین علیہ السّلام نے بارگاہِ رسالت میں مقامِ شہادت کا نام بتا کر مٹّی بھی پیش کی۔ (معجم کبیر، 3/108، حدیث:2817ماخوذاً)

2 **پیدائش کے بعد نبی پاک کی کرم نوازیاں:** امام حسین رضی اللہُ عنہ کی ایک خاص فضیلت یہ بھی ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ان پر قربان فرمایا چنانچہ مروی ہے کہ ایک روز حضور پُرنُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دائیں زانو مبارک پر امام حسین اور بائیں پر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السّلام نے حاضر ہو کر عرض کی: ان دونوں کو اللہ پاک حضور کے پاس (اکٹھا) نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرمالیجئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امام حسین رضی اللہُ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی، تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ کا وصال ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب آپ کو آتا دیکھتے تو بوسہ دیتے، سینے سے لگالیتے اور فرماتے: "فَدَیْتُ مَنْ فَدَیْتُهُ بِابْنِی اِبْرَاهِیمَ" یعنی میں اس پر قربان کہ جس پر میں نے اپنا بیٹا ابراہیم قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، 2/200)

3 **نورانی پیشانی و رخسار:** آپ کی ایک خصوصیت بیان کرتے ہوئے حضرت علّامہ جامی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امامِ عالی مقام سیّدُنا امامِ حُسین رضی اللہُ عنہ کی شان یہ تھی کہ جب اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کی مبارَک پیشانی اور دونوں مقدّس رُخسار (یعنی گال) سے انوار نکلتے اور قرب و جوار ضیابار (یعنی اطراف روشن) ہوجاتے۔

(شواہد النبوۃ فارسی، ص228)

4 **رنگ و جسامت میں نبیِّ پاک سے مشابہت:** آپ رضی اللہُ عنہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مشابہ تھے جیسا کہ حضرت علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا کرّم اللہُ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ ایسی ہستی کو دیکھے جو چہرے سے گردن تک سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے

زیادہ مُشابہ ہو وہ حَسَن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رنگ و جَسامت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے زِیادہ مُشابہ ہو وہ حُسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔ (معجم کبیر، 3/95، حدیث: 2768)

5 **یومِ عاشورہ کا آپ کی نسبت سے شہرت پانا:** اسلام میں یومِ عاشوراء یعنی 10 محرمُ الحرام کو بہت اہمیت حاصل ہے اس دن بہت سے واقعات رونما ہوئے مثلاً حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی کا کوہِ جودی پر ٹھہرنا، حضرت یونس علیہ السّلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ولادت، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت، حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور اُن کی قوم کا دریائے نیل سے پار ہونا اور فرعون کا اپنی قوم سمیت (دریائے نیل میں) غرق ہونا وغیرہ لیکن اس دن کو سب سے زیادہ شہرت اس بات سے ملی کہ اسی دن سیّدُنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے خاندان اور رفقاء کو بھوک اور پیاس کی حالت میں میدانِ کربلا میں نہایت بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ 10 محرمُ الحرام آپ کی شہادت کی نسبت سے بہت مشہور ہوگیا۔

شہادت کے فضائل

محمد شاف عطّاری (درجہ ثانیہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ عثمانِ غنی، کراچی)

شہید کی تعریف: شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطورِ ظلم کسی آلۂ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفسِ قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے، ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔ (بہار شریعت، 1/860 ملخصاً)

کارخانۂ قدرت کی طرف سے ہمیں جو معلّمِ باکمال بی بی آمنہ کے لعل صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عطا کئے گئے ہیں وہ اپنے امتیوں کو طرح طرح کی فضیلتیں اور برکتیں پانے کے مواقع عطا فرماتے ہیں جن میں سے ایک موقع شہادت کا بھی ہے۔ چنانچہ شہادت کے فضائل پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے:

1 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایسا کوئی نہیں جو جنّت میں داخل کیا جائے پھر وہ دنیا میں لوٹنا پسند کرے اگرچہ دنیا کی ہر چیز اسے ملے، سوائے شہید کے کہ وہ آرزو کرتا ہے کہ دنیا میں لوٹایا جائے اور پھر اسے دس بار شہید کیا جائے کیونکہ وہ شہید کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔ (بخاری، 2/259، حدیث: 2817)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ شہید تمنّا کرے گا کہ پھر مجھے دنیا میں بھیج کر شہادت کا موقع دیا جائے، جو مزہ راہِ خدا میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہ آیا۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/418)

2 پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی بارگاہ میں شہید کے لئے چھ خصلتیں ہیں، خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ سب سے بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ بڑی آنکھوں والی 72 حوریں اس کے نکاح میں دی جائیں گی اور اس کے ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی، 3/250، حدیث: 1669)

3 عام مردوں کی روح ملکُ الموت قبض کرتے ہیں اور شہیدوں کی روح خود رب تعالیٰ براہِ راست قبض فرماتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/409)

4 شُہَدَاء کی روحیں سبز پرندوں کے بدن میں جنّت میں سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

(شعب الایمان، 7/115، حدیث: 9686)

5 اگر حضراتِ انبیاء نبی نہ ہوتے تو شہداء ان کے برابر ہو جاتے مگر چونکہ وہ حضرات نبی ہیں اس وجہ سے وہ ان شہیدوں سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/463)

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں سبز گنبد کے سائے میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ اٰمین

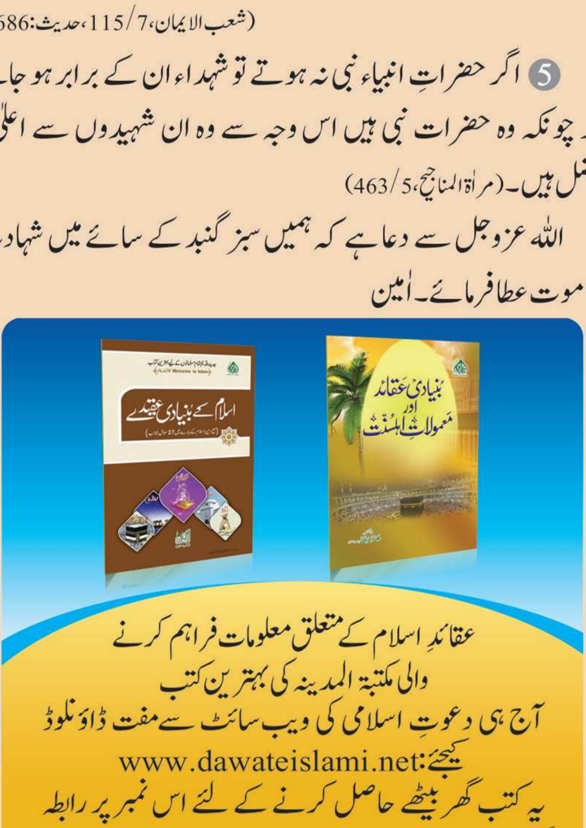

بچّوں کے لئے

کھچڑا کیوں پکایا؟

خضر حیات عطّاری مَدَنی*

گھر میں آج خُصُوصی طور پر کھچڑا [1] بنانے کی تیاری ہو رہی تھی، ننّھی مدیحہ نے اپنی امّی جان سے پوچھا: امّی جان! آج کھچڑا کیوں پکا رہے ہیں؟ امّی جان: آج 10 محرم الحرام ہے۔ اس دن ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے نَواسے حضرت سیّدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بہت سارے ساتھی میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے، ان کے ایصالِ ثواب کے لئے ہم بھی اپنے گھر میں نیاز کا اہتمام کر رہے ہیں۔ مدیحہ: امّی جان! یہ ”نیاز اور ایصالِ ثواب“ کیا ہوتا ہے؟ امّی جان: اِیصال کا مطلب ہے پہنچانا، یوں ایصالِ ثواب کا مطلب ہوا ثَواب پہنچانا، نیز اللہ کے نیک بندوں کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانے پینے کا جو اہتمام کیا جاتا ہے اسے ادب کی وجہ سے ”نَذْر و نیاز“ کہتے ہیں۔ مدیحہ: امّی جان! کیا صحابۂ کرام بھی ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے؟ امّی جان: جی ہاں! چنانچہ صحابیِ رسول حضرت سیِّدُنا سَعْد بن عُبادَہ رضی اللہ عنہ نے عَرْض کی: یَا رسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میری والدہ اِنْتِقال کر گئی ہیں، کون سا صَدَقہ افضل رہے گا؟ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”پانی“ چُنانچہ اُنہوں نے ایک کُنواں کُھدوایا اور کہہ دیا کہ یہ سَعْد کی ماں کے لئے ہے (یعنی اُمِّ سعد کے ثواب کے لیے ہے)۔ (ابو داؤد، 2/180، حدیث: 1681، مراٰۃ المناجیح، 3/105) اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ مُردوں کو ایصالِ ثواب کرنا بہت اچّھا کام ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سوال کیا کہ میری والدہ انتقال کر گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صَدَقہ کروں تو کیا اس کا انہیں فائدہ پہنچے گا؟ تو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے، میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گواہ بنا کر اسے اپنی فوت شُدہ ماں کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔ (ترمذی، 2/148، حدیث: 669)

امّی جان! فوت ہو جانے والوں کو ایصالِ ثواب کرنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ مدیحہ نے سوال کیا۔ امّی جان: آپ نے بہت اچّھا سوال کیا، سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ جتنے لوگوں کو ہم ایصالِ ثواب کرتے ہیں، اُن سب کے مجموعے کے برابر ہم کو بھی ثواب ملتا ہے۔ مثلاً کوئی نیک کام ہم نے کیا جس پر ہمیں دس نیکیاں ملیں اب ہم نے دس مُردوں کو ایصالِ ثواب کیا تو ہر ایک کو دس دس نیکیاں پہنچیں گی جبکہ ہمیں ایک سو دس اور اگر ایک ہزار کو ایصالِ ثواب کیا تو ہمیں دس ہزار دس نیکیاں ملیں گی۔ (بہار شریعت، 1/850 ماخوذاً) امّی جان! مدنی چینل پر تو بُزرگوں کے ایصالِ ثواب کے موقع پر جُلوس بھی نکالتے ہیں اور ساتھ میں مدنی نعرے بھی لگاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ مدیحہ نے سُوال کیا۔ امی جان: دَرأَصْل جلوس نکالنا اور مدنی نعرے لگانا ان پاکیزہ لوگوں سے محبت ظاہر کرنے کا ایک طریقہ ہے، اس کی وجہ سے ہماری تَوَجُّہ بھی اس طرف جاتی ہے کہ آج کس بزرگ کو ایصالِ ثواب کیا جا رہا ہے اور بچے تو ویسے بھی جلوس اور نعروں کو پسند کرتے ہیں۔

ہر صَحابیِ نبی جنّتی جنّتی — حَسَن و حُسین بھی جنّتی جنّتی

(1) اسے حلیم بھی کہا جاتا ہے۔

دیکھ حُسین نے دین کی خاطر سارا گھر قربان کیا

اُمِّ میلاد عطاریہ

سن 60 ہجری میں صحابیِ رسول، کاتبِ وحی حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوگیا اور اس نے اپنی بیعت لینے کے لئے سلطنت کے اطراف میں مکتوب روانہ کئے، مدینۂ طیبہ کے عامل نے جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے اس کے فِسق وظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا اور یہ جانتے ہوئے بھی بیعت سے انکار کردیا کہ یزید آپ کی جان کے درپے ہوجائے گا، آپ کی دیانت اور تقویٰ نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی جان بچانے کی خاطر نااہل کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور مسلمانوں کی تباہی، شرعی احکام کی خلاف ورزی اور اسلام کے نقصان کی پرواہ نہ کریں۔

دوسری طرف یزید یہ جانتا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے اسے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کا موقع میسّر نہیں آئے گا اس لئے اس نے زبردستی جنگ مسلّط کرکے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو میدانِ کربلا میں شہید کردیا۔[1]

انجام کی پرواہ کئے بغیر امام حُسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت سے انکار کردینا یقیناً دینِ اسلام کے لئے بہت بڑی قربانی تھی کیونکہ اگر آپ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرلیتے تو اسلام کا نظام دَرہَم بَرہَم ہوجاتا اور دینِ اسلام میں ایسا فساد برپا ہوجاتا جس کو دور کرنا بعد میں ناممکن ہوتا۔ یزید کی ہر بدکرداری کے جواز کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت سَنَد ہوتی اور شریعتِ اسلامیہ کا نقشہ بگڑ جاتا لیکن آپ نے دینِ اسلام کی بقا و سلامتی کے لئے اس فاسق کی بیعت کرنے کے بجائے ظلم وستم سہنے کو ترجیح دی۔

پیاری اسلامی بہنو! جو بھی دینِ اسلام کی خدمت کے راستے پر چلتا ہے اس پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے بادل سایہ فگن ہوتے ہیں، کوئی ظلم وستم کا نشانہ بنتا ہے تو کوئی لوگوں کے طعنوں کی زد میں آجاتا ہے۔ ممکن ہے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے کی مقدّس کوشش میں آپ کو بھی لوگوں کے طعنے سننے کو ملیں، کوئی سپارہ پڑھانے والی باجی تو کوئی ملّانی جیسے طنزیہ جملے کَس کر آپ کا دل دُکھائے یا بے پردگی سے بچنے پر طعنے دے مگر آپ نے لوگوں کے طعنوں کی پرواہ کئے بغیر حَسَنَینِ کریمین کے نانا جان پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لائے ہوئے دین کی خدمت کرنی ہے۔

خدانخواستہ کبھی لوگوں کے نارَوا سلوک کا سامنا ہو تو میدانِ کربلا میں ڈھائے جانے والے ظلم، حضرت شہربانو، حضرت زینب، حضرت سکینہ اور کربلا کے دیگر شُہَدا رضوان اللہ علیہم اَجمعین کی بیویوں اور ماؤں کے غم کو یاد کیجئے کہ جب ان خواتین نے اپنے پیاروں کو شہید ہوتے دیکھا ہوگا تو ان پر کیا گزری ہوگی! جب آپ اس ظلم کا تصور کریں گی تو یقیناً اس کے مقابلے میں اپنا درد بہت ہلکا محسوس ہوگا بلکہ بقولِ امیرِ اہلِ سنّت[2] کہ جب آپ اس منظر کو یاد کریں گی تو اپنی معمولی سی تکلیف کے احساس پر آپ کو خود ہی ہنسی آئے گی کہ کیا ہماری بھی کوئی تکلیف ہے!

لہٰذا صبر کا دامن تھامے اپنی مختصر سی زندگی کو شریعت وسنّت کے مطابق گزاریں، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہیں اور اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت دیتی رہیں۔

---

(1) واقعۂ کربلا کی تفصیل جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتابوں "آئینۂ قیامت" اور "سوانحِ کربلا" کا مطالعہ کیجئے (2) کربلا کا خونیں منظر، ص4۔

حُسینی قافلے کے شُرَکا

آصف اقبال عطاری مدنی

میدانِ کربلا میں بے مثال قربانیاں پیش کرکے امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور آپ کے رُفَقا نے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کیا، حسینی قافلے کے شُرَکا میں بنوہاشم کے سولہ، سترہ یا انیس افراد تھے۔(سیر اعلام النبلاء، 4/416تا426-الاستیعاب، 1/445ملخصاً) سوانح کربلا، صفحہ 128 پر ہے: امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ اہلِ بیت و دیگر کل 82 نُفُوس تھے جبکہ ایک قول کے مطابق یہ کاروانِ عشق 91 افراد پر مشتمل تھا جس میں 19 اہلِ بیت اور 72 دیگر جاں نثار تھے۔(تاریخ کربلا، ص269) حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: کربلا میں حسینی قافلہ بہتّر (72) آدمیوں پر مشتمل تھا۔(مرأۃ المناجیح، 3/387)

حسینی قافلے کے شُرَکا امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بے پناہ محبت کرتے اور اپنا تَن مَن دَھن آپ پر لٹانے کا بے مثال جذبہ رکھتے تھے اور بڑے بہادر و شجاع تھے۔ **امام زین العابدین علی اَوْسَط** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دورانِ سفر عرض کی: باباجان! جب ہم حق پر ہیں تو ہمیں موت کی کوئی پروا نہیں۔ (تاریخ الطبری، 9/216 ماخوذاً) اسی طرح ایک جانثار نے عرض کی: اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہے اور ہم اِس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں اور پھر آپ کی مدد و نصرت کے سبب ہمیں دنیا چھوڑنی پڑے تو ہم آپ ہی کا ساتھ دیں گے۔(تاریخ الطبری، 9/213) حسینی قافلے کے بعض شُرَکا تو بہت مشہور ہیں مثلاً علی اکبر، علی اصغر، عباس، حُر، قاسم، عَون، محمد رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن مگر بعض زیادہ شہرت نہیں رکھتے، جیسے حضرت سیدنا **عثمان بن علی المرتضٰی، ابوبکر بن امام حسن، عُمَر بن امام حسن** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم۔ **حضرتِ عثمان بن علی** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آگے آگے رہ کر خود کو اُن کی ڈھال بنائے رکھا، یزید اَصْبَحِی نے آپ کو تیر مار کر زخمی کیا پھر آپ کا مبارک سَر تَن سے جدا کیا اور اپنے لیڈر سے ذلیل دنیا کا انعام لینے پہنچ گیا۔(الاخبار الطوال، ص379 ماخوذاً) شِمْر بن ذی الجَوْشَن نے کربلا میں حسینی لشکر کے بعض جاں نثاروں کو اَمان دینے کی بات کی تو انہوں نے یہ کہہ کر اَمان کو ٹھکرا دیا کہ تجھ پر اور تیری اَمان پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو کہ تو ہمیں اَمان دیتا ہے اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیٹے (امام حسین) کے لئے کوئی اَمان نہیں۔ (تاریخ الطبری، 9/224) **حضرت ابوبکر بن حسن** رضی اللہ تعالٰی عنہ کربلا میں شہید ہوئے جو عبداللہ بن عقبہ غَنَوِی کے تیر کا نشانہ بنے۔ (الاخبار الطوال، ص379) قیدی بنائے جانے والے بچوں میں ایک چار سال کے شہزادے حضرت **عُمَر بن حسن** رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے۔ (الاخبار الطوال، ص380) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے **عُمَر** نامی دو شہزادے تھے ایک نے کربلا میں شہادت پائی اور دوسرے قید ہوئے۔(سوانح کربلا، ص126تا127) خاندانِ علی میں عام طور پر **ابوبکر، عُمَر، عثمان** اور **عائشہ** نام رکھے جاتے تھے۔ جن پانچ بیٹوں سے مولا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم کی اولاد چلی اُن میں سے ایک کا نام **عمر** رضی اللہ تعالٰی عنہ تھا، جن کا 85 برس کی عمر میں مقامِ یَنْبُع میں وصال ہوا جبکہ ایک بیٹے حضرت سیدنا **ابوبکر** رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے جنہوں نے کربلا میں شہادت پائی۔(الکامل فی التاریخ، 3/262تا263)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا مضمون سے اہلِ بیتِ اَطہار کی صحابۂ کرام سے مَحبّت کا دَرس بھی ملتا ہے۔ یہ خلفائے راشدین سے محبت ہی تھی کہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اپنی اولاد کے نام ان کے نام پر رکھے، اسی طرح حضرت سیّدنا امام زین العابدین علی اَوْسَط رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دو بیٹوں کے نام **عُمَر** اور **عثمان** تھے، امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک شہزادی **عائشہ** نام کی تھیں، امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تین بچوں کے اسمائے گرامی **عُمَر، ابوبکر** اور **عائشہ** تھے اور یوں ہی امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام **عائشہ** تھا۔ (طبقات الکبریٰ، 5/163، سیر اعلام النبلاء، 8/251، تہذیب الکمال، 7/403 وغیرہا)

میدانِ کربلا

آصف جہانزیب عطاری مدنی

میدانِ کربلا 10 محرم الحرام 61ھ میں تاریخِ اسلام کا ایک اِنتہائی دَرْدْناک واقعہ پیش آیا کہ جب خاندانِ اہلِ بیت اور ان کے جاں نثار رُفقا کو یزیدی لشکر نے بھوک پیاس کی حالت میں شہید کر دیا۔ جہاں یہ تاریخی واقعہ رُونما ہوا اس جگہ کا نام ”کربلا“ ہے۔ کربلا نَجَف سے 80 کلو میٹر اور بغداد سے 103 کلو میٹر کے فاصلے پر نہرِ فرات کے قریب واقع ہے جبکہ کوفہ سے تقریباً 75 کلو میٹر دور ہے۔ پہلے یہ صحرا تھا لیکن اب یہ ملکِ عراق کا شہر ہے۔

کربلا کی لغوی و تاریخی حیثیت کربلا دو الفاظ ”کَرْب و بَلا“ سے مرکب ہے۔ (فیروز اللغات، ص 1060) کچھ اہلِ لغت نے کہا کہ یہ ”کَرْبَل (چھانی ہوئی گیہوں)“ یا ”کَرْبَلَۃٌ (دلدلی زمین)“ سے ماخوذ ہے اس لئے کہ وہاں کی زمین کنکروں سے خالی اور نرم ہے۔ ایک قول کے مطابق ”کَرْبَل“ ایک جڑی بوٹی کا نام ہے جو وہاں اُگتی تھی اس لئے اس جگہ کا نام کربلا پڑ گیا۔ (معجم البلدان، 4/125 ماخوذاً) احادیث مبارکہ میں اس جگہ کا ذکر ”نینویٰ“ اور ”طُف“ کے ناموں سے بھی آیا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، 21/146، حدیث: 38522، معجم کبیر، 3/106، حدیث:3813)

اسلام میں کربلا کی اہمیت اسلامی تاریخ میں اس مقام کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے متعلق بعطائے الٰہی غیب کی خبریں ارشاد فرمائیں چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السَّلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور خبر دی کہ آپ کی امت آپ کے بعد آپ کے اس شہزادے (حضرت سیدنا امام حسین) کو کربلا نامی مقام پر شہید کر دے گی، پھر شہادت گاہ کی مٹی حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پیش کی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے سونگھا اور فرمایا: ”رِیْحُ کَرْبٍ وَبَلَاءٍ“ یعنی (اس میں سے) بے چینی اور بلا کی بُو آتی ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص330 ملخصاً، تاریخ ابن عساکر، 14/193) پھر نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ مٹی اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو دی اور فرمایا: جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جان لینا کہ حسین شہید ہو گیا۔ (معجم کبیر، 3/108، حدیث: 2817- 2819 مفہوماً)

مولا علی کا میدانِ کربلا سے گزر منقول ہے کہ جب امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم کا کربلا سے گزر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: یہاں ان کی سواریاں بٹھائی جائیں گی، یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے اور یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے۔ (الصواعق المحرقۃ، ص193 ملخصاً) جب امام عالی مقام کو دشمنوں نے گھیر لیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوچھا: اس جگہ کا کیا نام ہے؟ جواب ملا: کربلا، تو آپ نے فرمایا: بے شک نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سچ فرمایا تھا کہ یہ کرب و بلا کی زمین ہے۔ (معجم کبیر، 3/108، حدیث: 2812 ملخصاً)

شہدائے کربلا کے مزارات واقعۂ کربلا کے بعد قبیلۂ غاضِریہ کے لوگوں نے شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالٰی علیہم اَجْمعین کی تدفین کی۔ (الکامل فی التاریخ، 3/433)

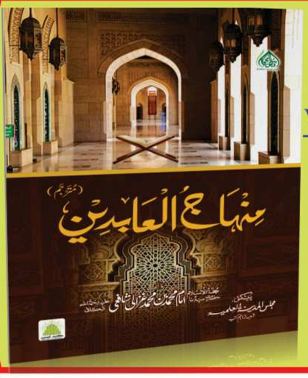

دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ
www.dawateislami.net
پر اپلوڈ (Upload) ہونے والی
”المدینۃ العلمیۃ“ کی کتاب
ڈاؤن لوڈ (Download)
کر کے پڑھئے۔

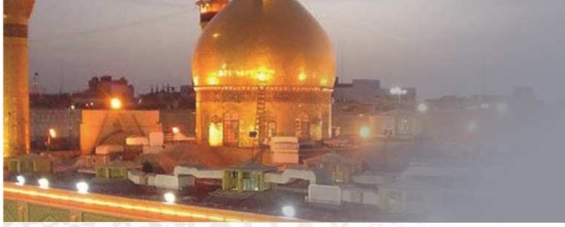

محرمُ الحرام کے اہم واقعات ایک نظر میں

یکم مُحرّمُ الحرام یومِ عمر فاروقِ اعظم	امامُ العادِلین، غَیظُ المُنافِقین، مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِین، خلیفۂ دُوُم، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین یکم (1st) محرمُ الحرام 24ھ کو کی گئی۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440 اور 1441ھ)
10 مُحرّمُ الحرام واقعۂ کربلا	نواسۂ رسول، راکبِ دَوشِ مصطفےٰ، امامِ عالی مقام حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رُفقا کو 10 محرمُ الحرام 61ھ کو میدانِ کربلا میں شہید کیا گیا۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440 اور 1441ھ)
14 مُحرّمُ الحرام یومِ وِصال مفتیِ اعظم ہند	شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حُضور مفتیِ اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نُوری رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 14 مُحرّمُ الحرام 1402ھ کو بریلی شریف ہند میں ہوا۔ (جہانِ مفتیِ اعظم ہند، ص130)
18 مُحرّمُ الحرام یومِ وصال مفتیِ دعوتِ اسلامی	دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے (مرحوم) رُکن، مفسرِ قراٰن، مفتیِ دعوتِ اسلامی، حافظ حاجی محمد فاروق عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 18 محرمُ الحرام 1427ھ کو ہوا۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 اور 1440ھ)
مُحرّمُ الحرام 14 یا 15ھ جنگِ قادِسِیَّہ	حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مُحرّمُ الحرام 14 یا 15ھ میں "جنگِ قادسیہ" رونما ہوئی، جس میں کم و بیش 10 ہزار سے زائد مسلمانوں نے تقریباً ایک لاکھ 20 ہزار ایرانی کفار سے 4 دن تک مقابلہ کیا، اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیمُ الشّان فتح ونُصرت عطا فرمائی۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/668تا676)

اللہ پاک کی ان سب پر رحمت ہو اور ان سب کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سوال: میدانِ کربلا میں امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سب سے پہلے شہید ہونے والے کون تھے؟

جواب: حضرت سیّدنا مُسلم بن عَوسَجہ رضی اللہ عنہ۔ (البدایۃ والنھایۃ، 5/689)

سوال: وہ کون خوش نصیب ہیں جو میدانِ کربلا میں یزیدی لشکر سے نکل کر حُسینی لشکر میں شامل ہوئے تھے؟

جواب: حضرت سیّدنا حُر رحمۃ اللہ علیہ۔ (الکامل فی التاریخ، 3/421)

سوال: حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے کون سے شہزادے میدانِ کربلا میں سب سے پہلے شہید ہوئے تھے؟

جواب: حضرت سیّدنا علی اکبر بن حُسین رضی اللہ عنہما۔

(البدایۃ والنھایۃ، 5/693)

سوال: 10 محرم کو اِثْمَد سرمہ لگانے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اس دن (10 محرم کو) اپنی آنکھوں میں اثمد سرمہ لگائے گا اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (شعب الایمان، 3/367، حدیث: 3797)

سوال: اُمُّ المومنین حضرت سیّدَتُنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد مکّے میں عورتوں میں سے کس نے اسلام قبول کیا؟

جواب: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چچی، حضرت سیّدَتُنا لُبابہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا نے۔ (طبقات ابن سعد، 8/217)

سوال: حبرُ الاُمّۃ کن کا لقب ہے؟

جواب: حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا۔

(اسد الغابہ، 3/296)

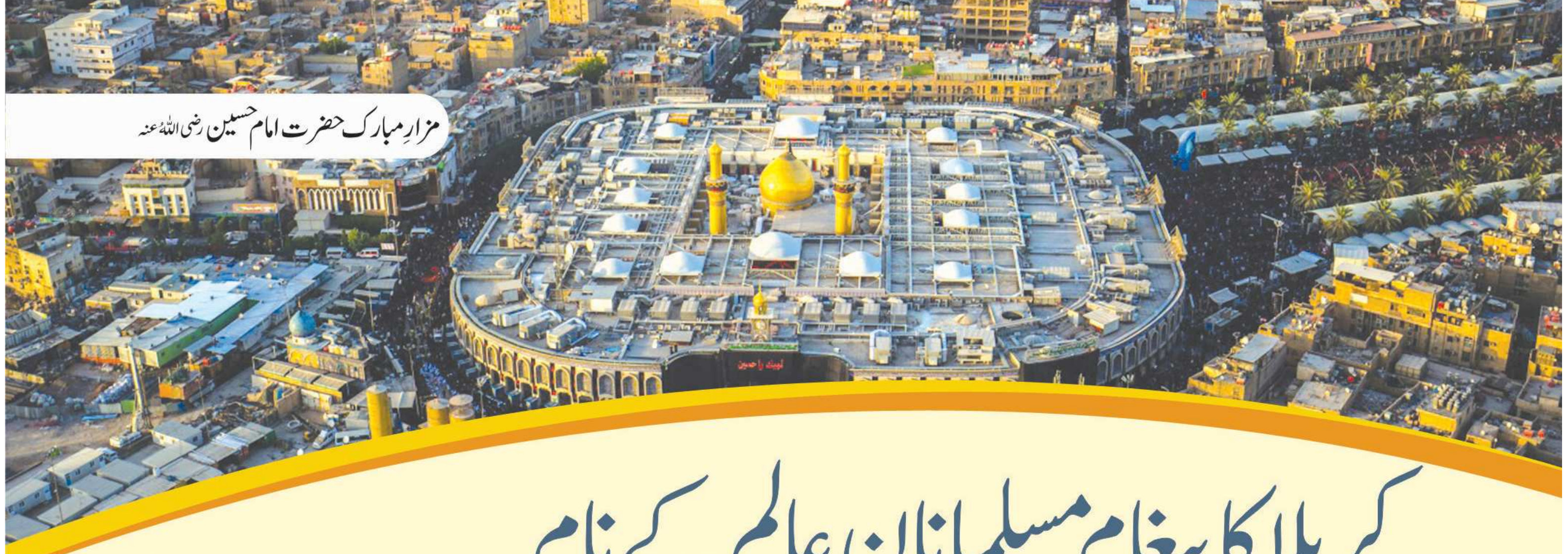

مزارِ مبارک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کربلا کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام

مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی*

حق و باطل کا آمنا سامنا تخلیقِ آدم سے ہی چلا آرہا ہے، جب اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو ابلیس نے تکبر میں آکر مخالفت کی، نتیجۃً ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعین، مردود اور جہنمی ٹھہرا، حضرت آدم علیہ السّلام کے دنیا میں تشریف لانے سے آج تک ہزاروں ایسے محاذ ہوئے جن میں نظریاتی، فکری اور عملی طور پر حق و باطل ایک دوسرے کے مدمقابل آئے، اللہ کریم نے حق کو فتح عطا فرمائی اور باطل جلد یا بدیر ہر بار ذلیل و رُسوا ہوا، انہی معرکوں میں سے ایک بہت دردناک اور تاریخِ اسلام کا ایک اہم ترین معرکہ میدانِ کربلا کا ہے، یہ معرکہ حق و باطل کا ایک ایسا معرکہ تھا کہ تب سے آج تک حق کے لئے حسینیت اور باطل کے لئے یزیدیت کا نام بولا اور لکھا جانے لگا ہے۔ امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہلِ کوفہ کے مسلسل خُطوط بھیجنے اور بلانے کے بعد جب کوفہ پہنچے اور پھر اہلِ کوفہ کی بے وفائی اور یزیدیوں کی شقاوت و لالچ دنیا کے سبب معرکہ کربلا رونما ہوا جس میں خانوادہ نبوی اور دیگر جاں نثاروں پر مشتمل مٹھی بھر قافلے کو یزیدیوں نے انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا، قربان جایئے ان نفوسِ قدسیہ کی حق پرستی پر کہ جان دے دی، گھر لٹا دیا، اپنی آنکھوں سے جگر کے ٹکڑوں کی شہادت کا دردناک منظر دیکھنا تو برداشت کرلیا لیکن باطل کے سامنے جھکنا گوارا نہ کیا۔

دینِ اسلام کے لئے یہ جو اتنی بڑی قربانی دی گئی اور امامِ عالی مقام نے اپنے ہاتھوں سے اپنے خاندان کے نوجوان شہداء کے زخموں سے چُور لاشے اٹھائے، اس سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ

1 خدمتِ دین اور دعوتِ دین میں کبھی بھی پس و پیش کا شکار نہ ہونا بلکہ جب بھی موقع میسر آئے دین کے نام پر چل پڑنا اور دین کی سربلندی کے لئے ہر جائز کوشش کرنا۔

2 دین کی حفاظت میں اپنے احباب، گھربار بلکہ اپنی جان بھی راہِ خدا میں نذرانہ کرنا پڑے تو پیچھے مت ہٹنا بلکہ آگے بڑھ کر دین کی حفاظت کے لئے حق و باطل کے درمیان مضبوط دیوار کی مانند کھڑے ہو جانا اور ہر خواہش و آسائش کے مقابلے میں دین و ایمان ہی کو ترجیح دینا۔

3 اگر دنیا کی اس مختصر سی زندگی پر مصائب و آلام اور تکالیف کے تاریک بادل بھی چھا جائیں تب بھی احکامِ خداوندی سے غفلت مت برتنا بلکہ شریعت پر عمل کی شمع سے ان تاریکیوں کو کافور کرنا۔

4 نماز کی پابندی ہر حال میں کرنا، گھر میں ہو یا سفر میں، امن میں ہو یا میدانِ جنگ میں، ہر صورت پیشانی کو بارگاہِ خدا میں جھکنے کا عادی رکھنا۔

5 خدمتِ دین کی راہ میں مصائب و تکالیف رُوبرُو ہوں

تو اس سے گھبرا کر زبان پر شکوہ و شکایت نہ لانا بلکہ ”اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی“[1] پر کاربند رہنا۔

6 جو وعدہ کرنا اس پر بے وفائی کا داغ نہ لگنے دینا بلکہ اس پر تکمیل و وفا کی مہر لگانا۔

7 اسلام و ایمان کی لازوال نعمت پا کر جھوٹ، غیبت، دھوکا، فریب، ظلم اور حقوق اللہ و حقوق العباد کے ضائع کرنے کا طوق گلے میں نہ ڈالنا۔

8 دینِ اسلام ایک پُرامن دین ہے اس لئے کسی پر ظلم نہ کرنا، یہاں تک کہ جانوروں پر بھی شفقت رکھنا۔ ہاں! اپنی جان و عزت کی حفاظت کے لئے تدابیر ضرور کی جائیں۔

9 مسلمان کا شیوہ محبتِ قراٰن اور عادتِ قراءتِ قراٰن ہے نہ کہ تلاوتِ قراٰن سے دوری، نیزے پر بلند سرِ حسین کی تلاوت کو یاد رکھنا۔

10 خاص کر خواتین کے لئے اس میں پیغام ہے کہ مصائب و آلام کے پہاڑ ہی کیوں نہ ٹوٹ پڑیں پھر بھی نوحہ و واویلہ اور کوئی غیر شرعی عمل نہ کرنا بلکہ مستوراتِ خاندانِ نبوت کے غم اور طرزِ عمل کو پیشِ نظر رکھنا کہ ان ہستیوں نے یہ سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر بھی انہوں نے نہ نوحہ کیا، نہ سینہ کوبی کی، نہ بال بکھیرے اور نہ ہی بے پردگی کا مظاہرہ کیا بلکہ صبر کیا اور ”مرضیِ مولیٰ اَز ہمہ اَولیٰ“ (یعنی مالک کی رضا سب سے بہتر ہے) کی خاموش صدائیں بلند کیں۔

اللہ کریم ہمیں شہدائے کربلا کے احسانِ عظیم کو یاد رکھنے اور ان کی سیرت و کردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

(1) صبر پہلے صدمے کے وقت ہوتا ہے۔ (بخاری، 1/441، حدیث: 1302) یعنی جس وقت مصیبت و آزمائش کا سامنا ہو اس وقت ہی صبر کرنا ہوتا ہے کیونکہ بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

مرحومین کے ساتھ بھلائی

مولانا ابو محمد عطّاری مدنی*

دینِ اسلام کی روشن تعلیمات میں جس طرح زندگی میں دوسروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے، دوسروں کا بھلا کرنے، سوچنے اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کا درس ملتا ہے، اسی طرح دنیا سے چلے جانے والے مرحوم مسلمانوں کے ساتھ بھی بھلائی کا درس ملتا ہے۔ یہ اسلام کی روشن تعلیمات کا حُسن ہے کہ مسلمان اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، عزیز و

اقارب اور دیگر مسلمانوں کے لئے ان کی زندگی میں اور انتقال کے بعد دُعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کے ذریعے وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب اسلام کی ایک ایسی بہترین خوبی ہے جس کی بدولت زندوں کو بھی اجر ملتا ہے اور مرحومین بھی اس کی برکت سے عذابِ قبر سے نجات اور راحت و سکون پاسکتے ہیں۔ قراٰنِ کریم میں بھی مسلمانوں کا اپنے لئے اور اپنے سے پہلے والے مسلمانوں کے لئے بخشش کی دُعا کرنے کا ذکر موجود ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾

ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ28، الحشر:10) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: زندوں کا ہدیہ (یعنی تحفہ) مُردوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنا ہے۔ (شعب الایمان، 6 / 203، حدیث: 7905)

ایک حدیثِ پاک میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ماں باپ کی طرف سے نفلی خیرات کرکے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ اللہ پاک کے آخری نبی مکّی مدنی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے (یعنی خیرات کرنے والے کے) ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں آئے گی۔ (شعب الایمان، 6 / 205، حدیث: 7911)

پیارے اسلامی بھائیو! قراٰن و حدیث سے ایصالِ ثواب کا جائز بلکہ مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب کرنے کے مختلف طریقے ہیں جن پر مسلمان زمانۂ قدیم سے عمل کرتے آرہے ہیں۔ آئیے! ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے پڑھتے ہیں۔

بغیر مال خرچ کئے ایصالِ ثواب کے چند طریقے: 1 زندہ و مُردہ سب کے لئے بخشش کی دعا کرنا 2 نماز 3 روزہ 4 اعتکاف 5 قراٰنِ پاک کی تلاوت (مثلاً سُورۂ یٰسٓ، سُورۂ مُلک، سُورۂ فاتحہ، آیۃُ الکُرسی، سُورۂ اِخلاص وغیرہ یا پورا قراٰنِ کریم) 6 ذِکْرُ اللہ (کلمۂ طیبہ، سُبْحٰنَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللہُ اَکْبَرُ وغیرہ) 7 دُرود شریف 8 درس 9 بیان 10 نیکی کی دعوت 11 نمازِ فجر کے لئے جگانا 12 دینی کتاب کا مطالعہ کرنا 13 دینی کاموں کے لئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔

مال خرچ کرنے کے ذریعے ایصالِ ثواب کے چند طریقے:
1 ایصالِ ثواب کی نیّت سے صدقہ و خیرات کرنا 2 حج کرنا 3 کسی عالِم یا طالبِ علم کو کتابیں دِلانا 4 کُتب و رَسائل خرید کر تقسیم کرنا 5 کسی بیمار کا علاج کروا دینا 6، 7 کسی غریب کو راشن یا کپڑے دلا دینا 8 کسی کی جائز ضرورت پوری کرنا 9 پانی کا نل یا موٹر لگوا دینا 10، 11، 12 مسجد، مدرسہ، جامعہ وغیرہ بنوانا یا ان کی تعمیرات میں حصہ لینا 13 مسلمانوں کو کھانا کھلانا وغیرہ۔

ایصالِ ثواب کب کرنا چاہئے؟ ایصالِ ثواب کسی بھی وقت کرسکتے ہیں اور کوئی دن یا کوئی وقت خاص کرکے بھی کرسکتے ہیں جبکہ اسے فرض یا واجب نہ سمجھتے ہوں، جیسے ہمارے یہاں تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، گیارھویں و بارھویں شریف، یومِ صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم و عثمانِ غنی و علیُّ المرتضیٰ و حسنینِ کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین اور دیگر بزرگانِ دین کے عرس وغیرہ کے موقع پر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بُزرگانِ دین اور اپنے مرحومین کے لئے خوب خوب ایصالِ ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

(ایصالِ ثواب کے بارے میں مزید جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کا رِسالہ "فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ" پڑھئے)

صبر

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ(۱۵۴) وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ-وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ(۱۵۵)﴾

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔ اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔ (پ2، البقرۃ:154، 155)

اس سے پچھلی آیت میں فرمایا گیا ہے: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو، بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (پ2، البقرۃ:153) اس آیت سے صبر کرنے والوں کی ایک عظیم قسم یعنی شہید کے متعلق بیان ہے۔ آدمی شہید ہو کر دنیاوی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے جو ظاہراً ایک افسوس ناک چیز ہے لیکن فرمایا گیا کہ شہید تو فانی زندگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرکے دائمی زندگی حاصل کرلیتا ہے لہٰذا افسوس کس بات کا؟ یہ بات تو قطعی ہے کہ شہداء زندہ ہیں لیکن ان کی حیات کیسی ہے اس کا ہمیں شعور نہیں اسی لئے ان پر شرعی احکام عام میت کی طرح ہی جاری ہوتے ہیں جیسے قبر، دفن، تقسیم میراث، ان کی بیویوں کا عدت گزارنا، عدت کے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرسکنا وغیرہ۔

اس آیت میں شہید کو زبان سے مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ دوسری جگہ انہیں دل میں مردہ سمجھنے سے بھی منع کردیا گیا چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ(۱۶۹)﴾ اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (پ4، آل عمرٰن:169)

موت کے بعد اللہ تعالیٰ شہیدوں کو زندگی عطا فرماتا ہے، ان کی روحوں پر رزق پیش کیا جاتا ہے، انہیں راحتیں دی جاتی ہیں، ان کے عمل جاری رہتے ہیں، ان کا اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے بدن میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ (شعب الایمان، 7/115، رقم:9686)

نبیِّ کریم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اہلِ جنّت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے ابنِ آدم! تو نے اپنی منزل و مقام کو کیسا پایا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! بہت اچھی منزل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو مانگ اور کوئی تمنا کر۔" وہ عرض کرے گا: میں تجھ سے اتنا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے اور میں دس مرتبہ تیری راہ میں شہید کیا جاؤں۔ (وہ یہ سوال اس لئے کرے گا) کہ اس نے شہادت کی فضیلت مُلاحظہ کرلی ہوگی۔ (سنن نسائی، 3/343، حدیث:3160)

آیت نمبر 155 میں فرمایا کہ "اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے

آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو"۔ (پ2، البقرۃ:155) آزمائش سے فرمانبردار اور نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ امام شافعی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے بقول خوف سے اللہ تعالٰی کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ اموات ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے کیونکہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے۔

آزمائشیں اور صبر زندگی میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو کبھی مرض سے، کبھی جان و مال کی کمی سے، کبھی دشمن کے ڈر خوف سے، کبھی کسی نقصان سے، کبھی آفات و بلیات سے اور کبھی نت نئے فتنوں سے آزماتا ہے اور دینِ اسلام پر عمل کرنا اور اس کی دعوت دینا تو خصوصاً وہ راستہ ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، اسی سے فرمانبردار و نافرمان، محبت میں سچے اور محبت کے صرف دعوے کرنے والوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اپنی قوم سے تکالیف اٹھانا، ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا آگ میں ڈالا جانا، فرزند قربان کرنا، ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بیماری میں مبتلا کیا جانا، ان کے مال و اولاد ختم کر دیا جانا وغیرہا یہ سب آزمائشوں پر صبر ہی کی مثالیں ہیں جن میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت یا تکلیف آئے تو بے صبری نہ کریں بلکہ صبر کریں اور اللہ تعالٰی کی رضا پر راضی رہیں۔ تکالیف میں صبر پر بہت ثواب ہے رسولِ کریم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "مسلمان کو جو تکلیف، رنج، ملال اور اذیت و غم پہنچے، یہاں تک کہ اس کے پیر میں کوئی کانٹا ہی چبھے تو اللہ تعالٰی ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔"

(بخاری، 4/3، حدیث:5641)

مصیبت پر صبر کی صلاحیت حاصل کرنے کے طریقے

صبر کی صلاحیت پانے کے طریقے یہ ہیں: (1) تکلیف کے وقت فوراً اللہ تعالٰی کی طرف رجوع کریں جیسے قرآن مجید میں فرمایا کہ مصیبت پہنچنے پر صابرین کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (پ2، البقرۃ:156) بارگاہِ الٰہی کی طرف رجوع کرنے سے ہمت و حوصلہ بڑھ جاتا ہے اور مصیبت کم نظر آنا شروع ہو جاتی ہے۔ (2) آدمی صبر کے ثواب پر نظر رکھے جیسے صابرین کی فضیلت میں فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے بخششیں اور رحمت ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔" (پ2، البقرۃ:157) نیز فرمایا: صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔ (پ23، الزمر:10) (3) صابرین کی سیرت پڑھے جیسے "حضرت فتح موصلی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی زوجہ پھسل گئیں تو ان کا ناخن ٹوٹ گیا، اس پر وہ ہنس پڑیں، ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو درد نہیں ہو رہا؟ انہوں نے فرمایا: "اس کے ثواب کی لذّت نے میرے دل سے درد کی تلخی کو زائل کر دیا ہے۔" (احیاء العلوم، 4/172) (4) مصیبت آتے ساتھ ہی صبر کی طرف ذہن لے جائے کہ "صبر صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔" (بخاری، 1/433، حدیث:1283) (5) جو چیزیں اپنے اختیار میں ہیں انہیں استعمال میں لائے مثلاً زبان سے دعا کرے، کلماتِ حمد ادا کرے کہ بے صبری کے انداز سے بچے، جیسے زبان سے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں شکوہ و شکایت کے کلمات بولنا، سینہ پیٹنا اور گریبان چاک کر لینا وغیرہ۔ صبر کی بہترین صورت یہ ہے کہ مصیبت زدہ پر مصیبت کے آثار ظاہر نہ ہوں یہ صبرِ جمیل ہے۔

سیّدنا امامِ حسین رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی شان و عظمت اس لئے بھی انتہائی بلند ہے کہ میدانِ کربلا میں آپ پر جان، مال، اولاد، بھوک، پیاس، خوف وغیرہا سب آزمائشیں اکٹھی آئیں اور آپ تمام آزمائشوں میں سرخ رُو ہوئے اور رضائے الٰہی پر راضی رہے، زبان سے حمدِ الٰہی بجالاتے رہے اور اتنی تکالیف میں ایک لفظ بھی بے صبری کا ادا نہ کیا حتی کہ سجدے کی حالت میں اپنی جان کا نذرانہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اعجاز نواز عطاری مدنی

جلیلُ القدر صحابیِ رسول، کاتبِ وحی اور اسلام کے پہلے سلطان حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا رجبُ المُرَجّب 60 ہجری میں وِصال ہوا، ان کے بعد یزید تختِ سلطنت پر بیٹھ گیا۔ یزید پلید گانے باجے کے آلات بجانے، شراب نوشی کرنے، راگ اَلاپنے، کتّے پالنے، مینڈھوں، ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا، وہ ہر صبح نشے میں ہوتا۔(البدایہ والنہایہ،5/749)

صدرالافاضل مولانا سیّد نعیم الدّین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادِی لکھتے ہیں کہ یزید بد خُلق، تُند خُو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا، اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آجائے۔ مَحرَمات (جن سے نکاح حرام ہوتا ہے) کے ساتھ نکاح اور سود وغیرہ مَنْہِیّات(یعنی حرام چیزوں) کو اس بے دِین نے عَلانیہ رَواج دیا، مدینۂ طیبہ و مکّۂ مکرّمہ کی بے حرمتی کرائی۔(سوانحِ کربلا، ص112 ملخصاً) **امامِ عالی مقام نے بیعت سے انکار کردیا** مدینۂ طیبہ کا عامِل جب یزید کی بیعت لینے کیلئے امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کے فِسق وظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا اور بیعت سے انکار فرمایا۔(سوانحِ کربلا، ص114) کوفہ کی طرف سفر کے دوران امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مقامِ قادِسیہ پر ایک خطبہ دیا جس میں یزید اور یزیدیوں کے مَظالم کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے کسی ظالم حکمران کو دیکھا جو اللہ کے حرام کردہ کو حلال کررہا ہے اور اس کے عہد کو توڑ رہا ہے، سنّتِ رسولُ اللہ کی مخالفت کررہا ہے، اللہ کے بندوں میں گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے تو دیکھنے والا اگر اس حاکم کو اپنے قول وفعل سے بدلنے کی کوشش نہ کرے تو اللہ پر حق ہے کہ اس شخص کو اس کے ٹھکانے میں داخل کردے۔(الکامل فی التاریخ،3/408)

یزید کی بیعت نہ کرنے کے دُوررَس اثرات

امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اللہ تعالٰی نے نہ صِرف خوفِ خدا، تقویٰ وپرہیزگاری، جرأت وبہادری اور حِلم وبُردباری جیسے عظیم اَوصاف سے نوازا تھا بلکہ فِراست، تدَبُّر اور دُور اندیشی جیسی اعلیٰ صلاحیتیں بھی عطا فرمائی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یزید کی بیعت نہ کرنا آپ کی فِراست اور دور اندیشی پر دلالت کرتا ہے، جس کے یہ اثرات ظاہر ہوئے: **حق وباطل میں فرق** امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یزید کی بیعت نہ کرکے تاقیامت حق و باطل میں فرق کردیا۔ **نااہل کو مَنصب دینے کی مُمانَعت** آپ کے بیعت نہ کرنے سے دنیا پر واضح ہوگیا کہ نااہل کو کبھی کوئی منصب نہ دیا جائے اور اگر بالفرض وہ زبردستی کسی عُہدے کو حاصل کرلے تو اہلِ عزیمت کو چاہئے کہ ہرگز اُس کی اِطاعت نہ کریں۔ **فسق وفجور کا دروازہ بند کردیا** اگر آپ یزید کی بیعت کرلیتے تو اس کی ہر بدکاری کے جواز کے لئے آپ کی بیعت سند (یعنی دلیل) ہوجاتی اور شریعتِ اِسلامیہ وملّتِ حنیفہ کا نقشہ مٹ جاتا۔ **نظامِ اِسلام کا تَحَفُّظ** اگر آپ یزید کی بیعت کرلیتے تو یزید آپ کی بہت قدرومنزلت کرتا، خوب مال ودولت نچھاور کرتا لیکن اِسلام کا نظام درہم برہم ہوجاتا اور ایسا فساد برپا ہوتا جسے بعد میں دور کرنا دُشوار ترین ہوتا۔ **اَحکامِ شرعیّہ میں برابری** آپ کا یزید کی بیعت نہ کرنا اس کے فِسق وفجور کو واضح کرتا اور

اس بات کو پختہ کرتا ہے کہ اَحکامِ شرعیہ ایک عام آدمی و حاکم سب کیلئے برابر ہیں، جس طرح عام شخص کا فِسق و فجور سے بچنا ضَروری ہے اسی طرح حاکم کا بھی۔ **اِسلامی ریاست کا تَحَفُّظ** امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی فراست سے جان لیا تھا کہ یزید بیعت کے بعد اِسلامی ریاست کا کیا حال کرے گا اسی لئے آپ نے بیعت نہ کی، آپ کی شہادت کے بعد یزیدی فوجوں نے مدینۂ منورہ پر لشکر کشی کی، سینکڑوں صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو شہید کیا، مسجدِ نبوی شریف کے ستون سے گھوڑے باندھے، تین دن تک مسجد میں لوگ نماز سے مشرَّف نہ ہوسکے، مدینہ میں خوب لوٹ مار کی گئی (وفاء الوفا، 1/134 ماخوذا) مکّۂ مکرّمہ پر چڑھائی کی گئی، پتھر برسائے گئے حتی کہ مسجدُ الحرام کا صحن پتھروں سے بھر گیا، کعبۃُ اللہ کے غلاف اور چھت کو ان بے دینوں نے جلا دیا اور کعبۃُ اللہ کی بے حرمتی کی۔(تاریخ الخلفاء، ص167، سوانح کربلا، ص178 ملخصًا) **قیامِ اَمن اور رعایا کے حقوق** قیامِ اَمن اور رعایا کے حقوق پورے کرنا حاکم کی ذمّہ داریوں میں سے اہم ترین ذمّہ داری ہوتی ہے لیکن یزید اور اس کے حواری (ساتھی) قیامِ اَمن اور رعایا کے حقوق پورے کرنے کے مخالف تھے، امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی بیعت نہ کرکے پوری دنیا کو قیامِ امن اور رعایا کے حقوق پورے کرنے کا پیغام دیا۔ **قربانی کا درس** امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی اور اپنے احباب کی جانوں کا نذرانہ راہِ خدا میں پیش کرکے امّتِ مسلمہ کو حق پر قائم رہنے اور ظلم کے سامنے سر نہ جھکانے کا نہ صرف درس (Lesson) دیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ دینِ اسلام کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے سے پیچھے نہ ہٹا جائے۔ راہِ خدا میں اپنا گھر بار بیوی بچے مال و دولت سب کچھ لُٹانے کے سبب امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور آپ کے اصحاب کا نام اب تک عزّت وعَظمت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور آئندہ بھی لیا جاتا رہے گا جبکہ یزید اور یزیدیوں کی اب تک مذمت وملامت ہوتی آئی ہے اور تا قیامت اس کا نام تحقیر سے لیا جاتا رہے گا۔
اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

قتلِ حسین اَصل میں مرگِ یزید ہے
اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد

پانچوں نمازوں میں کل 48 رَکعات ہیں۔ جن میں 17 رَکعات فرض 3 رکعات واجب، 12 رَکعات سنّتِ مؤکدہ، 8 رَکعات سنّتِ غیر مؤکّدہ ہیں اور 8 رَکعات نفل ہیں۔

نمبر شمار	نام اوقات	سنت مؤکدہ قبلیہ	سنت غیر مؤکدہ قبلیہ	فرض	سنت مؤکدہ بعدیہ	سنت غیر مؤکدہ بعدیہ	نفل	واجب	نفل	کل تعداد
1	فجر	2	-	2	-	-	-	-	-	4
2	ظہر	4	-	4	2	-	2	-	-	12
3	عصر	-	4	4	-	-	-	-	-	8
4	مغرب	-	-	3	2	-	2	-	-	7
5	عشا	-	4	4	2	-	2	3	2	17
6	جمعہ	4	-	2	4	2	2	-	-	14

یزید کے سیاہ کارنامے

آصف جہانزیب عطاری مدنی*

انسان کا کردارو عمل اس کے تعارف (Introduction) کا ایک ذریعہ ہے، اگر کردار اچھا ہو تو اس شخص کو معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اگر کردار بُرا ہو تو معاشرے میں ایسے شخص کی کوئی عزّت نہیں ہوتی۔ تاریخ میں جہاں ایسی روشن و تابندہ ہستیاں گزری ہیں جن کا نام علم و فضل کی علامت اور اُن کا ذکر باعثِ برکت ہے وہیں ایسے بدکردار، ظالم و جَفا کار لوگ بھی گزرے ہیں جو انسانیت کے نام پر بدنُما دَھبّہ بن گئے۔

تاریخ کا ایک ایسا ہی ظالم، جابر، فاسق و فاجر حکمران یزید پلید بھی گزرا ہے۔ یہ وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہلِ بیتِ کرام اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے، جس پر ہر زمانے میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جاتا رہے گا۔ جب بھی اس کے مظالم اور سیاہ کرتوتوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو روح تڑپ کر رہ جاتی ہے۔ کردار و عمل اور حیا سے عاری یہ شخص گانے باجے کا دلدادہ، کتے پالنے کا شوقین اور شراب نوشی کا رَسیا تھا، اکثر اوقات اس کے ہاں شراب کی ناپاک بزمیں جاری رہتیں۔ (البدایۃ والنھایۃ، 5/749 ملتقطاً، انساب الاشراف للبلاذری، 5/299 ماخوذاً) جب یزید کو شراب کی حُرمت یاد دلائی جاتی تو یہ بدبخت کہتا: ”اگر دینِ احمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں شراب نوشی حرام ہے تو پھر مسیح ابنِ مریم (علیہ السَّلام) کے دین پر پی لو۔“ (اَسْتَغْفِرُ اللہ)

(روح البیان، پ1، البقرۃ، 1/179، تحت الآیۃ: 89)

یزید پلید کی بدبختی اور شقاوت کے ثبوت کے لئے یہی اعمال کافی تھے مگر اس بدبخت نے تین ایسے دل سوز کام کئے کہ ایک مسلمان کہلانے والا ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا، جب ان واقعات کا تصور ذہن میں آتا ہے تو دل خون کے آنسو روتا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

(1) شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ یزید پلید کے دور میں یزیدی لشکر نے نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، گلشنِ رسول کے مہکتے پھول امامِ عالی مقام امام حسین اور آپ کے رُفقا رضوان اللہ تعالٰی علیہم اَجمعین پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور نہایت بے دردی سے میدانِ کربلا میں شہید کردیا، شہدائے کربلا کے جسموں کی بے حرمتی کی، ان کے بے گور و کفن مقدس جسموں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا۔

(تاریخ طبری، 5/454، 455 ماخوذاً)

(2) واقعۂ حرّہ[1] یزید نے مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً کے مکینوں سے زبردستی بیعت لینے کے لئے ایک لشکر بھیجا جس نے مدینۂ طیبہ میں خون ریزی کا ایسا بازار گرم کیا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، یزیدی لشکر نے مدینۂ طیبہ کے مکینوں پر ظلم و بربریت کی انتہا کردی، وہاں کے سات سو نامْوَر قریشی، انصاری اور مہاجرین کے علاوہ دس ہزار عام لوگوں کو قتل کیا جن میں آزاد، غلام، عورتیں اور بچے سب ہی شامل تھے۔ (وفاء الوفاء، 1/125 ماخوذاً)

یزیدی لشکر نے صرف قتل و غارت ہی پر اِکْتِفا نہ کیا بلکہ

(1) مدینۂ منورہ کی مشرقی جانب ایک جگہ کا نام ہے۔

وہاں پر خوب لوٹ مار مچائی، تین دن تک مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعظِیماً میں ہر ناجائز کام ان ظالموں نے کیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، 5/732 ماخوذاً) یزیدی لشکر نے مسجدِ نبوی شریف کی بھی شدید بے حُرمتی کی، جس مسجد میں رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے ساتھ نمازیں ادا فرمائیں اس پاکیزہ مسجد میں گھوڑے باندھے۔ (وفاء الوفاء، 1/126 ماخوذاً)

ایامِ حرّہ میں مسجد نبوی میں تین دن تک اذان واقامت نہ ہوئی۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبر مبارک سے ہلکی آواز آتی جسے سن کر جلیل القدر تابعی بزرگ حضرت سعید بن مُسَیَّب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نمازوں کے اوقات پہچان لیتے تھے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، 2/400، حدیث: 5951 ملتقطا)

(3) مکۂ معظمہ پر حملہ اور بیتُ اللہ پر سنگ باری

مدینۃُ الرَّسول میں لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے بعد ان بدبختوں نے صحابیِ رسول حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو شہید کرنے کے لئے مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعظِیماً کا رُخ کیا، ان سنگ دلوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اس حرمِ پاک کی عظمتیں قراٰن و حدیث میں بیان کی گئی ہیں، انسان تو انسان یہاں کے تو شجر و حجر کی بھی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے مگر جب دل دنیا کی لالچ میں اندھے ہوچکے ہوں اور آنکھوں پر حرص و ہوس کے پردے پڑے ہوں تو پھر نہ خاندانِ رسول کا لحاظ رہتا ہے نہ حرمین طیبین کا پاس! ان لوگوں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو شہید کرنے کی مکمل تیاری کی کیونکہ یہی ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھے چنانچہ اس بے حِس وبے عقل لشکر نے مکۂ مکرمہ کا محاصرہ کرلیا، ایک ماہ سے زائد کے اس محاصرے سے جب کامیابی نہ ملی تو ان بدبختوں نے بیتُ اللہ شریف پر منجنیقوں سے سنگ باری شروع کردی، اس پتھراؤ کے نتیجے میں خانۂ کعبہ شریف میں آگ لگ گئی اور اس کے پردے جل گئے۔ کعبہ کی چھت پر حضرت سیّدنا اسماعیل علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کے فدیے میں جنّت سے بھیجے گئے دُنبے کے سینگ محفوظ تھے وہ متبرک سینگ بھی اس آگ کی نذر ہوگئے۔ ابھی یہ قبیح افعال جاری ہی تھے کہ یزید پلید کی موت کی خبر آگئی۔

(تاریخ الخلفاء، ص167 مفہوماً، الکامل فی التاریخ، 3/464)

جس اِقتدار کی خاطر اس بدبخت نے کربلا میں ظلم وستم کی آندھیاں چلائیں، مدینۂ طیبہ کے مکینوں کا خون اپنے سَر لیا، بیتُ اللہ کی عظمت وحُرمت کو پامال کیا وہ اقتدار اس کے لئے کچھ زیادہ ہی ناپائیدار ثابت ہوا۔ بدنصیب یزید پلید صرف تین برس اور چھ ماہ تختِ حکومت پر خباثتیں کرکے ربیع الاوّل 64ھ کو ملک شام کے شہر حمص کے علاقے حُوّارِین میں کم و بیش 39 سال کی عمر میں مرگیا۔ (الکامل فی التاریخ، 3/464)

موت آئی پہلواں بھی چل دیئے
خوبصورت نوجواں بھی چل دیئے
دنیا میں رہ جائے گا یہ دبدبہ
زور تیرا خاک میں مل جائے گا
تیری طاقت تیرا فن عہدہ ترا
کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ تیرا

(وسائلِ بخشش (مرمّم)، ص709)

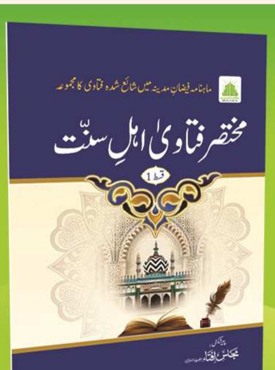

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں شائع ہونے والے دار الافتاء اہلِ سنّت کے مختصر فتاویٰ کا مجموعہ بنام "مختصر فتاویٰ اہلِ سنت" دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے آج ہی ڈاؤنلوڈ کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔
www.dawateislami.net

یزیدی لشکر کا انجام

احمد رضا شامی عطاری مدنی

بعض اوقات انسان اس فانی دنیا کی نعمتوں اور مقام و منصب کے حصول کی لالچ میں اپنی آخرت برباد کر بیٹھتا ہے حالانکہ دنیا بھی اسکے ہاتھ نہیں آتی۔ یوں وہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار اور آخرت میں دردناک عذاب کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ہے: ”حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ“ یعنی دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (جامع صغیر للسیوطی، ص223، حدیث:3662)

دنیاوی لالچ میں آکر دوجہاں کی تباہی و بربادی مول لینے کی ایک عبرتناک مثال یزیدی لشکر کی ہے جس نے مال و دولت اور حکومت و اقتدار کی خاطر نواسۂ رسول حضرتِ سیّدنا امام حسین اور ان کے رُفَقا رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو شہید کر دیا۔ تاریخ گواہ ہے جو لوگ ان نفوس قدسیہ کے مقابلے میں آئے وہ زندگی میں چین نہ پاسکے، یہاں بھی انہوں نے ذلت و رسوائی کی سزا پائی جبکہ میدانِ محشر کا معاملہ اس کے علاوہ ہے۔ تقریباً چھ ہزار تو مختار ثقفی[1] کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ چند کا عبرتناک انجام یہاں ذکر کیا گیا ہے: حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل سنان بن انس نخعی ایک بار لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا اور کہنے لگا: میں نے امامِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اچانک اس کی زبان بند ہو گئی، عقل جاتی رہی، اس کی یہ حالت ہوگئی کہ جہاں کھاتا تھا وہیں پیشاب و پاخانہ کرتا تھا۔ (طبقات ابن سعد، 6/454 ملخصاً) ابن سعد، شمر، قیس ابن اشعث کندی، خولی بن یزید، عبداللہ بن قیس، یزید بن مالک اور باقی تمام اَشقیا (بدبخت) جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک اور ساعی (یعنی کوشش کرنے والے) تھے طرح طرح کی عقوبتوں (تکلیفوں) سے قتل کئے گئے اور ان کی لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرائی گئیں۔ (سوانح کربلا، ص183) حضرت سیّدنا عِمارہ بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سَر لاکر رکھے گئے تو میں بھی ان کے قریب گیا اچانک ایک شور سا بلند ہوا وہ آگیا، وہ آگیا، میں نے دیکھا تو ایک بڑا سانپ ان سروں کے درمیان سے ہوتا ہوا ابن زیاد کے سر کے پاس پہنچا اور اس کے نتھنے میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد نکل کر غائب ہو گیا۔ اچانک پھر شور مچا وہ آگیا، وہ آگیا پھر وہی سانپ نمودار ہوا اور دو یا تین بار اسی طرح کیا۔ (یعنی ابن زیاد کے نتھنوں میں گُھسا۔) (ترمذی، 5/431، حدیث: 3805) حضرت سیّدنا ابورجاء عُطارِدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اہلِ بیتِ اطہار کو بُرا نہ کہو! کیونکہ وہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا گھرانا ہے۔ میرا ایک پڑوسی تھا جب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا: دیکھو فُلاں بن فُلاں کا کیا حال ہوا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آسمان سے دو ستارے اُس کی دونوں آنکھوں میں مارے جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ (الشریعۃ للآجری، 5/2182، رقم:1676) خولِی بن یزید جس نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ اقدس کو تن سے جدا کیا تھا ذِلّت کی موت مارا گیا۔ یہ گھر میں چُھپ گیا تھا اس کی بیوی نے ہی اسے پکڑوا دیا۔ مختار کے حکم سے اسے شاہراہِ عام پر قتل کیا گیا پھر اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الکامل فی التاریخ، 4/46، ملخصاً)

اسی طرح باقی دشمنانِ اہلِ بیت بھی ذلّت و رسوائی کی موت مارے گئے اور جس منصب اور مال و دولت کی خاطر انہوں نے نواسۂ رسول کے قتل جیسے بدترین جرم کا ارتکاب کیا وہ بھی ان کے ہاتھ نہ رہا۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرتے ہوئے ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور کسی بھی بڑی سے بڑی چیز کی لالچ میں آکر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی نافرمانی نہ کرے۔

---

(1) مختار ثقفی جس نے قاتلین حسین کو چُن چُن کر مارا اور محبین حسین کے دل جیتے مگر اس پر شقاوت ازلی غالب ہوئی اور وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے مرتد ہو گیا۔ (ماخوذ از الصواعق المحرقۃ، ص198)

تذکرۂ صالحات

حضرت سیّدتنا ماریہ قِبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابوالقاسم عطاری مدنی*

نبیّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہجرتِ مدینہ کے چھٹے یا ساتویں سال حضرت سیّدنا حاطِب بن ابی بَلْتَعَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خط دے کر اِسْکَنْدریہ (Alexandria جو کہ اب مصر کا شہر ہے اس) کے بادشاہ کی جانب بھیجا۔ اس بادشاہ کا لقب مُقَوْقِس اور نام جُرَیْج بن مینا تھا۔ یہ نہایت اَخلاق سے پیش آیا اور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خط سینے سے لگا کر کہنے لگا: اس نبی کی تشریف آوری کا یہی زمانہ ہے جس کی تعریف و توصیف ہم اللہ کریم کی کتاب میں پاتے ہیں۔ ان کی صفات میں سے ہے کہ **وہ دو بہنوں کو ایک ساتھ غلامی یا نکاح میں جمع نہیں فرماتے، تحفہ قبول فرماتے جبکہ صدقہ کھانے سے گریز کرتے ہیں، ان کے ہم نشین مساکین ہیں اور ان کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت** ہے۔ (طبقات ابن سعد، 107/1، مدارج النبوت، 226/2، شرح الزرقانی علی المواھب، 459/4، حسن المحاضرہ، 84/1)

بادشاہ کا نذرانہ پھر اس نے بارگاہِ رسالت میں کچھ قیمتی تحائف بھیجے جن میں ایک ہزار مثقال سونا، 20 قبطی کپڑے، ایک خچر (جس کا نام دُلدُل تھا)، ایک دراز گوش (یعنی گدھا جس کا نام بعض روایات کے مطابق یعفور تھا)، شہد اور دو باندیاں تھیں۔ یہ دونوں سگی بہنیں تھیں، ایک کا نام ماریہ قِبْطِیّہ اور دوسری کا سِیرین (رضی اللہ تعالٰی عنہما) تھا۔ جب یہ تحائف (اور صدقہ) بارگاہِ رسالت میں پہنچے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہدیہ قبول فرمایا اور صدقہ واپس کر دیا۔ (حسن المحاضرہ، 84/1، شرح الزرقانی علی المواھب، 460،459/4)

قبولِ اسلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ اپنی غلامی میں جمع کرنا پسند نہ فرمایا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے اِنتخاب کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: اے اللہ! اپنے نبی کے لئے ایک کو منتخب فرما چنانچہ حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اللہ پاک نے اپنے حبیب کے لئے یوں منتخب فرمایا کہ جب آپ علیہ السّلام نے دونوں کنیزوں پر اسلام پیش فرمایا تو حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فوراً اسلام قبول کر لیا جبکہ آپ کی بہن حضرت سیّدتنا سِیرین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کچھ دیر بعد اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت سیّدتنا سِیرین رضی اللہ تعالٰی عنہا کو آپ علیہ السّلام نے حضرت سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہبہ کر دیا جن سے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ تعالٰی عنہما پیدا ہوئے۔ (حسن المحاضرہ، 84/1، شرح الزرقانی علی المواھب، 460/4)

حضور کی کرم نوازیاں حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو بہت پسند فرماتے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر کرم نوازی فرماتے ہوئے علیحدہ مکان عطا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مختلف اوقات میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس تشریف لے جایا کرتے۔ ذوالحجۃ الحرام 8 ہجری میں انہیں سے شہزادۂ رسول حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، 107/1، الاصابہ، 311/8)

شیخین کی عقیدت حضور علیہ الصلوۃ والسّلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ضروریاتِ زندگی کا اہتمام فرماتے رہے، پھر امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس ذمہ داری کو سرانجام دیا۔

وصال حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا وصال عہدِ فاروقی میں محرّمُ الحرام 16 ہجری کو ہوا۔ (الاصابہ، 311/8) امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی جنّتُ البقیع میں تدفین ہوئی۔ (المنتظم، 218/4، استیعاب، 465/4)

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

روشن ستارے

رازدانِ مصطفےٰ

حضرت سیّدنا حُذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالٰی عنہما

عدنان احمد عطاری مدنی*

غزوۂ خندق کے موقع پر ایک رات سخت آندھی اور شدید سردی تھی، سیّدِ دوعالَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک جانثار کو دشمنوں کی خبر لانے کا حکم فرمایا اور دعا دی: اے اللہ! تو اس کی حفاظت فرما سامنے سے اور پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے۔ وہ جانثار صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ دعائے نبوی کے بعد گویا مجھ سے سردی بالکل جاتی رہی، ہر ہر قدم پر یوں معلوم ہو رہا تھا کہ گرمی میں چل رہا ہوں۔ دشمنوں کا جائزہ لے کر رسولُ اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات گوش گزار کئے تب سردی کا احساس ہوا۔ پیارے آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اپنے قریب کیا اور قدمین مبارکہ کے پاس سونے کے لئے جگہ دے دی پھر اپنی بابرکت چادر کا کنارہ مجھ پر ڈال دیا یہ کرم نوازی دیکھ کر میں اپنا پیٹ اور سینہ سرکار مدینہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے بابرکت قدموں سے باربار مَس کرتا رہا، صبح ہوئی تو دشمن بھاگ چکا تھا۔ (تاریخ ابن عساکر، 12/278تا280 ملخصاً) **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** روزِ قیامت معیتِ رسول کی سند پانے والے، رحمتِ عالَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں سے لپٹ کر خوب برکتیں لینے والے وفادار اور جانثار بلند مرتبہ صحابیِ رسول، ایران کے سابقہ پایۂ تخت مدائن کے گورنر حضرت سیّدنا حُذیفہ بن یَمان انصاری رضی اللہُ تعالٰی عنہما تھے۔

لقب، کنیت و مقامِ پیدائش آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کی کنیت ابوعبداللہ جبکہ لقب "صاحبُ سِرِّ رسول اللہ" ہے یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رازدان۔ آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کے والد ماجد کا نام حضرت حِسْل یا حُسَیْل تھا مگر "یَمان" کے لقب سے مشہور ہوئے، مکۂ مکرمہ کے قبیلہ عَبْس سے تعلق تھا کچھ وجوہات کی بنا پر مکہ چھوڑ کر مدینے میں رہائش اختیار کرلی اور یہیں شادی کی، یوں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیدائش مدینے میں ہوئی (زرقانی علی المواہب، 4/557) اسی وجہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اختیار دیا کہ میں اپنا شمار گروہِ مہاجرین میں کروں یا انصار میں، تو میں نے گروہِ انصار کو پسند کیا۔ (معجم کبیر، 3/164، حدیث: 3011)

والدِ ماجد کی شہادت جنگِ اُحد میں کفار شکست کھا کر بھاگ چکے تھے اور مسلمان مالِ غنیمت جمع کررہے تھے کہ کفار نے پلٹ کر یکدم پھر حملہ کر دیا، چونکہ مسلمان صف بندی کی حالت میں نہ تھے، اس لئے کفار سے لڑتے ہوئے کچھ مسلمان بھی مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے ان شہدا میں حضرت سیّدنا حذیفہ کے والد گرامی حضرت سیّدنا یمان رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی تھے۔ (زرقانی علی المواہب، 2/412)

خصوصی تعلیم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ منافقین اور علاماتِ نفاق کی خوب پہچان رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ غیب کی خبریں بتانے والے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنے قریب بلایا اور ایک ایک منافق کا نام بتایا۔ (معجم کبیر، 3/164، حدیث: 3010)

جنازے میں شرکت یہی وجہ تھی کہ جب بھی جنازہ آتا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ معلوم کرواتے کہ حضرت حذیفہ جنازے میں شامل ہیں یا نہیں، اگر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ شامل ہوتے تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نمازِ جنازہ پڑھا دیتے ورنہ خود بھی شریک نہ ہوتے۔ (اسد الغابۃ، 1/573)

فتنہ باز لوگوں کی خبر رکھنے والے ایک مقام پر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم!

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا جانتے ہوئے اَنجان بن رہے ہیں۔ وَاللہ! دنیا کے خاتمہ تک جتنے بھی ایسے فتنہ پَرْوَر لوگ آئیں گے جن کے پیروکار تین سو یا اس سے زائد ہوں گے ان سب کا نام، ان کے باپوں کا نام، ان کے قبیلوں کا نام رسولُ اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں بتا دیا ہے۔ (ابوداود، 4/129، حدیث:4243)

بارگاہِ فاروقی میں مقام حضرت سیّدنا عمر فاروق رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ جب کسی شخص کو کوئی عہدہ سپرد فرماتے تو وہاں کے لوگوں کے نام یہ تحریر دیتے کہ جب تک یہ تمہارے درمیان عدل کریں تو تم ان کی اطاعت کرنا، لیکن آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو مدائن کے گورنر کا عہدہ عطا کرنے کے بعد تحریر فرمایا: لوگو! ان کی اطاعت کرنا اور جو کچھ یہ طلب کریں، وہ انہیں دے دینا۔

گورنر کی سادگی آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نہایت سادہ طبیعت تھے اور تکلُّفات (Formalities) میں پڑنے سے بچتے تھے چنانچہ دراز گوش (یعنی گدھے) پر سوار ہوکر بڑی بے نیازی سے دونوں پاؤں ایک جانب لٹکائے ہوئے شہر مدائن میں گورنر کی حیثیت سے داخل ہوگئے جبکہ شہر کے لوگ منتظر ہی رہے اور اندازہ بھی نہ لگا پائے کہ نیا گورنر کون ہے؟

صرف دو وقت کا کھانا بعد میں معلوم ہوا تو دوڑ کر آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی روٹی اور ایک بوٹی تناول فرما رہے تھے۔ لوگوں نے ضروریات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اپنے لئے کھانا اور گدھے کے لئے چارا دن میں صرف 2 مرتبہ چاہئے۔ (تاریخ ابن عساکر، 12/286، ماخوذاً)

مال و دولت جمع نہ کیا حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو جب آپ کی واپسی کی اطلاع ملی تو مدینے آنے والے راستے پر آپ کا انتظار کرنے لگے تاکہ آپ کی پہلے والی اور موجودہ حالت کو ملاحظہ فرمائیں جب آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو پہلی حالت پر دیکھا (یعنی خالی ہاتھ ہی تھے) تو (خوش ہوکر) آپ کو گلے سے لگالیا اور فرمایا: تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ (الزہد لاحمد، ص200)

کسی کو مت بتانا آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نماز خشوع و خضوع سے ادا فرماتے تھے ایک مرتبہ نماز میں ہچکیاں بندھ گئیں۔ فارغ ہوئے تو قریب ہی ایک شخص کو موجود پایا، ارشاد فرمایا: جو کچھ دیکھا ہے کسی کو ہرگز نہ بتانا۔ خدا خوفی اور دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے اس خواہش کا اظہار کرتے کہ دروازہ بند کرکے بیٹھ جاؤں اور کسی سے نہ ملوں یہاں تک کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوجاؤں۔ (صفۃ الصفوۃ، 1/312)

مجاہدانہ کارنامے آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی، دورِ فاروقی میں نَہاوَنْد کی جنگ میں امیر لشکر حضرت سیدنا نعمان بن مُقَرِّن رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا، 22 ہجری میں ہمدان، رَے اور دینور کی فتوحات کا سہرا آپ کے سر پر سجا۔ (تاریخ ابن عساکر، 12/287، الاستیعاب، 1/394)

وصالِ مبارک بوَقتِ انتقال بہت زیادہ رو رہے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اس لئے نہیں رو رہا کہ دنیا چھوٹ رہی ہے کیونکہ موت مجھے محبوب ہے لیکن (رونے کی وجہ یہ ہے کہ) میں نہیں جانتا کہ جب مجھے آگے پیش کیا جائے گا تو اللہ مجھ سے راضی ہوگا یا ناراض؟ (تاریخ ابن عساکر، 12/296) آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کا وصال مبارک میں خلیفہ ثالث حضرت سیّدنا عثمان غنی رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد (غالباً 28 محرم الحرام 36 ہجری کو مدائن (سلمان پاک) میں ہوا، یہیں آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کا مزار پُراَنوار ہے۔ (بغیۃ الطلب، 5/2176، مراٰۃ المناجیح، 1/80)

جسم سلامت رہا وصال کے سینکڑوں سال بعد غالباً 20 ذوالحجۃ الحرام 1351 ہجری کے دن قبر میں نمی آجانے کے باعث حضرت سیّدنا حذیفہ اور حضرت سیّدنا جابر رضیَ اللہُ تعالٰی عنہُما کے اَجسامِ مبارکہ کی منتقلی ہوئی تو پوری دنیا سے آنے والے لاکھوں زائرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دونوں اصحابِ رسول رضیَ اللہُ تعالٰی عنہُما کے اجسامِ مقدّسہ اور پاکیزہ کفن یہاں تک کہ داڑھی مبارک کے بال تک بالکل صحیح سلامت تھے۔ اجسامِ مقدسہ کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت فرمائے ہوئے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔ (قبر کھل گئی، ص14، 15 ملخصاً)

ذِہن میلا نہیں ہوتا، بدن میلا نہیں ہوتا
خُدا کے پاک بندوں کا کفن میلا نہیں ہوتا

(پردے کے بارے میں سوال جواب، ص109)

حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ الرَّزّاق

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی*

سلسلۂ چشتیہ کے شیخِ طریقت، زاہدِ زمانہ، سردارِ اولیا، شیخُ الحرم حضرتِ سیّدنا ابو علی فُضَیل بن عِیاض علیہ رحمۃ اللہ الرَّزّاق دوسری صدی ہجری کے مشہور صوفیا اور محدثین میں سے ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 105ھ کو ثمرقند یا خراسان میں پیدا ہوئے۔ (تہذیب التہذیب، 6/422، الاعلام للزرکلی، 5/153)

ڈاکو، ولی بن گیا توبہ سے پہلے آپ بہت بڑے ڈاکو تھے اور ایک عورت کے عشق میں گرفتار تھے۔ ایک دفعہ دیوار پھلانگ کر اس کی طرف جارہے تھے، آپ نے کسی کو قراٰنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرتے سنا: ﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّۙ﴾ (پ27، الحدید:16) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اُترا۔ یہ سنتے ہی دِل کی دنیا بدل گئی اسی وقت کہا: کیوں نہیں! اے میرے رب وہ وقت آگیا ہے۔ اسی وقت توبہ کی اور عہد کیا کہ اب ساری زندگی بیت اللہ میں رہوں گا۔ (تہذیب التہذیب،6/421 ملخصاً، الاعلام للزرکلی، 5/153) چنانچہ تائب ہونے کے بعد علم و عمل کے ایسے جامع ہوئے کہ صوفیا اور محدثین کے امام بن گئے۔

کنیت و القاب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیتِ مبارکہ ابو علی ہے۔ محدثین نے آپ کو مختلف القابات سے یاد کیا ہے۔ جن میں سے شیخ الاسلام، اَلْمُجَاوِرُ بِحَرَمِ اللہِ، جیسے عظیم القابات بھی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/631)

جلیلُ القدر اساتذہ توبہ کے بعد علمِ دین سیکھنے کے لئے علما کی صحبت اختیار کی اور حضرت سیّدنا امام اَعْمَش، سیّدنا امام منصور اور حضرت سیّدنا سفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اَجْمعین جیسے جلیل القدر مشائخ اور محدثینِ کرام سے علمِ حدیث و فقہ سیکھا۔ (تاریخ ابن عساکر، 48/375۔ تہذیب التہذیب، 6/420)

تلامذہ اور روایتِ حدیث آپ کے شاگردوں میں حضرت سیّدنا امام شافعی، حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک، حضرت سیّدنا سفیان بن عُیَیْنَہ، حضرت سیّدنا یحییٰ بن سعید قطان، حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن مہدی اور حضرت سیّدنا مؤمل بن اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے محدثین کے نام آتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب، 6/421) بخاری و مسلم کے ساتھ ساتھ دیگر کتبِ احادیث میں آپ کی بیان کردہ کئی روایات موجود ہیں۔

اخلاق و اوصاف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہائی پارسا، باحیا اور کثیرالبُکاء (بہت زیادہ رونے والے) تھے۔ دنیا اور اہلِ دنیا سے بہت دور رہنے والے تھے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم بن اَشْعَث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: جب وہ اللہ پاک کا ذکر کرتے یا ان کے پاس اللہ پاک کا ذکر کیا جاتا یا قراٰنِ پاک کی تلاوت کی جاتی تو اللہ پاک کا خوف آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتا اور آپ کے آنسو جاری ہوجاتے اور اتنا روتے کہ حاضرین کو آپ پر ترس آنے لگتا۔ (تہذیب الکمال، 8/243)

بیٹے کے انتقال پر مسکرا دیئے حضرت سیّدنا ابو علی رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی فرماتے ہیں: میں 30 سال آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ میں نے انہیں کبھی مسکراتے نہیں دیکھا سوائے اس دن جس میں آپ کے بیٹے کا انتقال ہوا۔ میں نے اس بارے میں ان سے سوال کیا تو فرمایا کہ یہ بات میرے رب تعالیٰ کو

پسند ہے تو مجھے بھی یہ پسند ہے(اسی وجہ سے میں مسکرایا ہوں)۔ (تاریخ ابن عساکر، 48/383) **تقویٰ و پرہیزگاری** خلیفہ ہارون الرشید نے ایک مرتبہ کہا کہ میں نے علما میں سے امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق سے بڑھ کر رُعب والا اور فُضَیل بن عِیاض علیہ رحمۃ اللہ الرَّزّاق سے بڑھ کر تقویٰ والا نہیں دیکھا۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/633) **اَبدالِ حجاز** حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک علیہ رحمۃ اللہ الخالق کا فرمان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے زمانے میں سرزمینِ حجاز کے ابدال تھے۔(سیر اعلام النبلاء،7/633) **اقوالِ مبارکہ** عبرت و نصیحت پر مشتمل آپ کے 4 اقوالِ مبارکہ ملاحظہ ہوں۔ (1)دو عادتیں دل کی سختی کا باعث ہیں "زیادہ بولنا" اور "زیادہ کھانا"۔ (2)مؤمن رشک کرتا ہے حسد نہیں کرتا۔ (3)بُرْدْ باری، کمزور بدن اور راتوں کا قیام انبیائے کرام کے اخلاق میں سے ہے۔ (4)جس نے کسی بدعقیدہ سے محبت کی اللہ تعالٰی اس کے اعمال ضائع فرمادے گا۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/640، 641، 642، 644) **وصالِ مبارک** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام مسجدِ حرام شریف میں اعتکاف کی حالت میں گزارے۔ اس حال میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ سوائے بدن پر دو کپڑوں کے کوئی دنیاوی ساز و سامان آپ کی ملکیت میں نہیں تھا۔ 10 محرم الحرام 187ھ میں آپ کا وصالِ باکمال ہوا۔ (اولیاء رجال الحدیث، ص 207 ملخصاً، سیر اعلام النبلاء، ص632، تہذیب التہذیب، 6/422) آپ کا مزار مبارک مکۂ مکرمہ میں ہے۔ **قبرِ مبارک زیارت کے لئے مشہور** اَہْلُ اللہ کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کا قدیم معمول ہے۔ اسی لئے مشہور محدث حضرت سیّدنا امام ابن حبان علیہ رحمۃ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا فُضَیل بن عِیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قبر زیارت کے لئے مشہور ہے، میں نے ان کی قبر کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے۔

(کتاب الثقات لابن حبان، 4/195)

اللہ غنی! شان ولی! راج دلوں پر
دنیا سے چلے جائیں حکومت نہیں جاتی

(وسائلِ بخشش (مرمّم)، ص383)

حضرت مولانا محمد عبد السلام قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

حضرت مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی ضیائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت بروز بدھ 15 شعبانُ المُعَظَّم 1343 ہجری مطابق 11 مارچ 1925 عیسوی کو یوپی(ہند) میں ہوئی۔ اپنے دور کے اکابر علمائے اہلِ سنّت سے علمِ دین حاصل کیا۔ امامت کے ذریعے خدمتِ دین کا آغاز فرمایا اور پھر ساری زندگی درس و تدریس اور بیانات کے ذریعے دین کی خدمت بجالاتے رہے، تین مرتبہ حج بیتُ اللہ کی سعادت پائی۔ 25 محرم الحرام 1419ھ مطابق 21 مئی 1998ء شب جمعہ کو 75 سال 5 ماہ 10 دن کی عمر میں وصال اور جمعہ کے دن تدفین ہوئی، مزارِ پُر انوار مَوْضَع کھبی آہمہ تحصیل لال گنج (ضلع پرتاب گڑھ، ہند) کے قبرستان میں ہے۔ شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو آپ سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہے، شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کا یہ شعر آپ ہی کے بارے میں ہے:

اَحْیِنَا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا سَلَامٌ بِالسَّلَام
قادری عبدُ السلام خوش ادا کے واسطے

مفتیِ دعوتِ اسلامی

مفتیِ دعوتِ اسلامی حافظ محمد فاروق عطاری مَدَنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رمضانُ المبارک کے بابرکت مہینے میں 26 اگست 1976ء کو فاروق نگر(لاڑکانہ) بابُ الاسلام سندھ میں پیدا ہوئے۔ 1995ء میں بابُ المدینہ کراچی کے جامعۃُ المدینہ میں داخلہ لیا۔ آپ بہترین حافظِ قرآن اور زبردست عالمِ دین تھے۔ 7 فروری 2002ء میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ساتھ چل مدینہ کی سعادت پائی۔ دسمبر 2002 میں آپ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رُکن بنے۔ زندگی کی 30 بہاریں دیکھنے کے بعد آخر کار علم و عمل کے پیکر مفتیِ دعوتِ اسلامی کا 18 محرمُ الحرام 1427ھ مطابق 17 فروری 2006ء کو وصال ہوا۔ صحرائے مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں، دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے مرحوم نگران حاجی مشتاق عطاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کے پہلو میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تدفین ہوئی۔

(ماخوذ از مفتیِ دعوتِ اسلامی)

گنج شکر

(حضرت سیّدنا بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

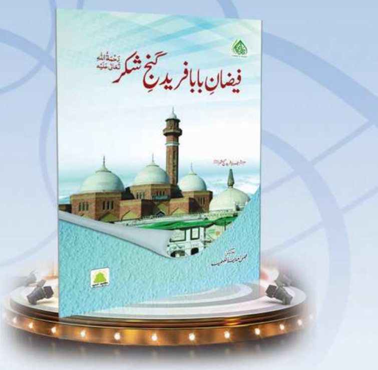

ناصر جمال عطاری مدنی

بَرِّعظیم پاک وہند میں جن مُبارَک ہستیوں نے نیکی کی دعوت عام کی ان میں سے ایک آسمانِ ولایت کے آفتاب سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم پیشوا حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنجِ شکر فاروقی حنفی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 569ھ یا 571ھ مطابق 1175ء میں مدینۃُ الاولیاء ملتان کے قصبہ ”کھتوال“[1] میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدِ ماجد حضرت شیخ جمالُ الدّین سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبردست عالمِ دین اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی قُرسم خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نیک پرہیز گار خاتون تھیں۔ والدِ گرامی کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت والدہ ماجدہ نے فرمائی۔[2] **تعلیم و تربیت:** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حفظِ قراٰن اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدینۃُ الاولیاء ملتان تشریف لے گئے اور قراٰن و حدیث، فقہ و کلام اور دیگر علومِ مُرَوَّجہ پر عبور حاصل کیا۔[3] **بیعت و خلافت:** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دورانِ تعلیم ہی حضرت قُطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور تحصیلِ علمِ دین کے بعد خلافت سے نوازے گئے۔[4] **گنج شکر کی ایک وجہِ تسمیہ:** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مرتبہ 80 فاقے ہو چکے تھے۔ نفس بھوکا تھا ”اَلْجُوع اَلْجُوع“ (ہائے بھوک، ہائے بھوک) پکار رہا تھا، اُس کے بہلانے کے لئے کچھ سنگریزے (یعنی کنکر) اٹھا کر منہ میں ڈالے۔ ڈالتے ہی شکر ہوگئے، جو کنکر منہ میں ڈالتے شکر ہو جاتا اِسی وجہ سے آپ ”گنج شکر“ مشہور ہیں۔[5] **دینی خدمات:** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیکی کی دعوت سے ہزاروں غیر مسلموں کو دولتِ اسلام نصیب ہوئی، گمراہ راہِ راست پر آئے اور سینکڑوں نے ولایت کے مدارج (یعنی درجے) طے کئے۔[6] **شانِ بے نیازی:** ایک مرتبہ خاندانِ غُلاماں کے سلطان ناصرُ الدّین محمود نے اپنے سپہ سالار (Chief of Command) کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں چار گاؤں کا ملکیت نامہ پیش کیا تو آپ نے یہ تحریری جواب دے کر اپنی شانِ بے نیازی کا اظہار فرمایا: ”**بادشاہ ہمیں گاؤں دے گا تو احسان جتائے گا جبکہ رازقِ حقیقی بغیر اِحسان جتائے ہمیں دن رات رِزق عطا فرماتا ہے۔**“[7] **زبان میں تاثیر:** ایک شخص بارگاہِ گنج شکر میں حاضر ہو کر یوں عرض گزار ہوا: ”میری کئی لڑکیاں ہیں جن کی شادی کے اَخراجات اٹھانا میرے بس میں نہیں۔“ یہ سُن کر آپ نے مٹی کا ایک ڈھیلا اُٹھایا، سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کیا جس سے وہ سونا (Gold) بن گیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے سونا عطا کیا اور ارشاد فرمایا: اسے لے جاؤ اور اپنی لڑکیوں کی شادی کرو۔ آدمی کے دل میں حرص پیدا ہوئی کہ سونا بنانے کا وظیفہ ہاتھ آگیا ہے، گھر پہنچ کر بہت ساری مٹی جمع کی اور سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کیا مگر جب وہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا اور کوئی نتیجہ نہ نکلا تو اپنے قریبی دوست سے تمام ماجرا بیان کیا، دوست دانا اور سمجھدار تھا کہنے لگا: **بھائی! سورۂ اخلاص تو وہی ہے مگر بابا فرید کی زبان کہاں سے لاؤ گے؟**[8] **وصال و مدفن:** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال، 5 محرمُ الحرام 664ھ مطابق 17 اکتوبر 1265ء کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پُراَنوار پنجاب (پاکستان) کے شہر پاکپتن شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔[9]

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے بارے میں مزید جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب **”فیضانِ بابا فرید گنجِ شکر“** پڑھئے۔

---

(1) اس کا موجودہ نام کوٹھے وال ہے جو بُدھلہ سَنت روڈ پر واقع ہے۔ (2) سیر الاولیاء مترجم، ص159، انوارالفرید، ص42، 48، حیاتِ گنج شکر، ص253، 258 ماخوذاً (3) خزینۃ الاولیاء، 2/110، چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر، ص50، محبوب الٰہی، ص53 (4) خزینۃ الاصفیاء، 2/110، 111 (5) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص482 (6) انوار الفرید، ص115 (7) شانِ اولیا، ص379 ملخصاً (8) انوار الفرید، ص300 ملخصاً (9) فیضان بابا فرید گنج شکر، ص96 تا 98

تاجُ الشّریعہ ہم میں نہ رہے!

اویس یامین عطّاری مدنی*

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، جانشینِ حضور مفتیِ اعظم ہند، قاضیُ القضاۃ، تاجُ الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضاخان ازہری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت باسعادت 24ذوالقعدۃ الحرام 1362ھ کو ہند کے شہر بریلی شریف(یوپی) کے محلہ سوداگران میں ہوئی۔

شجرۂ نسب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن تک آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے: محمد اختر رضابن محمد ابراہیم رضابن محمد حامد رضابن امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔

تعلیم وتربیت حضور تاجُ الشریعہ علیہ الرَّحمہ کی عمر شریف جب 4سال،4ماہ،4دن کی ہوئی تو آپ کے والدِ ماجد، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضاخان علیہ الرَّحمہ نے بِسْمِ اللّٰہ خوانی کی تقریب منعقد کی، حضور مفتیِ اعظم ہند نے رسمِ بِسْمِ اللّٰہ ادا کروائی۔ آپ نے ناظرہ قراٰنِ پاک اپنی والدۂ ماجدہ شہزادیِ مفتیِ اعظم ہند سے گھر پر ہی ختم کیا۔ والدِ ماجد سے اردو کی ابتدائی کتب پڑھیں، اس کے بعد **دارُالعلوم منظرِ اسلام** بریلی شریف سے درسِ نظامی مکمل کیا اور 1963ء میں جامعۃُ الازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے، جہاں مسلسل 3سال فنِ تفسیر و حدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتسابِ علم کیا۔ 1966ء میں جامعۃ الازہر سے فارغ ہوئے اور اوّل پوزیشن حاصل کرنے پر ”جامعہ ازہر ایوارڈ“ سے نوازے گئے۔[1]

درس وتدریس اور فتویٰ نویسی حضور تاجُ الشریعہ نے تدریس کی ابتدا دارُالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف سے 1967ء میں کی، 1978ء میں دارُ العلوم کے صدرُ المدرسین اور رضوی دارُالافتاء کے صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے، تدریس کا سلسلہ 12سال تک جاری رہا جس کے بعد کثیر مصروفیات کے باعث باقاعدہ تدریس نہ فرماسکے۔[2] جبکہ افتاء کی مصروفیات کا سلسلہ 1967ء سے حیاتِ مبارکہ کے آخری ایّام تک جاری رہا۔

بیعت وخلافت آپ کو بچپن ہی میں حضور مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان نے شرفِ بیعت عطا فرما دیا اور 19سال کی عمر میں تمام سلاسل کی خلافت و اجازت سے نوازا جبکہ تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، سیّدالعلماء حضرت سیّد شاہ آلِ مصطفٰے برکاتی مارہروی، احسن العلماء حضرت سیّد حیدر حسن میاں برکاتی اور والدِ ماجد حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم سے بھی تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت حاصل تھی۔[3]

تصانیف حضور تاجُ الشریعہ نے تحریر کے میدان میں مختلف علوم وفنون پر عربی اور اردو میں 65سے زائد کتب تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ◈ ہجرتِ رسول ◈ آثارِ قیامت ◈ الحق المبین(عربی و اردو) ◈ سفینۂ بخشش (نعتیہ دیوان) ◈ فتاویٰ تاجُ الشریعہ ◈ الصحابۃ نجوم الاھتداء ◈ الفردہ شرح القصیدۃ البردہ

وصال علم و ادب کا یہ روشن و تابناک آفتاب 6 ذوالقعدۃ الحرام 1439ھ بمطابق 20جولائی 2018ء بروز جمعۃ المبارک مغرب کے وقت غروب ہوگیا۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حضور تاجُ الشریعہ کے وصال کی خبر ملنے پر ان کے بھائی حضرت مولانا منّان رضاخان المعروف منّانی میاں، آل اولاد، تمام مریدین اور معتقدین سے تعزیت کی نیز 21جولائی 2018ء کو دنیا بھر میں دعوتِ اسلامی کے جامعاتُ المدینہ اور مدارسُ المدینہ میں حضور تاجُ الشریعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں قراٰن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء، 1/145،149ماخوذاً (2)ایضاً، 1/150، 151ماخوذاً (3)ایضاً، 1/160،163ماخوذاً

حضرتِ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

(وہ بزرگانِ دین جن کا وصال یا عرس محرم الحرام میں ہے)

محرَّمُ الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال ہوا، ان میں سے چند کا مختصر ذکر 4 عنوانات کے تحت کیا گیا ہے۔ **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان** (1) **امیر المؤمنین** حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم، (2) حضرت سیّدنا امام حسین اور (3) شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا عرس مبارک بھی محرَّمُ الحرام میں منایا جاتا ہے، ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر بالترتیب صفحہ 17، 35، 36، 37 اور 38 پر ملاحظہ کیجئے۔ (4) ابو قحافہ عثمان بن عامر قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کی چار (4) پشتیں مقامِ صحابیت پر فائز ہوئیں۔ ان کے صاحبزادے امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدنا ابوبکر صدیق، پوتے حضرتِ سیّدنا عبدُاللہ اور حضرتِ سیّدنا عبد الرحمٰن اور پڑپوتے حضرتِ سیّدنا محمد بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ آپ مکّۂ مکرّمہ میں پیدا ہوئے اور یہیں محرَّمُ الحرام 14ھ میں وفات پائی۔ (المنتظم، 4/187- طبقات ابن سعد، 3/158- فیضانِ صدیق اکبر، ص75) (5) حضرتِ سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ صحابیہ ہیں جنہیں نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کنیز اور ابنِ رسول حضرتِ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ محترمہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ محرَّمُ الحرام 16ھ کو مدینۂ منوّرہ میں وصال فرمایا، مزار مبارک جنّتُ البقیع میں ہے۔ (المنتظم، 4/218- المواہب اللدنیۃ، 1/418) **اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام** (6) حضرتِ سیّدنا ابوالقاسم محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیرُ المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرَّمَ اللہُ وجہَہُ الکریم کے فرزند، تابعی، مجاہد، امام، مُدرّس اور مُحدّث تھے، 16ھ کو مدینۂ منوّرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں محرَّمُ الحرام 81ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کی تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 6/181 تا 193- طبقاتِ ابنِ سعد، 5/87- تاریخ دمشق، 54/326) (7) شیخُ الاسلام، سلطانُ الاولیاء حضرتِ سیّدنا ابوالحسن علی بن احمد ہکّاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 409ھ کو عراق کی سرحد کے ساتھ ہکّاری (جنوب مشرقی ترکی) میں ہوئی اور وصال یکم محرَّمُ الحرام 486ھ کو ہوا، آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ رضویہ عطاریہ کے پندرہویں شیخِ طریقت، زاہد و عابد، محدث و عالم اور صاحبِ وقار و ہیبت تھے۔ رسالہ "ہدیۃ الاحیاء للاموات" آپ کی تصنیف ہے۔ (شذرات الذہب، 4/83 تا 84- وفیات الاعیان، 2/163) (8) شیخُ الاسلام حضرتِ سیّدنا شیخ شہابُ الدّین ابو حفص عمر صدیقی سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت رجبُ المُرجّب 539ھ کو قصبہ سُہرَورد (صوبہ زنجان) ایران میں ہوئی اور یکم محرَّمُ الحرام 632ھ کو عراق میں وصال فرمایا۔ آپ جید عالمِ دین، سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور شیخُ المشائخ ہیں۔ آپ کی کتاب "عوارفُ المعارف" دنیا بھر میں مشہور ہے۔ آپ کا مزار مبارک رصافہ کی جانب وردیہ قبرستان (بغداد شریف، عراق) میں مرجعِ خلائق ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 46/112 تا 115- طبقات الشافعیۃ لابن قاضی شہبۃ، 2/103 تا 104) (9) شیخِ وقت حضرتِ سیّدنا شیخ ابو محفوظ اسدُ الدّین معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت بغداد شریف کے ایک علاقے کرخ میں ہوئی۔ یہیں آپ کا وصال 2 محرَّمُ الحرام 200ھ میں ہوا۔ آپ عالمِ باعمل، ولیِ کامل، عابد و زاہد اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے نویں شیخِ طریقت ہیں۔ آپ کا مزار پُرانوار بغداد شریف میں کرخ کی جانب "قبرستان معروف کرخی" میں دعاؤں کی قبولیت کا مرکز ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 13/398 تا 404- مراۃ الجنان، 1/353- شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص67 تا 69) (10) سلطانُ العاشقین، حضرت سیّد شاہ برکتُ اللہ

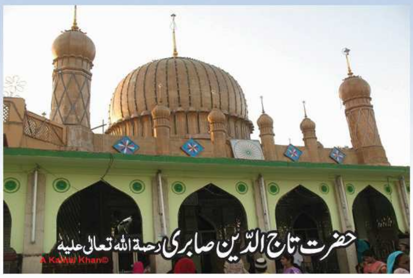

حضرت تاج الدّین صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قاضی شمس الدین جونپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مارہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1070ھ کو بلگرام (اودھ، یوپی) ہند میں ہوئی۔ 10 محرَّمُ الحرام 1142ھ کو مارہرہ مطہرہ (ضلع ایٹہ، یوپی) ہند میں وصال فرمایا۔ آپ عالمِ باعمل، شیخُ المشائخ، مصنفِ کتب، صاحبِ دیوان شاعر، عوام وخواص کے مرجع اور بانیِ خانقاہ برکاتیہ ہیں۔ (تاریخ خاندان برکات، ص12تا17) **11** زبدۃ الواصلین، حضرت سیّد شاہ حمزہ مارہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1131ھ مارہرہ شریف (یوپی) ہند میں ہوئی اور یہیں 14 محرَّمُ الحرام 1198ھ میں وصال فرمایا، آپ کا مزار "درگاہ شاہ بَرَکتُ اللہ" کے دالان میں شرقی گنبد میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، عظیم شیخِ طریقت، کئی کتب کے مصنف اور مارہرہ شریف کی وسیع لائبریری کے بانی ہیں۔ (تاریخ خاندان برکات، ص20تا23) **12** زینتِ خاندانِ غوثِ اعظم، عارفِ ربّانی حضرت شیخ سیّد احمد جیلانی بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی کی ولادت غالباً آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں ہوئی اور وصال شریف 19 محرَّمُ الحرام 853ھ کو بَغداد (عراق) میں ہوا۔ یہیں مزار فائضُ الانوار ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے چوبیسویں (24) شیخ طریقت ہیں۔ (شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص95) **13** مشہورولیُ اللہ، تاجُ الاولیاء حضرت بابا سیّد محمد تاجُ الدّین اولیاء صابری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 1277ھ میں کامٹی محلہ، کمسری بازار (ناگپور، مہاراشٹر) ہند میں ہوئی اور یہیں مزار بنا جوکہ مرجَعِ خلائق ہے۔ آپ کا یومِ وصال 26 محرَّمُ الحرام (1344ھ) ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 6/331تا347) **14** غوثُ العالَم، محبوبِ یزدانی، حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادتِ باسعادت 712ھ کو سمنان (ایران) میں ہوئی اور وصال 28 محرَّمُ الحرام 832ھ کو ہند میں فرمایا، آپ کا مزار مبارک کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر، یوپی ہند) میں زیارت گاہِ عوام و عُلَما ہے۔ آپ حافظُ القراٰن مع سبعہ قراءت، علومِ عقلیہ و نقلیہ میں ماہر، مصنفِ کتب اور تاجدارِ روحانیت ہیں۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل ملفوظات کا مجموعہ "لطائفِ اشرفی" رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ (ماہنامہ الاشرف باب المدینہ کراچی جنوری 2010ء، ص20تا27)

خاندان و احبابِ اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزت

15 مریدِ اعلیٰ حضرت، شمسُ العلماء، حضرت مولانا مفتی قاضی ابو المعالی شمس الدّین احمد جعفری رضوی جونپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1322ھ محلہ میرمست جونپور (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جید مدرس، صاحبِ قانونِ شریعت اور شیخِ طریقت تھے۔ یکم محرمُ الحرام 1401ھ کو وصال فرمایا، آپ کو احاطۂ مزار حضرت قطب الدّین بینادل قلندر، جونپور (یوپی) ہند میں دفن کیا گیا۔ (مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء، 1/434تا439) **16** شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1310ھ رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی (یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جملہ علوم وفنون کے ماہر، جید عالِم، مصنفِ کتب، مفتی و شاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخِ طریقت، مرجعِ علما و مشائخ اور عوامِ اہلِ سنّت تھے۔ 35 سے زائد تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور فتاویٰ مصطفویہ مشہور ہیں۔ 14 محرَّمُ الحرام 1402ھ میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (جہانِ مفتیِ اعظم، ص64تا130) **17** امینِ شریعت حضرت مولانا مفتی سبطین رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن 1346ھ میں محلّہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور 26 محرَّمُ الحرام 1437ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک کانکرٹولہ، بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہے۔ آپ عالمِ دین، مفتیِ اسلام، استاذُ العلماء اور شیخِ طریقت تھے۔ درسِ نظامی کی جملہ کتب میں مہارتِ تامّہ حاصل تھی اور اچھے حکیم بھی

حضرت مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

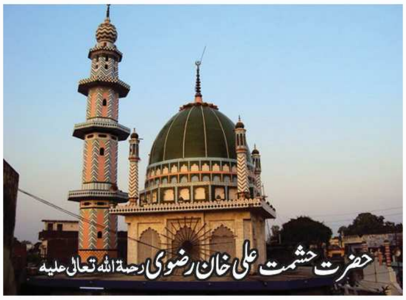

حضرت حشمت علی خان رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

حضرت مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

تھے۔ زندگی کا اکثر حصّہ کانکر ضلع بستر چھتیس گڑھ میں گزارا اور مدرسہ فیضُ الاسلام کشیکل (ایم پی) ہند میں تدریس فرمائی۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفا، ص387تا391)

تلامذہ و خلفائے اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزت

18 شیر بیشۂ سنّت، مولانا ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی علیہ رحمۃ اللہ القوی 1319ھ کو لکھنو (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظُ القراٰن، فاضلِ دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتیِ اسلام، مصنف، مدرس، شاعر، شیخِ طریقت اور بہترین واعظ تھے۔ چالیس تصانیف میں "الصوارمُ الہندیہ" اور "فتاویٰ شیر بیشہ سنّت" زیادہ مشہور ہیں۔ وصال 8 محرَّمُ الحرام 1380ھ میں فرمایا، مزار مبارک بھورے خاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص304تا316) 19 استاذُالعلماء حضرت مولانا سیّد محمد غیاثُ الدّین حسن شریفی چشتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 1304ھ کو قصبہ رجہت (ضلع گیا، صوبہ بہار) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مدرس، مصنف، واعظ اور شیخِ کامل تھے۔ اردو، فارسی اور عربی تصانیف میں "غیاث الطالبین" اہم ہے۔ آپ نے 13 محرَّمُ الحرام 1385ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک خانقاہ کبیریہ شہسرام (ضلع آرہ، صوبہ بہار) ہند کے احاطۂ قبرستان میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص364تا373-ماہنامہ معارفِ رضا، اگست 2007ء، ص30تا35) 20 فقیہ دوراں حضرتِ علّامہ مولانا قاضی ابوالمظفر غلام جان ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ القوی فاضل دارالعلوم مظہرِ اسلام بریلی شریف، بہترین مدرس، مفتیِ اسلام اور صاحبِ تصنیف ہیں۔ آپ کی ولادت 1316ھ اوگرہ مدنی صحرا (مانسہرہ، پاکستان) میں ہوئی اور وصال 25 محرَّمُ الحرام 1379ھ کو فرمایا، آپ مرکز الاولیاء لاہور میں غازی عِلم دین شہید کے مزار کے جنوبی جانب محوِ استراحت ہیں۔ "فتاویٰ غلامیہ" آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ (حیات فقیہ زماں- تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص299تا300) 21 محسنِ ملت حضرتِ علّامہ مولانا حامد علی فاروقی رضوی رائے پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت قاضی پور چندہا (الہ آباد، یوپی) ہند میں 1306ھ میں ہوئی۔ 26 محرَّمُ الحرام 1388ھ میں وصال فرمایا، رائے پور کے مشہور ولیُّ اللہ حضرت فاتح شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قُرب میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ فاضلِ منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظر و خطیبِ اسلام، ملّی قائد اور قومی راہنما تھے، آپ نے کئی فتاویٰ بھی لکھے، آپ کا 1924ء میں قائم کردہ "مدرسہ و ادارہ اصلاحُ المسلمین و دارُالیتامیٰ چھتیس گڑھ ہند" آج بھی قوم و ملت کی آبیاری کر رہا ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص562تا573) 22 استاذُالعلماء، مفتیِ اسلام حضرت علّامہ ابوالسعادات شہابُ الدّین احمد کویا ازہر شالیاتی ملیباری شافعی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادتِ باسعادت 1302ھ قریہ چالیم ملیبار کیرالا (جنوبی ہند) میں ہوئی اور یہیں 27 محرَّمُ الحرام 1374ھ کو وصال فرمایا، آپ جید عالم، مدرس، شیخِ طریقت، مفتیِ اسلام، مرجعِ عوام و علما اور عِلم و عمل کے جامع تھے۔ آپ "دارالافتاء الازہریہ" کے بانی ہیں اور "الفتاویٰ الازہریہ فی احکام الشرعیۃ" آپکے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص574تا578) 23 استاذُالعلماء، مولانا ابوالمساکین محمد ضیاء الدّین ہمدم قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادتِ باسعادت شوّال المکرم 1290ھ تلہر (ضلع شاہ جہاں پور، یوپی) ہند میں ہوئی اور 28 محرَّمُ الحرام 1364ھ میں وصال فرمایا، پیلی بھیت (یوپی) ہند میں بہشتیوں والی مسجد سے متصل آسودۂ خاک ہیں۔ آپ جید مدرس، مصنف، صاحبِ دیوان شاعر، شیخِ طریقت اور پیلی بھیت کی مؤثر شخصیت تھے۔ (تذکرہ محدثِ سورتی، ص274تا275)

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال / عرس محرمُ الحرام میں ہے

محرمُ الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 23 کا مختصر ذکر "**ماہنامہ فیضانِ مدینہ**" محرمُ الحرام 1439ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا۔* مزید کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان (1) امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا ابو حفص **عمر فاروقِ اعظم** عَدَوِی قرشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت واقعۂ فیل کے 13 سال بعد مکۂ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ دورِ جاہلیت میں علمِ انساب، گھڑ سواری، پہلوانی اور لکھنے پڑھنے میں ماہر اور قریش کے سردار و سفیر تھے، اعلانِ نبوت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے۔ آپ جلیلُ القدر صحابی، دینِ اسلام کی مؤثر شخصیت، قاضیِ مدینہ، قوی و امین، مبلغ عظیم، خلیفۂ ثانی، پیکرِ زہد و تقویٰ، عدل و انصاف میں ضربُ المثل اور عظیم منتظم و مدبر تھے۔ آپ کے ساڑھے 10 سالہ دورِ خلافت میں اسلامی حدود تقریباً سوا 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئیں۔ آپ نے محرمُ الحرام 24ھ کی چاند رات کو مدینہ طیبہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔[1] (تاریخ الخلفاء، ص86تا117، العبر فی خبر من غبر، 20/1) (2) مجاہدِ اسلام حضرت سیّدنا **سلمہ بن ہشام** مخزومی قرشی رضی اللہ تعالٰی عنہ قدیم الاسلام، مہاجرِ حبشہ و مدینہ اور بزرگ صحابی تھے۔ آپ محرمُ الحرام 14ھ کو واقعۂ مَرْجُ الصُّفَّر (شام) میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ (طبقات الکبریٰ لابن سعد، 96/4تا98)

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السَّلام (3) غازیِ اسلام، قمرِ بنی ہاشم، برادرِ امام حسین، علم دارِ اہلِ بیت حضرت سیّدنا **عباس بن علی** ہاشمی قرشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کی پیدائش 26ھ کو مدینۂ منورہ میں اور شہادت 10 محرمُ الحرام 61ھ کو کربلا میں ہوئی، آپ حسنِ ظاہری و باطنی کے مالک، غریبوں اور لاچاروں کی مدد کرنے والے، علم و عمل کے جامع اور بہادری و شجاعت کے پیکر تھے۔ آپ کا مزار کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار سے شمال مشرق کی جانب زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ (تاریخ طبری، 412/5، 413) (4) سجادِ اُمّت، حضرت سیّدنا **امام زینُ العابدین ابو الحسن علی اوسط** ہاشمی قرشی علیہ رحمۃ اللہ القوی شعبان 38ھ کو مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے اور محرمُ الحرام 94ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار جنتُ البقیع میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلو میں ہے۔ آپ عظیمُ المناقب تابعی، محدث، فقیہ، عابد، سخی، صاحبِ زہد و تقویٰ، جلیلُ القدر، عالی مرتبت اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے چوتھے شیخِ طریقت ہیں۔ (وفیات الاعیان، 127/2، شرح شجرۂ قادریہ، ص51، 54) (5) مرشدِ غوثِ اعظم، حضرت سیّدنا **شیخ ابو سعید مبارک مخزومی** حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی، فقیہ، صوفی،

(1) حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سیرت تفصیل سے جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی 2 جلدوں پر مشتمل کتاب "فیضانِ فاروقِ اعظم" پڑھئے۔

قاضیِ بغداد اور مدرسہ بابُ الازج کے بانی تھے، بغداد شریف میں پیدا ہوئے اور یہیں 12 محرم الحرام 513ھ میں وصال ہوا، بابِ حرم میں دفن کئے گئے۔(شذرات الذہب،4/179، شریف التواریخ،1/13) (6) جدِّ امجد خاندانِ گیلانیہ فی الہند حضرت سیّد محمد غوث بندگی گیلانی اوچی قادری علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادتِ باسعادت 833ھ میں حلب شام میں ہوئی۔ آپ ولیِ کامل، جامعِ علومِ عقلیہ و نقلیہ، صاحبِ زہد و تقویٰ اور فخرِ خاندانِ قادریہ تھے، حاکمِ سندھ اور شاہِ ہند آپ کے عقیدت مند تھے۔ وصال 7 محرمُ الحرام 922ھ میں فرمایا، آپ کا مزار پُر انوار اُوچ شریف (ضلع بہاولپور جنوبی پنجاب پاکستان) میں مرجعِ خلائق ہے۔(خزینۃ الاصفیاء،1/189، اقوامِ پاکستان، ص304) (7) ولیِ شہیر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی چشتی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت مدینۃ الاولیاء ملتان کے قصبہ کوٹھے وال میں 569ھ کو ہوئی اور 5 محرمُ الحرام 664ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پاک پتن شریف پنجاب(پاکستان) میں مشہور اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ عالمِ باعمل، ولیِ کامل، سلسلہ نظامیہ اور سلسلہ صابریہ کے جدِّ امجد ہیں۔ **راحت القلوب اور اسرار الاولیاء** آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ (مرآۃ الاسرار، ص771، فیضانِ بابا فرید گنج شکر، ص2، 96) (8) قطبُ العارفین، شیخُ الاسلام، امامُ المجاہدین حضرتِ سوات، سیدو بابا عبد الغفور اَخُونْد قادری علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 1184ھ کو موضع جبڑی سوات میں اور وصال 7 محرمُ الحرام 1295ھ کو سیدو شریف سوات خیبر پختونخواہ پاکستان میں ہوا۔ آپ سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخِ طریقت، ہر دلعزیز شخصیت اور شیخُ المشائخ ہیں۔ (تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص246، اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، 2/216)

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

(9) شاگردِ امام محمد، حضرت سیّدنا ابو حفص کبیر احمد بن حفص بخاری حنفی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 150ھ کو بخارا ازبکستان میں ہوئی اور یہیں ماہِ محرمُ الحرام 217ھ کو وصال فرمایا۔ آپ فقیہِ مشرق، مجتہدِ عصر، مجدّدِ زمانہ، مصنفِ کتب اور شیخُ الشیوخ تھے۔(حدائق الحنفیہ، ص140، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص24، سیر اعلام النبلاء، 8/457، 458) (10) تلمیذِ امام محمد، حضرت سیّدنا ابو موسیٰ عیسیٰ بن ابان بصری حنفی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت دوسری سنِ ہجری کے وسط میں عراق میں ہوئی۔ ماہِ محرمُ الحرام 221ھ کو بصرہ عراق میں وصال فرمایا۔ آپ فقیہِ وقت، محدثِ زمانہ، ماہرِ علمِ فلکیات و حساب، قاضیِ بصرہ اور مصنفِ کتب تھے۔(تاریخ بغداد، 11/158تا160، سیر اعلام النبلاء، 9/152، تاریخ اسلام للذھبی، 16/651) (11) محدثِ شہیر حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت 336ھ کو اَصبہان (ایران) میں ہوئی اور یہیں 20 محرمُ الحرام 430ھ میں وصال فرمایا۔ آپ امامِ جلیل، صوفیِ کبیر، مؤرخِ اسلام، تاجُ المحدثین، شیخُ الاسلام اور مصنفِ کتب ہیں۔ 50 کتب میں **حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء** زیادہ مشہور ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، مقدمہ، 1/6تا15، اللہ والوں کی باتیں، ص34 تا 37) (12) شمسُ الائمہ حضرت سیّدنا امام محمد بن عبدُ الستار کردری عمادی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 559ھ براقین (مضافات کردر شہر، نزد جرجانیہ) خوارزم میں ہوئی۔ 9 محرمُ الحرام 642ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک بخارا(ازبکستان) میں امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی محدثِ بخاری کے ساتھ ہے۔ استاذُ الائمہ، محیِ اصولِ فقہ، مجددِ علمِ اصول و فروع اور فقیہِ مشرق ہیں۔(تاریخ الاسلام للذہبی، 47/138، حدائق الحنفیہ، ص279) (13) مشہور عاشقِ رسول حضرت مولانا نورُ الدّین عبد الرحمٰن جامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی ولادت 817ھ ہرات کے علاقہ جام (صوبہ غور) افغانستان میں ہوئی اور وصال 18 محرمُ الحرام 898ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ہرات (افغانستان) میں قبولیت دعا کا مقام ہے۔ آپ حافظُ القراٰن، عالمِ دین، خاتمُ الشعراء، مؤرخ، مصنفِ کتب اور سلسلہ نقشبندیہ کے شیخِ طریقت ہیں۔ بہارستان ورسائلِ جامی، نفحاتُ الانس، شرح ملّا جامی اور شواہدُ النبوت وغیرہ آپ کی بہترین کتب ہیں۔(نفحات الانس مترجم، ص20تا28)

✷ ◉ حضرت سیّدنا ابو الحسن علی بن احمد ہکّاری (یومِ عرس یکم محرمُ الحرام) ◉ حضرت سیّدنا معروف کرخی (یومِ عرس 2 محرمُ الحرام) ◉ شیخ سیّد احمد جیلانی (یومِ عرس 19 محرمُ الحرام) ◉ حضرت بابا سیّد محمد تاجُ الدّین اولیا (یومِ عرس 26 محرمُ الحرام) ◉ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مصطفےٰ رضا خان (یومِ عرس 14 محرمُ الحرام) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال/عرس محرم الحرام میں ہے۔

ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

مُحَرَّمُ الْحَرَام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عِظام اور عُلَمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 36 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ اور 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 15 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 رازدانِ مصطفےٰ حضرت سیّدُنا حُذیفہ بن یَمان عَبْسی انصاری رضی اللہ عنہ مدینۂ منوّرہ میں پیدا ہوئے اور وِصال (غالباً 28) محرمُ الحرام 36ھ کو مدائن (سلمان پاک) عراق میں ہوا، مزار یہیں ہے۔ آپ جلیلُ القدر صحابی، علاماتِ نفاق وقِیامت سے خوب واقف، تکلُّفات سے پاک سادہ طبیعت کے مالک، زُہد و تقویٰ کے پیکر، بدر کے علاوہ تمام غزوات اور کئی مُہِمّات (جنگوں) میں شرکت کرنے والے مجاہد، ہمدان، رَے اور دِینَوَر کے فاتح اور مدائن کے گورنر تھے۔ (زرقانی علی المواھب، 4/557، تاریخ ابن عساکر، 12/259، بغیۃ الطلب، 5/2176)

2 سیّدُ الشُّہداء، امام عالی مقام، حضرتِ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت 5 شعبانُ المعظّم 4ھ کو مدینۂ منوّرہ میں ہوئی اور 10 محرمُ الحرام 61ھ کو کربلائے معلیٰ (کوفہ، عراق) میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ نواسۂ رسول، نورِ عینِ فاطمۂ بتول، جگر گوشۂ علیُّ المرتضیٰ اور پیکرِ صَبْر ورضا تھے۔ آپ عبادت، زُہد، سخاوت، شُجاعت، شَرْم وحیا اور اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ آپ نے راہِ حق میں سب کچھ لُٹا دیا لیکن باطل کے سامنے سَر نہ جُھکایا اور شہادت کا جام پی لیا۔ آپ کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام زندہ ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 4/401 تا 429)

اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السَّلام

3 سلسلۂ چشتیہ کے چشم وچراغ، شیخُ الحرم حضرت فُضَیل بن عِیاض خراسانی مکّی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سَمرقند یا خُراسان میں اور وفات مکّہ شریف میں 10 محرم 187ھ کو ہوئی۔ آپ شیخُ الاسلام، استاذُ الائمہ، تفسیر وحدیث کے امام، رقیقُ القلب (نرم دل)، ضَرْبُ الْمَثَل تقویٰ کے مالک اور درجۂ اَبْدال پر فائز ولیِ کامل تھے۔ (تہذیب التہذیب، 6/422، سیر اعلام النبلاء، 7/633)

4 قطبِ اَولیا حضرت شیخ احمد جام نامقی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 441ھ میں نامِق (کاشمر، صوبہ خراسان رضوی) ایران میں ہوئی۔ محرم 536ھ کو وصال فرمایا، مزار شہر "تربتِ جام" (صوبہ خراسان رضوی) ایران میں زیارت گاہِ عام ہے۔ آپ ولیِ شہیر، شاعرِ اسلام، علّامۂ زمانہ اور مُصنّفِ کتب تھے۔ (مرآۃ الاسرار مترجم، ص491، اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 2/106)

5 غوثِ وقت حضرت خواجہ ابوالحسن علی خَرْقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 350ھ میں خَرْقان (ضلع شاہرود، صوبہ سمنان) ایران میں ہوئی۔ 10 محرم 425ھ کو وصال فرمایا، مزارِ مبارک خَرْقان میں دُعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ (مرآۃ الاسرار مترجم، ص473، 476، نفحات الانس مترجم، ص335)

6 پیرِ وقت حضرت خواجہ محمد سلونی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 996ھ سلون شریف (ضلع رائے بریلی، اترپردیش) ہند میں ہوئی اور یہیں

مزار شریف ابوالحسن علی خَرْقانی

مزار شریف احمد بن محمد قسطلانی

21 محرم 1099ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جامعِ عُلوم و کرامات اور اکابر اولیائے چشت سے ہیں۔ (خزینۃ الاصفیاء، 2/440، نزہۃ الخواطر، 5/107)

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

7 مُفسرِ قراٰن، حضرتِ **جلالُ الدّین محمد مَحلّی** شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 791ھ قاہرہ مصر میں ہوئی۔ آپ استاذُ العلماء، تفتازانیِ عرب، 13 کُتُب کے مصنف اور شیخِ طریقت تھے۔ تفسیرِ جلالین (کا نصفِ آخر) آپ کی یادگار و مشہور تصنیف ہے۔ یکم محرم 864ھ کو قاہرہ مصر میں وصال فرمایا۔ (تفسیر جلالین مع حاشیہ انوار الحرمین، مقدمہ، 1/18، حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ، 1/371) 8 صاحبِ شرحِ عقائدِ نَسفیّہ، حضرت **امام سعدُ الدّین مَسعود** تفتازانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت خاندانِ عُلَما میں 722ھ تفتازان (ضلع شیروان، خراسان رضوی) ایران میں ہوئی اور محرم 791ھ میں وصال فرمایا، تدفین سَرَخس (ضلع شیروان، صوبہ خراسان رضوی) ایران میں ہوئی۔ علومِ قدیمہ و جدیدہ میں ماہر، علومِ حکمیہ و عقلیہ (نحو و صرف، منطق و حکمت، اصول و کلام، معانی و بیان) میں کامل، استاذُ العلماء اور مصنّفِ کتب تھے۔ (شذرات الذھب، 7/67، حدائق الحنفیہ، ص327) 9 امام شہابُ الدّین ابو العباس **احمد بن محمد قَسطلانی** رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 851ھ کو مصر میں ہوئی، یکم محرم 923ھ کو قاہرہ مصر میں وصال فرمایا اور آپ کا مزار جامعہ ازہر کے قرب میں امام عَینی کے مدرسہ میں ہے۔ حافظِ قراٰن، ماہرِ فنِ قراءت، علم و فن میں حُجّت (دلیل)، ثقہ عالم، فقیہِ وقت، جلیلُ القدر امام، حافظُ الحدیث اور سندُ المحدّثین تھے۔ آپ کی 25 تصانیف میں "اِرْشَادُ السَّارِی فِی شَرْحِ صَحِیْحِ الْبُخَارِی اور اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَّة بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّة" مشہور ہیں۔ (مقدمہ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، 1/5) 10 عالم باعمل، صوفیِ کامل حضرت مولانا شیخ **رحمتُ اللہ سندھی** فاروقی قادری حنفی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دربیلہ، کنڈیارو، ضلع نوشہرو فیروز (بابُ الاسلام سندھ) پاکستان میں ہوئی اور 12 محرم 993ھ کو مکۂ مکرمہ میں وصال فرمایا۔ آپ خلیفۂ صاحبِ کنزالعمال علّامہ علی متقی، محدّث و فقیہِ حنفیہ اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ (فقہائے ہند، 1/570، 604، اخبار الاخیار مترجم ص561) 11 مُجدّدِ وقت حضرت **سیّد محمد بن عبدالرسول** بَرْزَنْجی مَدَنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شہر زُور (صوبہ سلیمانیہ، عراق) 1040ھ میں ہوئی اور یکم محرم 1103ھ کو مدینۂ منورہ میں وصال فرمایا اور جنّتُ البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ حافظِ قراٰن، جامعِ معقول و منقول، علامۂ حجاز، مفتیِ شافعیہ، 90 کتب کے مصنّف، ولیِ کامل اور مدینہ شریف کے خاندانِ بَرْزَنْجی کے جدِّ امجد ہیں۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، ص13، تاریخ الدولۃ المکیۃ، ص59) 12 خاتمۃُ المحدّثین، صاحبِ کشفُ الخفاء حضرت شیخ **اسماعیل بن محمد عجلونی** شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1087ھ عجلون اُردن میں ہوئی۔ 2 محرم 1162ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک دمشق (بجوارِ شیخ ارسلان) شام میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، عُلوم و فنون کے ماہر، استاذُ العلماء، مصنفِ کتب، سلسلۂ خلوتیہ کے شیخِ طریقت اور مَرجَعِ عوام و خواص تھے۔ (کشف الخفاء، 1/3، حوادث دمشق الیومیہ، ص30، اعلام للزرکلی، 1/325) 13 مناظرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ **غلام دستگیر قصوری** ہاشمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اندرونِ موچی دروازہ لاہور میں ہوئی۔ جیدعالمِ دین، مناظرِ اسلام، مصنّفِ کتب اور مجازِ طریقت تھے۔ پندرہ (15) سے زیادہ تصانیف میں تقدیسُ الوکیل کو شہرت حاصل ہوئی۔ 20 محرم 1315ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک بڑا قبرستان (کچہری روڈ) قصور پاکستان میں ہے۔ (رسائل قصوری، ص47، 65)

مفتیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا **مفتی محمد فاروق عطّاری** مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1396ھ کو (لاڑکانہ، سندھ) میں ہوئی اور صرف 31 سال کی عمر میں 18 محرم 1427ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار صحرائے مدینہ (نزد ٹول پلازہ) کراچی میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضل جامعۃُ المدینہ، استاذُ العلماء، مُفسرِ قراٰن، رکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)، نگرانِ مجالسِ کثیرہ اور مبلغِ دعوتِ اسلامی تھے، آپ نے تبلیغِ قراٰن و سنّت کے لئے کئی شہروں اور ملکوں کا سفر کیا۔ اَنْوارُ الحرمَین حاشیہ تفسیرِ جلالین (6 جلدیں) آپ کی عربی تفسیر ہے۔ (مفتی دعوتِ اسلامی، ص13، 57)

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

مزار حضرت ابو مَدیَن شعیب مغربی

مزار حضرت حافظ محمد طاہر بندگی

مُحَرَّمُ الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 50 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ تا 1441ھ کے 3 شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 14 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان: (1) جلیلُ القدر بدری صحابی حضرت سیّدُنا ابو عمیر سعد بن عُبیدُ القاری رضی اللہ عنہ کی پیدائش اَنصار کے قبیلہ "اَوس" میں ہجرت سے 49 سال پہلے ہوئی اور محرم 15 ہجری جنگِ قادِسیّہ میں شہید ہوئے۔ آپ حافظِ قراٰن تھے اور آپ کا شمار اُن چار انصاری صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے زمانۂ نبوی میں جمعِ قراٰن کی سعادت پائی۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک رہے اور عرصۂ دراز تک مسجدِ قُبا میں امامت بھی فرمائی۔[1] (2) حضرت سیّدُنا عمرو بن عثمان قرشی تیمی رضی اللہ عنہ مکۂ مکرمہ کے رہائشی، قدیمُ الاسلام صحابی اور حبشہ و مدینۂ منوّرہ ہجرت فرمانے والے ہیں۔ آپ محرم 15ھ کو جنگِ قادِسیّہ میں شہید ہوئے۔ جنگِ قادسیہ خلافتِ فاروقِ اعظم میں محرم 14 یا 15ھ میں حضرت سیّدُنا سعد بن ابی وقاص کی کمانڈ میں لڑی گئی۔[2]

اولیاو مشائخ کرام رحمہمُ اللہ السّلام: (3) شیخُ العارفین حضرت سہل بن عبدُ اللہ تُستَری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تُستَر (بصرہ) عراق میں 200ھ میں ہوئی اور محرم 283ھ میں وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ نبیل، مُفَسِّرِ قراٰن، محدّثِ جلیل، صاحبِ کرامات اور تفسیرُ التستری سمیت کئی کُتُب کے مصنف ہیں۔[3] (4) شیخُ الشُّیوخ حضرت ابو مَدیَن شعیب مغربی تِلِمسانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ 520ھ کو قطنیانہ (نزد اشبیلیہ) اندلس (Spain) یورپ میں پیدا ہوئے اور 28 محرم 590ھ کو الجزائر (براعظم افریقہ) میں وصال فرمایا، مزار مبارک مُدفَنُ الاولیاء اَلْعُبّاد (تلمسان) الجزائر میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ آپ عالمِ دین، فیض یافتہ غوثُ الاعظم شیخ عبدُ القادر جیلانی، صاحبِ کرامات، ولیِ کامل، مصنفِ کُتب، شاعرِ اسلام، بانی سلسلہ قادریہ مغربیہ اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔[4] (5) حضرت شیخ سلیمان بن عفّان مَنْدَوِی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ روحانی مَراتِب سے مالا مال، عظیم و یکتا ولیِ کامل تھے، سیر و سیاحت کی کثرت کی بدولت کئی نعمتیں حاصل کیں، مریدوں کی اصلاح و تربیت میں بہت کوشش فرماتے تھے۔ آپ کا وصال 14 محرم 944 کو دہلی میں ہوا، پُرانی دہلی میں خواجہ بختیار کاکی کے مزار کی پچھلی جانب آپ کا مزار ہے۔[5] (6) قطبِ لاہور حضرت علامہ حافظ محمد طاہر بندگی قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مَوتی بازار اندرونِ لاہور میں 984ھ میں ہوئی اور 8 محرم 1040ھ کو وِصال فرمایا، مزار مِیانی صاحب قبرستان میں معروف ہے۔ آپ شاہ سکندر کیھتلی کے مرید، حضرت مجدّدِ اَلف ثانی کے خلیفہ، ان کے صاحبزادگان کے استاذ، بہترین کاتب اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے۔[6] (7) اشرفُ الاولیاء مولانا سید اشرف حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1260ھ میں کچھوچھہ شریف میں ہوئی اور یہیں 25 محرم 1348ھ کو وصال فرمایا۔ آپ خاندانِ اشرفیہ کے اہم فرد، عالمِ دین، اچھے شاعر، شیخِ طریقت اور خانقاہِ حسینیہ سرکارِ کلاں کے سجادہ نشین تھے۔ آپ شبیہ غوثُ الاعظم حضرت شاہ سیّد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

مزارحضرت محمد عبدُ الواحد فرنگی محلی

مزارحضرت مفتی عبدُ المنان اعظمی

کے بڑے بھائی تھے۔(7)

علمائے اسلام رحمھم اللہ السّلام: 8 استاذُ العلماء حضرت علّامہ قاضی عبدُ المُقْتَدِر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 702ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں 26 محرم 791ھ کو وصال فرمایا، مزار خانقاہِ شیخ عبدُ الصمد دہلی میں ہے۔ آپ جَیّد عالمِ دین، فصیح و بلیغ شاعر، ذہین و فطین، صوفیِ کامل، شیخِ طریقت، صاحبِ دیوان شاعر، صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے۔ قصیدہ ”لَامِیَةُ الْعَجَم“ آپ کا تحریر کردہ ہے۔(8) 9 قطبُ الدّین حضرت خواجہ محمد یحییٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ دین، جانشینِ خواجہ احرار اور صاحبِ ثَرْوَت تھے۔ 15 یا 17 محرم 906ھ کو شہید ہوئے مزار سمرقند میں اپنے والد کے مَرْقَد کے قریب ہے۔(9) 10 جامعِ علم و معرفت حضرت شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1175ھ میں صاءُ الْحَجَر (صوبہ غربیہ) مصر میں ہوئی اور 7 محرم 1241ھ کو وصال فرمایا، تدفین مدینۂ منوّرہ میں ہوئی۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضل جامعۃُ الاَزہر، مُفَسِّرِ قراٰن، سلسلۂ خَلْوَتِیَّہ کے شیخِ طریقت، استاذُ العلماء، صاحبِ کرامات اور ولیِ شہیر تھے۔ سَترہ (17) کُتُب میں سے ”حَاشِيَةُ الصَّاوِی عَلٰی تَفْسِيْرِ الْجَلَالَيْن“ علما میں معروف ہے۔(10) 11 نبیرۂ بحرُ العلوم حضرت مولانا ابوالخیر محمد عبدُ الواحد فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ باعمل اور شاگردِ بحرُ العلوم ہیں۔ مدرسہ بحرُ العلوم مُدْراس (کرناٹک ہند) میں تادمِ وصال (13 محرم 1241ھ) مدرس رہے، مزار مبارک جَدِّ امجد بحرُ العلوم (حضرت علّامہ مولانا عبدالعلی) کے پہلو میں مدراس (چینائی، تامل ناڈو، جنوبی ہند) کی مسجد والاشاہی میں ہے۔(11) 12 صاحبِ انوارِ ساطعہ مولانا محمد عبدُ السمیع بیدل انصاری رام پوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رام پور منہیاراں (ضلع سہارن پور یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ جید عالم، مصنفِ کتب، شاعرِ اسلام اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے شیخِ طریقت تھے۔ یکم محرم 1318ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک مخدوم شاہ ولایت قبرستان میرٹھ (یوپی) ہند میں ہے۔ اپنی کتاب ”انوارِ ساطعہ دربیانِ مولود و فاتحہ“ کی وجہ سے معروف ہیں۔(12) 13 خاندانِ غوثُ الاعظم کے بُزرگ حضرت شیخ محمد بشیر بن ہاشم خطیب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1328ھ کو دمشق میں ہوئی اور 2 محرم 1382ھ کو وصال فرمایا، تدفین بابُ الصَّغیر قبرستان دمشق میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، صوفیِ باصفا، ادیب و شاعر اور سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت، جامع مسجد اُموی کے خطیب و مدرس تھے۔(13) 14 بحرُ العلوم حضرت علّامہ مفتی عبدُ المنان اعظمی رضوی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1344ھ مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 14 محرم 1434ھ کو وصال فرمایا، آپ بہترین مدرس، مفتی، مصنف، شاعر، خطیب، مجازِ طریقت اور استاذُ الاَساتِذہ تھے۔ 20 تصانیف میں سے فتاویٰ بحرُ العلوم (6 جلدیں) آپ کی محنتوں کا ثمر (پھل) ہے۔ آپ نے بانیِ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری کو بھی سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت عطا فرمائی۔(14)

---

(1) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 3/57، الاستیعاب، 2/165 (2) طبقاتِ ابنِ سعد، 4/96، الاستقصا لاخبار دول المغرب، 1/81 (3) سیر اعلام النبلاء، 10/647، اعلام للزرکلی، 3/143 (4) جمالیۃ التصوف فی شعر سیدی ابی مدین الغوث، ص24 تا 26، وفیات الاخیار، ص47 (5) اخبارالاخیار فارسی، ص221 (6) تذکرۂ اولیائے پاکستان، 2/272 تا 277 (7) حیات مخدوم الاولیاء، ص22 تا 42 (8) اخبار الاخیار مترجم، ص326 (9) خواجہ عبید اللہ احرار، ص123 (10) شرح الصاوی علیٰ جوہرۃ التوحید، ص14 تا 21 (11) تذکرہ علمائے فرنگی محلی، ص141، 143 (12) نورِ ایمان، ابتدائیہ، تذکرۂ علمائے اہلسنت، ص167 (13) اتحاف الاکابر، ص443 (14) فتاویٰ بحر العلوم، 1/15، ماہنامہ کنز الایمان دہلی دسمبر 2013، ص11۔

مزار حضرت سیّدُنا ابو عبد الرّحمٰن بلال بن رَباح حبشی رضی اللہُ عنہ

مزار حضرت سیّد صفی الدین اسحاق کاظمی اَرْدَبیلی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مَدَنی*

محرّمُ الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 64 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ تا 1442ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان: (1) صحابیہ حضرت ہند بنت عُتبہ قُرشیہ رضی اللہُ عنہا کا سلسلۂ نسب چوتھی پُشت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مل جاتا ہے، آپ رئیسِ مکہ کی بیٹی، سردارِ مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہُ عنہ کی زوجہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ کی والدہ ہیں۔ آپ فتحِ مکہ کے دن اسلام لائیں، بیعت کی اور گھر میں موجود بُت پاش پاش کر دیا، آپ بہت عقل مند، بہادر، غیرت مند، باحیا، پاک دامن، فیاض، صاحبُ الرائے اور حُسنِ اسلام والی خاتون تھیں۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے جنگِ یَرموک میں شریک ہوئیں۔ آپ کا وِصال (محرم 14ھ کو) خلافتِ عمر میں اس دن ہوا جب حضرت ابوقحافہ عثمان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔[1] (2) مؤذنِ رسول حضرت سیّدُنا ابو عبد الرّحمٰن بلال بن رَباح حبشی رضی اللہُ عنہ کی ولادت ایک قول کے مطابق مکۂ مکرمہ میں ہوئی۔ ابتدا میں اسلام قبول کرنے اور انتہائی تکالیف اُٹھانے، عشقِ رسول میں شہرت پانے اور مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں اذان دینے کا شرف پانے، غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت کرنے اور احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ آپ نے طاعونِ عَمَواس میں 17 یا 18ھ کو وصال فرمایا۔ ایک قول کے مطابق یہ وبا محرم اور صفر 17ھ میں پھیلی۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام: (3) سلطانُ العارفین حضرت سیّد صفی الدین اسحاق کاظمی اَرْدَبیلی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 650ھ اَرْدَبیل ایران میں ایک کاظمی سادات خاندان میں ہوئی اور 12 محرم 785ھ کو وصال فرمایا، مزار اردبیل ایران میں ہے۔ آپ ابتدا ہی سے تصوف کی طرف مائل، بانیِ خانقاہ و سلسلۂ صفویہ، مؤثر شخصیت اور اکابر اولیا سے ہیں۔[3] (4) محیُ الدّین ثانی حضرت شاہ سیّد محمد عبد اللہ قادری بغدادی حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1130ھ کو بغداد شریف میں ہوئی اور وصال 14 محرم 1207ھ کو رامپور (یوپی) ہند میں ہوا، مزار مرجعِ خلائق ہے۔ آپ علومِ اسلامیہ کے ماہر، سلسلۂ قادریہ کے عظیم شیخِ طریقت، نواب آف ریاست رامپور کے مرشد، جامع مسجد رامپور و خانقاہ قادریہ کے بانی اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے، حضرت شاہ سیّد امجد علی اکبر آبادی اور حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی آپ کے خلفا ہیں۔[4] (5) قُطبُ الہند حضرت حافظ میر شجاعُ الدین حسین قادری رِفاعی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1191ھ بُرہان پور (مدھیہ پردیش) ہند میں ہوئی اور 4 محرم 1265ھ کو حیدر آباد دکن میں وفات پائی، مزار درگاہ قُطبُ الہند عیدی بازار میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ آپ حافظ و قاریِ قراٰن، عالم و فاضل، مصنفِ کُتب، ولیِ کامل اور مبلغِ اسلام تھے۔ آپ کی تبلیغِ اسلام سے کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔[5] (6) غوثُ العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1233ھ کو موضع مان (ضلع گوجرانوالہ پنجاب) کے صوفی خاندان میں ہوئی، 5 محرم 1309ھ کو وصال فرمایا، مزار دربارِ معلّٰی قادریہ خراداں بازار (ضلع گوجرانوالہ) میں ہے۔ آپ قادریہ سلسلے کے شیخِ طریقت اور کثیرُ الفیض تھے۔[6] (7) حضرت باواجی سلوئی والے، استاذ الحفاظ حضرت مولانا حافظ غلام احمد گولڑوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1305ھ میں موضع عینو (خوشاب، پنجاب) کے صالح اعوان

مزار حضرت مولانا حافظ غلام احمد گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت حافظ میر شجاعُ الدین حسین قادری رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ

خاندان میں ہوئی اور 18 محرم 1394ھ کو وصال فرمایا اور جامع مسجد رحمانیہ (چواسیدن شاہ ضلع چکوال) سے متصل تدفین کی گئی۔ آپ حافظِ قراٰن، جیّد عالمِ دین، مرید و خلیفہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی، تلمیذِ خلیفۂ اعلیٰ حضرت قاضی عبدالغفور، بانی جامع مسجد رحمانیہ و مدرسہ، کثیر حفاظ و علما کے استاذ اور صاحبِ کرامت تھے۔[7] 8 شمسُ العلماء، تاجُ الاولیاء، حضرت علّامہ شاہ وَجیہُ الدّین علوی چشتی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 911ھ میں گجرات (جانپانیر، مضافاتِ گجرات) ہند میں ہوئی اور 29 محرم 998ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک مدینۃ الاولیاء احمد آباد (گجرات) ہند میں مرجعِ انام ہے۔ آپ جید عالمِ دین، بانیِ مدرسہ عالیہ علویہ، شریعت و طریقت کے جامع، 40 سے زائد کُتب کے محشی و مصنف اور اکابر علما و مشائخ ہند سے ہیں۔[8]

عُلَمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السَّلام: 9 شیخُ الاسلام حضرت امام ابو عثمان اسماعیل نیشاپوری صَابُونی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 373ھ کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 4 محرم 449ھ کو وصال فرمایا۔ آپ عظیم عالمِ دین، مفسرِ قراٰن، محدثِ وقت، عابد و زاہد اور مصنفِ کُتب تھے۔ بیس سال جامع مسجد میں امامت و خطابت فرمائی۔ آپ کی کتاب عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث آپ کی پہچان ہے۔[9] 10 حجۃ الاسلام حضرت عبد اللہ بن محمود مَوْصِلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 599ھ مَوْصِل (صوبہ نینویٰ) عراق میں ہوئی۔ بغداد شریف میں 19 محرم 683ھ کو وصال فرمایا اور تدفین مقبرۂ خیزران شمالی بغداد میں ہوئی۔ آپ عظیم حنفی عالمِ دین، امامِ عصر، فقیہِ حنفی، استاذُ العلماء اور مصنفِ کُتب ہیں۔ آپ کی کتاب "المختار" مُتونِ اربعہ (فقہِ احناف کی چار بڑی بنیادی کُتب) میں شامل ہے۔[10] 11 حضرت علّامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بنارس (یوپی) ہند میں ہوئی اور 10 محرم 1345ھ کو مدینے شریف میں وِصال فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی، آپ جیّد عالمِ دین، مناظرِ اسلام، مجازِ طریقت، شیخُ الحدیث و مدرس مدرسہ ابراہیمیہ بنارس، 16 کُتب و رسائل میں سے ایک اہم تصنیف تُحْفَۃُ الْاَتْقِیَاءِ فِیْ تَحْقِیْقِ اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بھی ہے، آپ اعلیٰ حضرت کے معاصر اور ان سے محبت کرتے تھے۔[11] 12 صاحبِ دیوان شاعر حضرت مولانا علی احمد خان اسیر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1268ھ کو بریلی شریف میں ہوئی اور 2 محرم 1346ھ کو مدینۂ منورہ میں وصال فرمایا۔ تدفین جنّت البقیع میں ہوئی، آپ عالمِ دین، شاعرِ اسلام، 16 کُتب کے مصنف، بانیِ مطبع نسیمِ سحر بدایون، سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ، عاشقِ رسول اور آگرہ کالج میں عربی کے پروفیسر تھے۔ لِسانُ الحسّان مولانا یعقوب حسین ضِیاءُ القادری بدایونی آپ کے لے پالک بیٹے اور شاگرد ہیں۔[12] 13 حضرت شیخ سیّد محمد سہیل الخطیب حسنی شافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1315ھ کو دمشق میں ہوئی اور یہیں 10 محرم 1402ھ کو وصال فرمایا۔ دَحْدَاح قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ خاندانِ غوثِ اعظم کے چشم و چراغ، شیخ بدرُ الدّین حسنی و خلیفۂ اعلیٰ حضرت شیخ عبدُالحی کَتّانی کے شاگرد، شیخ عبدُ الرّزّاق طَرابُلُسی نقشبندی کے خلیفہ، جیّد عالم دین، مصنفِ کُتب اور صوفیِ باصفا تھے۔ فضیلۃُ الشیخ حضرت علّامہ ڈاکٹر سیّد عبد العزیز الخطیب حسینی دمشقی حفظہ اللہ آپ کے جانشین اور صاحبزادے ہیں۔[13]

---

(1) اسد الغابۃ، 7/316، طبقات لابن سعد، 8/188، 6/9، فتوح البلدان، ص184 (2) الاستیعاب، 1/258، تہذیب التھذیب، 1/527، البدایۃ والنہایۃ، 10/40 (3) اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 12/138 (4) مختصر تعارف، ص2 تا 8 (5) محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن، 2/1004، تذکرۃ الانساب، ص95 (6) انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام، 1/432 (7) مردِ کامل، ص25، 33، 57 (8) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی حیات و خدمات، ص4 تا 12، 210 تا 220، 257 (9) سیر اعلام النبلاء، 13/462، طبقات المفسرین للسیوطی، ص36 (10) الجواہر المضیہ، 1/291، الفوائد البھیۃ، ص137، حدائق الحنفیہ، ص289 (11) تحفۃ الاتقیاء، ص15 تا 29 (12) تذکرۂ شعراءِ حجاز، ص127 تا 131 (13) نثر الجواہر والدرر، 2/2059۔

مدنی مذاکرے
کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّاؔر قادری رَضَوی** دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 8 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

قبروں پر لگی تختیاں پڑھنے کا نقصان

سوال: کیا قبروں پر لگی تختیاں پڑھنے سے حافِظہ کمزور ہوجاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! قبروں پر لگے کتبے یعنی تختیاں پڑھنے سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

(تعلیم المتعلم، ص121، مدنی مذاکرہ، 10 ربیع الاول 1441ھ)

عَلَوی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: کیا علوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ہاشمی ہیں اور ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہاشمی خاندان سے ہیں اور ان کی ساری اولاد ہاشمی ہے۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جو اولاد حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کے شہزادوں سے ہے، انہیں **سیّد** کہا جاتا ہے جیسے امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد جبکہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی نکاح فرمائے تو ان سے جو اولاد ہوئی ان کو **علوی** کہا جاتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 26 ربیع الاوّل 1441ھ)

محرمُ الحرام میں نئی چیز خریدنا یا پہننا کیسا؟

سوال: کیا محرمُ الحرام میں اپنے لئے کوئی نئی چیز خرید یا پہن سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! محرمُ الحرام میں اپنے لئے نئی چیز خرید بھی سکتے ہیں اور پہن بھی سکتے ہیں یہاں تک کہ عاشورا (یعنی دس 10 محرم الحرام) کے دن بھی اگر کوئی نئی چیز خرید کر استعمال میں لائے تو یہ بھی بلا کراہت جائز ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

امام حُسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک

سوال: بوقتِ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

جواب: تقریباً 56 سال 5 ماہ 5 دن۔

(سوانح کربلا، ص170 - مدنی مذاکرہ، 6 محرم الحرام 1440ھ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

نیزے پر سرِ مبارک نے تلاوتِ قراٰن کی

سوال: لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ جب یزیدیوں نے امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سَرِ مبارک جسم سے جدا کرکے اسے نیزے پر رکھا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سَرِ مبارک نے نیزے پر قراٰنِ پاک کی تلاوت کی، کیا یہ درست ہے؟

جواب: جی ہاں، مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ رسالے ”امام حسین کی کرامات“ کے صفحہ 17 پر ہے کہ حضرتِ سیّدنا زید بن اَرْقم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے: جب یزیدیوں نے امامِ عالی مقام، حضرتِ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سَرِ انور کو نیزے پر چڑھا کر کُوفہ کی گلیوں میں گشت کیا اُس وقت میں اپنے مکان کے بالاخانہ پر تھا۔ جب سَرِ مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سَرِ پاک نے (پارہ15، سُورۃُ الْکَہْف کی آیت نمبر:9) تلاوت فرمائی: ﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا(۹)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ (غار) اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ (شواہد النبوۃ، ص231) اسی طرح ایک دوسرے بزرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ جب یزیدیوں نے سَرِ مبارک کو نیزہ سے اُتار کر ابنِ زیاد بدنہاد کے مَحل میں داخِل کیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مقدّس ہونٹ ہل رہے تھے اور زبانِ اقدس پر پارہ 13 سورۂ ابرٰھیم کی آیت نمبر 42 کی تلاوت جاری تھی: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔ (روضۃ الشہداء مترجم، 2/385 ملخصاً)

عبادت ہو تو ایسی ہو تلاوت ہو تو ایسی ہو
سَرِ شبّیر تو نیزے پہ بھی قراٰں سناتا ہے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

محرمُ الحرام میں قربانی کا بچا ہوا گوشت کھانا کیسا؟

سوال: کیا محرمُ الحرام میں قربانی کا بچا ہوا گوشت کھا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! محرمُ الحرام میں قربانی کا بچا ہوا گوشت کھا سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ محرمُ الحرام میں خاص طور پر عاشورا (یعنی دس 10 محرم الحرام) کے دن گوشت نہیں کھانا چاہئے، یہ غلط ہے۔ پورے سال میں ایسا کوئی دن نہیں ہے کہ جس میں مطلقاً گوشت کھانا منع ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

کیا صرف 10 محرمُ الحرام کا ہی روزہ رکھنا چاہئے؟

سوال: کیا 10 محرمُ الحرام کے ساتھ 9 یا 11 محرمُ الحرام کا روزہ بھی رکھ سکتے ہیں یا صرف 10 محرمُ الحرام کا ہی روزہ رکھنا چاہئے؟

جواب: 10 محرمُ الحرام کے ساتھ 9 یا 11 محرمُ الحرام کا بھی روزہ رکھ سکتے ہیں بلکہ اس کی تو حدیثِ پاک میں تعلیم ارشاد فرمائی گئی ہے جیسا کہ مسندِ امام احمد میں ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یومِ عاشورا کا روزہ رکھو اور اِس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، اس سے پہلے یا بعد میں بھی ایک دن کا روزہ رکھو۔ (مسندِ امام احمد، 1/518، حدیث:2154)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

محرمُ الحرام میں ناخن کاٹنا کیسا؟

سوال: کیا محرمُ الحرام میں ناخن کاٹ سکتے ہیں؟

جواب: کاٹ سکتے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 3 محرم الحرام 1440ھ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ علٰی محمَّد

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 عاشورا کے علاوہ مُحَرَّمُ الْحَرَام کے روزوں کے فضائل

سُوال: کیا 9 اور 10 مُحَرَّمُ الْحَرَام کے روزوں کے علاوہ بھی مُحَرَّمُ الْحَرَام کے روزوں کے فضائل ہیں؟

جواب: مُحَرَّمُ الْحَرَام شریف کے روزوں کے تعلق سے دو فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیشِ خدمت ہیں: (1) رَمضان کے بعد مُحَرَّم کا روزہ افضل ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلوٰۃُ اللیل یعنی رات کے نوافل ہیں۔ (مسلم، ص456، حدیث:2755) (2) مُحَرَّم کے ہر دِن کا روزہ ایک مہینے کے روزوں کے برابر ہے۔

(معجم صغیر، 2/71- مدنی مذاکرہ، یکم محرم الحرام 1441ھ)

2 کیا مُحَرَّم میں مچھلی کھا سکتے ہیں؟

سُوال: مُحَرَّم شریف کا چاند نظر آنے کے بعد مچھلی پکا کر کھا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! مچھلی، مُرغی، گوشت اور جو بھی حلال چیز ہے سب کھا سکتے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

3 جہیز کی نُمائش کرنا کیسا؟

سُوال: بعض جگہ یہ رَواج ہے کہ جہیز میں دیئے گئے سامان کو باقاعدہ سجا کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، بعض جگہ ایک شخص کھڑے ہو کر اِعلان بھی کر رہا ہوتا ہے کہ یہ سونے کا سیٹ اتنے تولے کا ہے وغیرہ تو یہ سب کرنا کیسا؟

جواب: جہیز کی نُمائش کرنے میں کوئی شَرعی ممانعت تو نظر نہیں آتی اَلبتہ اِس میں اَخلاقی اور مُعاشرتی خرابیاں ضَرور ہیں۔ مُعاشرے میں نمود و نمائش کا شوق اِس قدر سَرایت کر چُکا ہے کہ مسجد میں چندہ دیتے وقت بھی خواہش کی جاتی ہے کہ نام لے کر دُعا کی جائے تاکہ لوگوں کو بھی پتا چل جائے کہ مابدولت نے مسجد کو چندہ دینے کا اِحسان کیا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 19 محرم الحرام 1440ھ)

4 کربلا کی حاضِری

سُوال: آپ کی کربلائے مُعلّٰی میں حاضِری کب ہوئی تھی؟

جواب: کربلائے مُعلّٰی کی حاضِری کا سال مجھے یاد نہیں ہے، کافی سال ہوگئے ہیں۔ زندگی میں دو مرتبہ بغداد شریف کا سَفَر کیا تھا اور دونوں مرتبہ کربلا شریف کی حاضِری بھی ہوئی تھی۔

(مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

5 مُحَرَّمُ الحَرام میں لفظ "حَرام" کا کیا مطلب ہے؟

سُوال: مُحَرَّمُ الحَرام میں "مُحَرَّم" کے ساتھ "حَرام" کا لفظ کیوں ہے؟

جواب: یہاں اس نام میں "حَرام" کا لفظ "حَلال" کے مقابلے میں نہیں ہے، بلکہ اِس لفظِ حَرام سے مراد عزّت و حُرمَت ہے، چونکہ مُحَرَّم کا

مہینا عزّت و حُرمت والا ہوتا ہے، اِس لئے اِس کے ساتھ لفظِ حَرام بولا جاتا ہے، جس طرح کعبہ شریف جس مسجد میں ہے اُس کا نام مسجدُ الحَرام ہے، جس کا مطلب ہے: عزّت و حُرمت والی مسجد۔

(مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

6 ایصالِ ثواب کا اِنکار کرنا کیسا؟

سُوال: جو عزیز رشتے دار دنیا سے چلے جاتے ہیں، کیا اُن کی قبروں پر جاکر دعا مانگنے اور اُن کے لئے قراٰن خوانی کروانے سے اُنہیں ثواب پہنچتا ہے؟

جواب: اِیصالِ ثواب یعنی ثواب پہنچانا، جس طرح ہم مرنے والے کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں یا اُس کے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں تو اُسے اِس کا ثواب ملتا ہے، اِسی طرح جب ہم اُس کے لئے قراٰن اور قُل شریف وغیرہ پڑھتے یا پڑھواتے ہیں تو اُسے اِس کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ اِیصالِ ثواب اچّھا کام ہے۔ اِس کا اِنکار کرنا گناہ اور اِنکار کرنے والا گمراہ ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، 9/590، 592) جب شریعت نے ایصالِ ثواب کو جائز کہا ہے تو میں اور آپ اِس کا انکار کیسے کرسکتے ہیں! (مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

7 قبر والے سنتے اور دیکھتے ہیں

سُوال: اگر ہم جمعرات یا جمعہ کے روز قبرستان جائیں اور قبر والوں سے بات کریں تو کیا وہ ہماری بات سنتے ہیں؟

جواب: جمعرات ہو یا جمعہ یا اور کوئی وقت ہو، قبر والے سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں، بلکہ اُن کی دیکھنے اور سننے کی طاقت دنیا کے مُقابلے میں بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر مُردہ غیر مسلم ہو تو وہ بھی دیکھتا سنتا ہے۔ (بخاری، 3/11، حدیث: 3976 ملتقطاً) قبر والے کو دنیا میں جس سے زیادہ اُنسیت، محبّت یا تعلّق ہوتا ہے جب وہ قبر پر آتا ہے تو قبر والے کو زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(دیکھئے: جذب القلوب، ص197 - مدنی مذاکرہ، 2 محرم الحرام 1441ھ)

8 سسرال میں مُحَرَّمُ الْحَرام کا چاند دیکھنے میں حَرَج نہیں

سُوال: یہ بات کہاں تک دُرست ہے کہ دُلہن نکاح کے پہلے سال مُحَرَّمُ الْحَرام یا صَفَرُ الْمُظَفَّر کا چاند سُسرال میں نہ دیکھے؟

جواب: یہ بھی ایک ڈھکوسلا اور غَلَط بات ہے کہ دُلہن نکاح کے پہلے سال مُحَرَّمُ الْحَرام یا صَفَرُ الْمُظَفَّر کا چاند سُسرال میں نہ دیکھے۔ بالفرض اگر دُلہن کی آنکھیں کمزور ہوں یا وہ نابینا ہو یا اُس کا گھر کسی پلازے میں ہو تو وہ میکے میں چاند کیسے دیکھ پائے گی؟ نیز اگر دُلہن کے ماں باپ فوت ہوچکے ہوں اور اُس کا کوئی وارث نہ ہو تو کیا چاند دیکھنے کے لئے اُسے دارُ الْاَمان بھیجا جائے گا؟ یاد رَکھئے! شرعی لحاظ سے ایسا کوئی مسئلہ نہیں کہ دُلہن نکاح کے پہلے سال مُحَرَّمُ الْحَرام یا صَفَرُ الْمُظَفَّر کا چاند سُسرال میں نہ دیکھے بلکہ یہ سب عوامی توہُّمات ہیں جن کو ختم کرنا ضَروری ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 5 محرم الحرام 1440ھ)

9 پاکستان اِسلام کا قلعہ ہے

سوال: آج کل غیر ملکی چیزیں خریدنے میں لوگوں کا رُجحان زیادہ ہوتا ہے کسی انگریز یا باہر کی کمپنی کی چیز ہو تو فوراً لے لیتے ہیں اور اپنے ملک کی چیزیں ان کو سمجھ میں نہیں آتیں بلکہ اچھی ہی نہیں لگتیں اور کوئی چیز دیکھ لیتے ہیں تو یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ چھوڑو یار یہ تو پاکستانی ہے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: پاکستان اِسلام کا قلعہ ہے! پاکستان میں لاکھوں مَساجد ہیں، پاکستان میں جتنے نمازی ہیں اتنے کہیں اور کم ہی ملیں گے، پاکستان میں اللہ پاک اور اس کے رَسُول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام لینے پر کوئی پابندی نہیں ہے، پاکستان میں ٹھیک ٹھاک دِین کا کام ہوتا ہے اور مَاشآءَ اللہ یہاں جتنی آزادی سے دِین کی خدمت کرسکتے ہیں اتنی آزادی سے کہیں اور نہیں کرسکتے۔ کیا یہ سب نظر نہیں آتا؟ اگر کسی پاکستانی کمپنی نے فراڈ کیا تو اس میں ملک کا قصور نہیں ہے، سارا قصور کمپنی کا ہے کہ اس نے فراڈ کیا اور ناقص مال بیچا۔

آپ پاکستانی ہیں تو پاکستانی بنیں، جو لوگ اپنے ملک کے ساتھ بے وفائی کرتے ہوئے اسے بُرا بھلا کہہ رہے ہوتے ہیں اور کہلوا رہے ہوتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، یاد رَکھئے! اپنا وطن اپنا وطن ہوتا ہے، اپنا ملک اپنا ہوتا ہے اور جو اس کی بُرائی کرتے ہیں وہ اپنی ہی بُرائی کرتے ہیں۔ اَلحمدُ لِلّٰہ پاکستان بہت اچھا ملک ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 20 صفر المظفر 1441ھ)

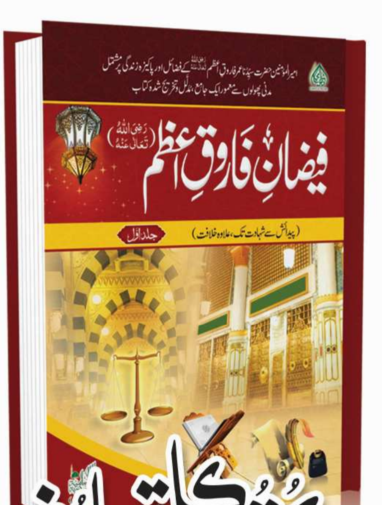

کُتُب کا تعارف

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جس راستے سے تم گزروگے، اس راستے سے شیطان نہیں گزرے گا بلکہ دوسرے راستے سے جائے گا۔(بخاری،2/403،حدیث:3294) پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ کلمات اُس عظیم ہستی کے لئے ہیں جسے خلیفۂ ثانی امیرُ المُؤمنین حضرتِ سیّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام ولقب سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حیاتِ مبارکہ ایسی ہمہ جہت ہے کہ ہر پہلو قابلِ مطالعہ اور لائقِ اِتّباع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم مُفکّرین نے بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زندگی بالخصوص آپ کے دورِ حکومت کو ایک مثالی دور قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ دو جلدوں (1720 صفحات) پر مشتمل تالیف ”فیضانِ فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ)“ کا مطالعہ کیجئے۔ جس کے مضامین کی ترتیب و ابواب بندی اور معانی بیان کرنے کے لئے آسان اور مناسب الفاظ کا انتخاب دعوتِ اسلامی کی عظیم علمی و تحقیقی مجلس المدینۃُ العلمیۃ کے شعبہ فیضانِ صحابہ واہلِ بیت کے مَدَنی اسلامی بھائیوں نے محنت و لگن سے کیا ہے۔ حضرتِ سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سیرت و کردار پر یوں تو بہت سی کُتُب موجود ہیں لیکن مُعتَمَد و مُستنَد مواد کے ساتھ اُردو زبان میں اتنی بہترین کتاب شاید کوئی اور نہ مل سکے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃُ العلمیۃ نے فیضانِ صحابۂ کرام عام کرنے کے لئے ان کی مقدّس زندگیوں پر اُردو زبان میں کام شروع کرکے بہت اہم قدم اٹھایا ہے۔

”فیضانِ فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ)“ کی پہلی جلد 19 ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیدائش سے لے کر شہادت تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں جبکہ دوسری جلد میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سنہری دورِ خلافت کو بالتفصیل 14 ابواب کے تحت بیان کیا گیا ہے، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: (پہلی جلد) ❁ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عشقِ رسول ❁ موافقاتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ❁ اَوّلیّاتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ❁ شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بزبانِ اکابرِ اُمّت ❁ شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بزبانِ مُستَشرِقِین۔ (دوسری جلد) ❁ خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ❁ بعدِ خلافت ابتدائی معاملات ❁ عہدِ فاروقی کا شورائی نظام ❁ عہدِ فاروقی کا نظامِ عدلیہ ❁ عہدِ فاروقی کا نظامِ احتساب ❁ عہدِ فاروقی میں محکمۂ پولیس وفوج ❁ عہدِ فاروقی میں عِلمی سرگرمیاں۔

پہلی جلد کے آخر میں ”حیاتِ فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ)“ اور دوسری کے آخر میں ”خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ تاریخ کے آئینے میں“ کے عنوان سے آپ کی زندگیٔ مُبارک کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ جس سے ایک نظر میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سیرت کو دیکھا جاسکتا ہے۔ کتاب میں جدید عِلمی اُسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ مُحقّقِین اور عام قارئین کے لئے اجمالی اور تفصیلی دونوں طریقے سے فہرست تیار کی گئی ہے۔ آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست بھی دی گئی ہے جس میں ترتیبِ زمانی (ترتیب وار سال) کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے پڑھا اور ڈاؤن لوڈ (Download) بھی کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالٰی اس کتاب کے مُؤلّفِین اور مُعاوِنِین کی کوششوں کو قبول فرمائے اور بشمول قارئین سب کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کُتُب کا تعارف

آصف اقبال عطاری مدنی*

"قربانی" کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے، یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ دین کا دوسرا نام قربانی ہے۔ دین کی خاطر جان دینا، مال خرچ کرنا، اہل و عیال سے دوری اختیار کرنا، کاروبار اور شہر و وطن کو چھوڑ کر ہجرت کر جانا یہ سب قربانی کی مختلف صورتیں ہیں۔

حضرت سیّدتنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا نے حضرت سیّدنا سفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے پوچھا: سخاوت کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: دنیاوالوں کے نزدیک سخاوت یہ ہے کہ بندہ اپنا مال خرچ کردے اور آخرت والوں کے نزدیک یہ ہے کہ بندہ اپنی جان بھی قربان کردے۔ (شعب الایمان، 1 / 373، رقم: 433)

جب ہم اس امّت کے اوّلین لوگوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ہر طرح کی قربانی دینے والی ہستیاں نظر آتی ہیں، کسی نے اسلام کی خاطر بے انتہا مال خرچ کیا، کسی نے اَہل و عیال کی قُربانی پیش کی اور کسی نے دین کی آبیاری و سربلندی کے لئے اپنی جان تک قربان کردی، پھر جب ہم واقعۂ کربلا کو دیکھتے ہیں تو ہمیں قربانی کی تمام اقسام یکجا نظر آتی ہیں۔

گھر لُٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالَم ہو فدا اے خاندانِ اہلِ بیت

امامِ عالی مقام حضرت سیّدنا امام حسین اور خاندانِ نبوت رضی اللہ تعالٰی عنہم نے میدانِ کربلا میں نہ صرف لازوال قربانی پیش کی بلکہ صبر و برداشت، اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے)، وفاداری و جانثاری، تسلیم و رضا، خلوص وللّٰہیت، احساسِ ذمہ داری، حق و صداقت کی پاسداری، راہِ عزیمت پر استقامت اور ظلم و استبداد کی روک تھام کی بے مثال داستان رقم کردی۔

صدیاں گزر جانے کے بعد بھی واقعۂ کربلا کا بیان سننے سے دلوں کو جِلا (تازگی) ملتی اور دین پر مَر مٹنے کا جذبہ اُجاگر ہوتا ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں نے اس عظیم قربانی کے متعلق بہت سی جھوٹی باتیں گھڑ لیں اس وجہ سے علمائے اُمّت نے صحیح اور غلط کو الگ کرنے کے لئے اس واقعہ کے متعلق کتابیں لکھیں، اِن میں سے ایک "آئینۂ قیامت" بھی ہے، یہ مستند کتاب شہنشاہِ سخن، استاذِ زَمَن، برادرِ اعلیٰ حضرت **مولانا حسن رضا خان** علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی تصنیف ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن سے ذکرِ شہادت کے متعلق سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی کتاب (سِرُّ الشَّہَادَتَیْن) جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب "آئینۂ قیامت" میں صحیح روایات ہیں، انہیں سننا چاہیے، باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص293)

دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ تخریج نے اس کتاب پر جدید و تحقیقی کام کیا ہے۔ متعدد نسخوں سے تقابل، جدید کمپیوٹر کمپوزنگ، نئے عنوانات کا اضافہ، احادیث و روایات کی تخریج، مفید و ضروری حواشی، کتابت کے اختلافی مقامات کی تصحیح اور اخیر میں فیضانِ سنت (جلد اوّل) سے **فضائلِ عاشورہ** شامل کئے گئے ہیں۔ یوں **مکتبۃُ المدینہ** کی شائع کردہ "آئینۂ قیامت" گوناگوں خوبیوں سے آراستہ ہے۔ خود بھی خرید کر مطالعہ کیجئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دلائیے۔ یہ کتاب دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ آؤٹ بھی کی جاسکتی ہے۔ تادمِ تحریر (پاکستان میں) مکتبۃ المدینہ پر اس کی قیمت 30روپے ہے۔

مُحرَّمُ الحَرام 1444ھ
اگست 2022ء کا

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

لا رہا ہے آپ کے لئے
بہت ہی دلچسپ، معلوماتی اور علمی مضامین

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروایئے

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے:

Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ ونافلہ اور دیگر مدنی عطیات (چندے) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے!

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

ISBN 978-969-631-974-0
0125764

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net